اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بُرائی سے منع کریں اور یہی لوگ مُراد کو پہنچے (ترجمہ کنزالایمان)

کی محمد سے وفا تُو نے تو ہم تیرے ہیں • یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

دعوتِ اسلام

ماھنامہ کراچی

Monthly DAWAT-E-ISLAM INTERNATONAL Karachi

Issue No.1 Vol.10, June. 2003.

Rs.15.00

قیامت کب قائم ہوگی؟

قرآن و حدیث کی روشنی میں دعوتِ اسلام کی خصوصی رپورٹ

یہودیوں کی خوفناک سازش پکڑی گئی

دعوت اسلام کے چونکا دینے والے انکشافات

یااللہ عزوجل

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ماہنامہ دعوتِ اسلام کراچی

☆ جلد نمبر: 1 ☆ شمارہ نمبر 10 ☆ جون 2003ء

چیف ایڈیٹر:۔	ناصر علی جہانگیر
ایڈیٹر:۔	نشید اللہ فاروقی
ڈائریکٹر مارکیٹنگ:	اشرف میمن
لے آؤٹ ڈیزائنر	اختر حسین
کمپیوٹر ڈیزائننگ:۔	سید عرفان حسین / صباء الدین
پبلشر:۔	ناصر علی جہانگیر
پرنٹر	ہمدرد

اس شمارے میں

ضروری معلومات وہدایات

پاکستان میں ہدیہ فی پرچہ =/15 روپے، سالانہ چندہ =/180 روپے، بذریعہ منی آرڈر ارسال کریں، منی آرڈر کوپن پر اپنا پورا نام و پتہ ضرور لکھیں۔ اگر پہلے خریدار ہیں تو اپنے خریداری نمبر کا حوالہ بھی دیں۔ لفافہ میں رکھ کر رقم ہرگز نہ بھیجیں، نہ نوٹ کی شکل میں نہ ٹکٹوں کی شکل میں۔ چندہ سالانہ کی میعاد ختم ہونے پر خریدار کو بذریعہ کارڈ اطلاع دی جاتی ہے۔ اس اطلاع کے بعد جب تک چندہ کی رقم موصول نہ ہوگی پرچہ کی ترسیل بند رہے گی، اگر پرچہ بذریعہ وی پی منگوانا مقصود ہو تو یہ بات ذہن میں رکھیں کہ وی پی کا خرچہ 180+12+10 روپے ملا کر وی پی پرچہ 202ء روپے میں موصول ہوگا۔ لہٰذا اس زائد خرچہ سے بچنے کے لیے 180 روپے منی آرڈر کریں، کسی ماہ پرچہ 12 تاریخ شمسی تک نہ ملے تو خریداری نمبر کے حوالہ سے دوبارہ طلب کریں ادارہ ہر ماہ 10 تاریخ تک تمام خریداران کو پرچہ بھجوا دیتا ہے۔ نہ ملنا محکمہ ڈاک کی کوتاہی ہوتی ہے، آپ کا خریداری نمبر آپ کے پتہ والی چٹ پر درج ہوتا ہے۔ اسے نوٹ فرمالیں اور خط و کتابت کرتے وقت اس کا حوالہ ضرور دیں۔

بیرونی ممالک: بیرون ملک پرچہ ترسیل پر ڈاک خرچ بہت زیادہ لگتا ہے اس لئے پرچوں کا ہدیہ بھی زیادہ مقرر کیا گیا ہے۔ عرب امارات میں فی پرچہ 7 درہم، سالانہ چندہ 70 درہم ہے، کویت میں فی پرچہ نصف دینار سالانہ چندہ دس پونڈ ہے۔ امریکہ میں فی پرچہ دو ڈالر اور سالانہ چندہ بیس ڈالر ہے۔ جتنی رقم جس مقصد کے لیے بھجوائیں اس کی تفصیل ضرور لکھیں، خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

نرخنامہ اشتہارات: آخری صفحہ ٹائٹل فی اشاعت 5 ہزار، اندرونی صفحہ ٹائٹل فی اشاعت 2500 روپے، عام صفحات فی صفحہ فی اشاعت 1500 روپے۔ رقم اشتہارات کے ساتھ پیشگی ارسال کریں۔ دینی تبلیغی اداروں کو خصوصی رعایت دی جائے گی۔ اشتہار کی اشاعت ادارہ کی مرضی پر منحصر ہے۔

فی پرچہ 15 روپے
سالانہ چندہ 180 روپے

ضرب اسلام ہاؤس 1/2 متصل شفیق پریس
نزد آئی آئی چندریگر روڈ کراچی موبائل: 2623630

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
سر بھلا کوئی کیا جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا
کیوں نہ قاسم ہو کہ تو ابن ابی القاسم ہے
کیوں نہ قادر ہو کہ مختار ہے بابا تیرا
تجھ سے در در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا
اس نشانی کے جو سگ ہیں وہ نہیں مارے جاتے
حشر تک میری گلے میں ہے پٹا تیرا
سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبہ کا طواف
کعبہ کرتا ہے طواف در والا تیرا
فخر آقا میں رضا اور بھی اک نظم رفیع
چل لکھا لائیں ثنا خوانوں میں چہرا تیرا

برادر اعلیٰ حضرت مولانا حسن رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ

اسیروں کے مشکل کشا غوث اعظم
فقیروں کے حاجت روا غوث اعظم
مریدوں کو خطرہ نہیں بحر غم سے
کہ بیڑے کے ہیں نا خدا غوث اعظم
جسے خلق کہتی ہے پیارا خدا کا
اسی کا ہے تو لاڈلا غوث اعظم
تمہیں وصل بے فصل ہے شاہ دیں سے
دیا حق نے یہ مرتبہ غوث اعظم
مشائخ جہاں آئیں بہر گدائی
وہ ہے تیری دولت سرا غوث اعظم
مری مشکلوں کو بھی آسان کیجئے
کہ میں آپ مشکل کشا غوث اعظم
کہے کس سے جا کر حسن اپنے دل کی!
سنے کون تیرے سوا غوث اعظم

احادیث مبارکہ کی روشنی میں

آئندہ کیا ہونے والا ہے؟

دعوت اسلام تحقیقاتی سیل کی خصوصی رپورٹ

قیامت کی نشانیاں جو آپ ﷺ نے بیان فرمائیں وہ ان کے علاوہ ہیں اور وہ تین قسم کی ہیں۔ پہلی دو قسموں کو آثار صغریٰ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور تیسری کو آثار کبریٰ کہتے ہیں۔

اول: وہ آثار جو وقوع میں آچکے۔ مثلاً حضور اقدس ﷺ کی وفات شریف۔ تمام صحابہ کرام کا اس دنیا سے رحلت فرمانا۔ حضرت عثمان غنیؓ کا شہید ہونا۔ تاتاریوں کا فتنہ ۔حجاز کی آگ۔ جھوٹے دجالوں کا دعوائے رسالت کے ساتھ نکلنا۔ بیت المقدس اور مدائن کا فتح ہوجانا۔ سلطنت عرب کا زائل ہوجانا۔ تین خسوف کا وقوع (ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک جزیرہ عرب میں) قتل اور فتنوں اور زلزلوں کی کثرت، مسخ وقذف، ریح احمر، انقطاع طریق حج کعبۃ اللہ سے حجر اسود کا اٹھ جانا، کثرت موت وغیرہ۔

دوم: وہ آثار جو ظہور میں آچکے اور زیادہ ہو رہے ہیں حتیٰ کہ قسم سوم سے مل جائیں گے۔ مثلاً عابدوں کا جاہل ہونا، قاریوں کا فاسق ہونا، چاندوں کا اتنا بڑا نظر آنا کہ کہا جائے کہ یہ دوسری رات کا چاند ہے۔ بارش کا زیادہ ہونا اور روئیدگی کا کم ہونا، قاریوں کی کثرت اور فقہاء کی قلت، امیروں کی کثرت اور امینوں کی قلت، فاسقوں کا سردار قبیلہ اور فاجروں کا حاکم بازار بننا، مومن کا اپنے قبیلہ میں مقد سے زیادہ ذلیل ہونا، تجارت کی کثرت، عورت کا اپنے شوہر کے ساتھ شریک تجارت ہونا، قطع رحم کرنا، کاتبوں کی کثرت اور علماء کی قلت، جھوٹی گواہی کا ظاہر ہونا، امانت کو غنیمت سمجھنا، زکوٰۃ کو تاوان خیال کرنا، علم دین کو دنیا کی خاطر سیکھنا، حقوق والدین کی کثرت، بڑوں کی عزت نہ ہونا، چھوٹوں پر رحم نہ کیا جانا، اولاد زنا کی کثرت، اونچے محلوں پر فخر کرنا، مسجدوں میں دنیا کی باتیں کرنا، نماز پڑھانے کے لئے مسجدوں میں اماموں کا نہ ملنا، بغیر شرط وارکان نمازیں پڑھنا حتیٰ کہ پچاس میں سے ایک نماز کا بھی قابل قبول نہ ہونا، مسجدوں کی آرائش کرنا، مسجدوں کو راستے بنانا، قریبی لڑکی سے اس کی مفلسی کے سبب نکاح نہ کرنا اور کسی دینۃ الاصل سے اس کی دولت مندی کے سبب نکاح کرلینا، ناحق مال لینا، حلال درہم کا نہ پایا جانا، سائل کا محروم رہنا، اسلام کا غریب ہونا، لوگوں میں کینہ وبغض ہونا، عمریں کم ہونا، درختوں کے پھلوں کا کم ہونا، جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا جاننا، مال حاصل کرنے کے لئے لوگوں کی منافقانہ مدح کرنا، خطباء کا جھوٹ بولنا، حکام کا ظلم کرنا، نجومیوں کو سچا جاننا، قضا وقدر کو حق نہ جاننا، مرد کا عورت یا دوسرے مرد سے لواطت کرنا، جہاد نہ کرنا، مالداروں کی تعظیم کرنا، کبیرہ گناہوں کو حلال جاننا، سود اور رشوت کھانا، قرآن کو مزامیر بنانا، درندوں کے چمڑوں کے فرش بنانا، ریشم پہننا، جہالت وزنا وشراب نوشی کی کثرت، خائن کو امین اور امین کو خائن سمجھنا، گانے والی لونڈیوں کا رکھنا، آلات لہو کا حلال سمجھنا، حدود شرعیہ کا جاری نہ ہونا، عہد توڑنا، عورتوں کا مردوں اور مردوں کا عورتوں سے مشابہت پیدا کرنا، اخیر امت کا اول امت کو برا کہنا، مردوں کا عمامے چھوڑ کر عجمیوں کی طرح تاج پہننا، قرآن کو تجارت بنانا، مال میں سے اللہ کا حق ادا نہ کرنا، جوا کھیلنا، باجے بجانا، جاہلوں کو حاکم بنانا، مسجدیں بنانے پر فخر کرنا، مردوں کی قلت اور عورتوں کی کثرت یہاں تک کہ ایک مرد پچاس عورتوں کا تکفیل ہوگا وغیرہ وغیرہ۔



حجر اسود کا خوبصورت سونے کا بنا ہوا خول ترکی کے مشہور میوزیم توپ کاپی میں رکھا ہوا ہے

سوم: آثار کبریٰ جن کے بعد ہی قیامت آجائے گی۔ یہ آثار یکے بعد دیگرے پے درپے ظاہر ہوں گے جیسے سلک مروارید سے موتی گرتے ہیں، امام مہدیؑ کے ظہور سے شروع ہوکر نفخ سورہ پر ختم ہوجائیں گے۔ ان کا بیان جو آنحضرت ﷺ کی حدیثوں میں پایا جاتا ہے۔ اس کا خلاصہ حسب معلومات نیچے درج کیا جاتا ہے۔

جب آثار صغریٰ سب ظاہر ہوچکیں گے تو اس وقت نصاریٰ کا غلبہ ہوگا۔ ایک مدت کے بعد خالد بن یزید بن ابی

سفیان اموی کی اولاد سے ایک شخص ''سفیان'' نام جانب دمشق سے ظاہر ہوگا جس کی ننھیال قبیلہ قلب ہوگا وہ اہل بیت کو بری طرح قتل کرے گا۔ شام ومصر کے اطراف میں اس کا حکم جاری ہوگا۔ اسی اثناء میں شاہ روم کی عیسائیوں کے ایک فرقہ سے جنگ اور دوسرے سے صلح ہوگی۔ لڑنے والا فرقہ قسطنطنیہ پر قبضہ کرے گا۔ شاہ روم ملک شام میں آجائے گا اور دوسرے فرقہ کی مدد سے ایک خونریز لڑائی کے بعد فتح پائے گا۔ دشمن کی شکست کے بعد فرقہ موافق میں سے ایک شخص بول اٹھے گا کہ یہ فتح صلیب کی برکت سے ہوئی ہے۔ اسلامی لشکر میں سے ایک شخص اسے مار پیٹ کرے گا اور کہے گا نہیں، بلکہ اسلام کی برکت سے ایسا ہوا ہے۔ الغرض دونوں اپنی اپنی قوم کو مدد کے لئے پکاریں گے اور خانہ جنگی شروع ہوجائے گی جس میں بادشاہ اسلام شہید ہوجائے گا اور دونوں عیسائی فریق باہم صلاح کرلیں گے۔ اس طرح شام میں عیسائی راج ہوجائے گا۔ بقیۃ السیف مسلمان مدینہ منورہ چلے آئیں گے اور عیسائیوں کی حکومت مدینہ منورہ کے قریب خیبر تک پھیل جائے گی۔ اس وقت اہل اسلام کو امام مہدیؑ کی تلاش ہوگی۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام

حضرت امام مہدی علیہ السلام مدینہ سے مکہ تشریف لے آئیں گے۔ اہل مکہ کی ایک جماعت حجر اسود، مقام ابراہیم کے درمیان آپ سے بیعت کرے گی حالانکہ آپ اس منصب امامت پر راضی نہ ہوں گے۔ آپ کا اسم گرامی محمد، باپ کا نام عبداللہ اور ماں کا نام آمنہ ہوگا۔ آپ حضرت فاطمہ الزہرا کی اولاد سے ہوں گے۔ آپ کی عمر مبارک اس وقت چالیس سال ہوگی۔

ان حالات میں ماوراء النہر سے ایک شخص حارث حراث نامی اہل اسلام کی مدد کے لئے ایک لشکر بھیجے گا جس کا مقدمہ منصور کے زیر کمان ہوگا۔ یہ لشکر راستہ ہی میں بہت سے عیسائیوں اور بد دینوں کا صفایا کرے گا۔

ظالم سفیانی جس کا اوپر ذکر ہوا، اپنا لشکر امام مہدی علیہ السلام کے مقابلہ کے لئے بھیجے گا جو شکست کھائے گا اس کے بعد خود سفیانی لشکر کے ساتھ مقابلہ کے لئے آئے گا اور مقام بیداء میں مکہ و مدینہ کے درمیان لشکر سمیت زمین میں دھنس جائے گا۔ صرف ایک شخص بچے گا جو امام مہدی علیہ السلام کو اس واقعہ کی خبر دے گا۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی اس کرامت کی خبر دور دور تک پہنچ جائے گی۔ شام کے ابدال اور عراق کے اوتار آپ کے دست مبارک پر بیعت کریں گے۔ فوج مدینہ کے علاوہ باقی عرب ویمن کے لوگ بکثرت آپ کے لشکر میں داخل ہوجائیں گے۔

افواج اسلام کی خبر سن کر نصاریٰ بھی ممالک روم وغیرہ سے لشکر جرار لے کر شام جمع ہوجائیں گے۔ لشکر کفار میں اسی (80) جھنڈے ہوں گے اور ہر جھنڈے تلے بارہ ہزار سوار ہوں گے۔ امام مہدی مکہ سے بغرض زیارت مدینہ منورہ جائیں گے اور وہاں سے ملک شام پہنچیں گے۔ حلب یا دمشق کے نواح میں لشکر کفار سے مقابلہ ہوگا۔ حضرت امام علیہ السلام کے لشکر کا تہائی حصہ بھاگ جائے گا جن کی موت کفر پر ہوگی اور ایک تہائی شہادت سے مشرف ہوگا اور باقی تہائی فتح پائے گا۔ دوسرے روز امام موصوف نصاریٰ کے مقابلہ کے لئے نکلیں گے۔ مسلمانوں کی ایک جماعت عہد کرے گی کہ بغیر فتح پائے یا شہید ہوئے میدان سے واپس نہ آئیں گے۔ یہ سب کے سب شہید ہوجائیں گے۔ اگلے روز پھر ایک جماعت یہی عہد کرے گی اور جام شہادت نوش کرے گی۔ اسی طرح تیسرے دن بھی یہی واقعہ وقوع میں آئے گا۔ چوتھے روز بقیہ اہل اسلام کفار پر فتح پائیں گے۔ مگر اس سے کسی کو خوشی نہ ہوگی کیونکہ اس لڑائی میں بہت سے خاندان ایسے ہوں گے جن میں فیصدی ایک بچا ہوگا۔ اس کے بعد امام موصوف نظم ونسق میں مشغول ہوں گے اور دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ پھر ایک سخت لڑائی کے بعد قسطنطنیہ فتح ہوجائے گا۔

دجال لعین

جب اہل اسلام غنائم قسطنطنیہ تقسیم کررہے ہوں گے تو شیطان آواز دے گا کہ دجال تمہارے اہل واولاد میں آ گیا ہے۔ یہ سنتے ہی غنائم چھوڑ کر دجال کی طرف متوجہ ہوں گے اور دس سوار بطور طلیعہ خبر لانے کے لئے بھیجیں گے۔ ان کی نسبت حضور رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں ان کے نام، ان کے باپوں کے نام، ان کے گھوڑوں کے رنگ پہچانتا ہوں اور وہ اس وقت روئے زمین پر بہترین سواروں میں سے ہوں گے۔ یہ افواہ غلط ثابت ہوگی۔ لشکر اسلام جب قسطنطنیہ سے روانہ ہوکر شام پہنچے گا تو جنگ عظیم سے ساتویں سال شام وعراق کے درمیان ایک راستے سے دجال ظاہر ہوگا۔ اس کے ظہور سے پہلے دو سال قحط رہے گا۔ تیسرے سال دوران قحط ہی میں اس کا ظہور ہوگا۔

دجال کی ایک آنکھ اور ایک ابرو بالکل نہ ہوگی بلکہ وہ جگہ ہموار ہوگی۔ مسوع العین ہونے کے سبب سے اسے مسیح الدجال کہتے ہیں۔ وہ ایک بڑے گدھے پر سوار ہوگا اور اس کی پیشانی کے درمیان ک اف ر (کافر) لکھا ہوگا جسے صرف اہل ایمان کاتب وغیر کاتب پڑھ لیں گے۔ وہ روئے زمین پر پھرے گا اور لوگوں کو اپنی الوہیت کی دعوت دے گا۔ اور وہ اسی غرض کے لئے اپنے سراپا مختلف اطراف میں بھیجے گا۔ اس کے ساتھ ایک باغ ہوگا جسے وہ جنت کہے گا اور ایک آگ ہوگی جسے دوزخ بتائے گا۔ موافقین کو وہ اپنی بہشت میں اور مخالفین کو اپنی دوزخ میں ڈالے گا۔ مگر حقیقت میں وہ بہشت دوزخ کی خاصیت رکھتی ہوگی اور دوزخ باغ بہشت کے مانند ہوگی۔ اس کے پاس اشیاء خوردنی کا بڑا ذخیرہ ہوگا۔ اس میں سے جسے چاہے دے گا۔ لوگوں کی آزمائش کے لئے اس سے خارق عادت امور ظاہر ہوں گے۔ جو لوگ اس پر ایمان لائیں گے ان کے لئے آسمان کو حکم دے گا تو

دجال کی ایک آنکھ اور ایک ابرو بالکل نہ ہوگی بلکہ وہ جگہ ہموار ہوگی۔ مسوع العین ہونے کے سبب سے اسے مسیح الدجال کہتے ہیں۔ وہ ایک بڑے گدھے پر سوار ہوگا اور اس کی پیشانی کے درمیان ک اف ر (کافر) لکھا ہوگا جسے صرف اہل ایمان کاتب وغیر کاتب پڑھ لیں گے۔ وہ روئے زمین پر پھرے گا اور لوگوں کو اپنی الوہیت کی دعوت دے گا۔ اور وہ اسی غرض کے لئے اپنے سراپا مختلف اطراف میں بھیجے گا۔ اس کے ساتھ ایک باغ ہوگا جسے وہ جنت کہے گا اور ایک آگ ہوگی جسے دوزخ بتائے گا۔ موافقین کو وہ اپنی بہشت میں اور مخالفین کو اپنی دوزخ میں ڈالے گا۔ مگر حقیقت میں وہ بہشت دوزخ کی خاصیت رکھتی ہوگی اور دوزخ باغ بہشت کے مانند ہوگی۔

مینہ برسنے لگے۔ جائے گا۔ زمین کو حکم دے گا تو گھاس اور زراعت بکثرت اگ آئے گی۔ جو انکار کریں گے ان سے مینہ اور زراعت و نباتات کو روک دے گا۔ ایک ویرانے میں پہنچے گا تو زمین سے کہے گا کہ اپنے خزانے نکال دے۔ چنانچہ اس ویرانے کے خزانے اس کے پیچھے چلیں گے۔ بعض آدمیوں سے کہے گا کہ میں تمہارے مردہ ماں باپ کو زندہ کردیتا ہوں اگر تم میری خدائی پر ایمان لاؤ۔ پھر وہ

گے۔ ہر دروازے پر دو دو فرشتے محافظ ہوں گے اس لئے شہر کے اندر داخل نہ ہوسکے گا۔ یہاں سے وہ لوگوں کو گمراہ کرتا ہوا شام کی طرف روانہ ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام

قبل اس کے کہ دجال دمشق پہنچے، امام مہدی علیہ السلام وہاں پہنچ کر جنگ کی تیاری کرچکے ہوں گے۔ اسی اثناء میں اچانک اللہ تعالیٰ حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام کو

اس دن میں تخمینہ سے ادا کرنی ہوں گی۔

دجال کے فتنہ کے رفع ہونے کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام اصلاحات میں مشغول ہوں گے۔ صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کردیں گے اور کفار سے جزیہ قبول نہ کیا جائے گا۔ سوائے قبول اسلام اور قتل کے دوسرا حکم نہ ہوگا سب کافر مسلمان ہوجائیں گے۔ امام مہدی علیہ السلام کی خلافت 8،7 یا 9 سال ہوگی، اس کے بعد آپ کا وصال ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے جنازہ کی نماز پڑھائیں گے۔

یاجوج وماجوج

اس کے بعد لوگ امن وامان کی زندگی بسر کرتے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجے گا کہ میں ایسے بندے نکالنے والا ہوں کہ کسی میں ان کے ساتھ لڑنے کی طاقت وقدرت نہیں ہے۔ تم میرے خاص بندوں کو کوہ طور کی طرف لے جاؤ۔ آپ قلعہ طور میں پناہ گزیں ہوکر سامان حرب ورسد کے مہیا کرنے میں مشغول ہوں گے۔ اس وقت یاجوج وماجوج نکل پڑیں گے یہ لوگ یافث بن نوح کی اولاد سے ہیں۔ ان کا ملک قطب شمالی کی طرف ہفت اقلیم سے باہر بتایا جاتا ہے۔ اس کے جانب شمال سمندر ہے جو سال بھر منجمد رہتا ہے۔ مشرق ومغرب میں دیواروں کی مثل دو پہاڑ ہیں ان کے درمیان کی ایک کھائی سے نکل کر وہ اس طرف کے لوگوں کو لوٹ لیا کرتے تھے۔ سکندر ذوالقرنین نے ان کو ایک آہنی دیوار کے ذریعہ سے بند کردیا تھا۔ جس کی بلندی ان دونوں پہاڑوں کی چوٹی تک پہنچتی ہے اور موٹائی ساٹھ گز ہے۔ وہ دن بھر اس دیوار کو توڑنے میں لگے رہتے ہیں مگر رات کو قدرت الٰہی سے وہ دیوار ویسی ہی ہوجاتی ہے۔ جب ان کے نکلنے کا وقت آئے گا تو وہ دیوار ٹوٹ جائے گی اور یہ لوگ ٹڈی دل کی طرح ہر طرف پھیل جائیں گے اور بے دریغ قتل وغارت کریں گے۔ ان کی کثرت کا یہ حال ہے کہ جب ان کی پہلی جماعت بحیرۂ طبریہ میں (جو دس میل لمبا ہے) پہنچے گی تو اس کا تمام پانی پی جائے گی اور دوسری جماعت دیکھ کر کہے گی کہ یہاں کبھی پانی تھا؟ پھر وہ قتل وغارت کرتے ہوئے قدس کے پہاڑ خمر میں پہنچیں گے تو کہیں گے کہ ہم نے زمین والوں کا تو صفایا کردیا۔ چلو آسمان والوں کو بھی مار ڈالیں۔ پھر وہ آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے جن کو اللہ تعالیٰ خون آلود کرکے لوٹا دے گا۔ وہ دیکھ کر خوش ہوں گے کہ اب تو ہمارے سوا کوئی نہیں رہا۔

> حضرت امام مہدی علیہ السلام مدینہ سے مکہ تشریف لے آئیں گے۔ اہل مکہ کی ایک جماعت حجرا اسود ومقام ابراہیم کے درمیان آپ سے بیعت کرے گی حالانکہ آپ اس منصب امامت پر راضی نہ ہوں گے۔ آپ کا اسم گرامی محمد، باپ کا نام عبداللہ اور ماں کا نام آمنہ ہوگا۔ آپ حضرت فاطمہ الزہرا کی اولاد سے ہوں گے۔ آپ کی عمر مبارک اس وقت چالیس سال ہوگی۔ ان حالات میں ماوراء النہر سے ایک شخص حارث حراث نامی اہل اسلام کی مدد کے لئے ایک لشکر بھیجے گا جس کا مقدمہ منصور کے زیر کمان ہوگا۔ یہ لشکر راستہ ہی میں بہت سے عیسائیوں اور بددینوں کا صفایا کرے گا۔

شیطانوں کو حکم دے گا کہ زمین میں سے ان کے ماں باپ کے ہم شکل ہوکر نکلو۔ چنانچہ وہ ایسا ہی کریں گے۔ اسی طرح اس کے لشکری ایک مومن کو پیش کریں گے وہ دیکھتے ہی کہہ دیگا کہ لوگو! یہ دجال ہے، جس کا ذکر رسول اللہ ﷺ نے کردیا ہے۔ یہ سن کر دجال حکم دے گا کہ اس کو لٹا کر اس کا سر توڑ دو۔ ایسا ہی کیا جائے گا۔ پھر دجال اس سے پوچھے گا کیا تو مجھ پر ایمان نہیں لاتا؟ مومن جواب دے گا کہ تو جھوٹا مسیح ہے۔ پھر دجال کے حکم سے سر سے پاؤں تک اس کے دو ٹکڑے کئے جائیں گے۔ دجال دونوں ٹکڑوں کے درمیان چلے گا اور کہے گا کہ اٹھ۔ وہ اٹھ بیٹھے گا۔ دجال کہے گا کیا تو مجھ پر ایمان لاتا ہے؟ مومن جواب دے گا۔ اب تو مجھے خوب یقین ہوگیا کہ تو جھوٹا دجال ہے اور کہے گا۔ "اے لوگو! میرے بعد یہ کسی اور سے ایسا نہ کرسکے گا۔" بعد ازاں دجال اسے ذبح کرنا چاہے گا مگر نہ کرسکے گا اور اسے اپنی دوزخ میں پھینک دے گا مگر وہ اس مومن کے لئے جنت ہوجائے گی۔" حضور رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ "وہ مومن اللہ کے نزدیک بڑا شہید ہوگا۔" الغرض دجال مختلف مقامات پر جائے گا۔ شام سے اصفہان میں پہنچے گا۔ وہاں ستر ہزار یہودی اس کے پیروکار بن جائیں گے۔ پھرتا پھراتا سرحد یمن پر پہنچ جائے گا۔ وہاں سے مکہ معظمہ کا قصد کرے گا مگر فرشتوں کی مخالفت کے سبب اس میں داخل نہ ہوسکے گا۔ پھر مدینہ منورہ میں پہنچے گا۔ اس وقت مدینہ طیبہ کے سات دروازے ہوں

آسمان سے بھیجے گا۔ آپ دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھے ہوئے زرد رنگ کا جوڑا زیب تن کئے ہوئے نہایت نورانی شکل میں دمشق کے مشرقی جانب سفید منارہ پر اتریں گے اور اس امت کی تکریم وتعظیم کی جہت سے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ پھر لشکر اسلام لشکر دجال پر حملہ کرے گا، گھمسان کا معرکہ ہوگا۔ اس وقت دم عیسیٰ کی یہ خاصیت ہوگی کہ جہاں تک آپ کی نظر کی رسائی ہوگی وہاں تک آپ کا سانس بھی پہنچے گا اور جس کافر تک پہنچے گا وہ ہلاک ہوجائے گا اور دجال بھاگ جائے گا مگر حضرت مسیح علیہ السلام اس کو بیت المقدس کے قریب موضع لد کے دروازے میں جالیں گے اور نیزہ سے اس کا کام تمام کردیں گے۔ لشکر اسلام لشکر دجال کے قتل وغارت میں مشغول ہوجائے گا۔ لشکر دجال میں جو یہود ہوں گے ان کو کوئی چیز پناہ نہ دے گی یہاں تک کہ رات کے وقت اگر کوئی یہودی پتھر یا درخت کی آڑ میں چھپا ہوگا تو وہ پتھر یا درخت بول اٹھے گا کہ یہاں یہودی ہے اس کو قتل کردو۔

زمین پر دجال کا فتنہ چالیس دن رہے گا جن میں سے ایک دن ایک سال، ایک دن ایک مہینے اور ایک دن ایک ہفتہ کے مانند ہوگا۔ باقی دن معمولی دنوں کے مانند ہوں گے۔ صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا۔ جو دن ایک سال کے برابر ہوگا، کیا اس میں ایک دن کی نمازیں کافی ہوں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ ایک سال کی نمازیں

محصورین (حضرت عیسیٰ اور آپ کے اصحاب) میں قحط کا یہ عالم ہوگا کہ گائے کا کلہ سو سو دینار سے بھی زیادہ قیمتی ہوگا۔ پس محصورین دعا کریں گے اس پر اللہ تعالیٰ ان میں مرض نغف بھیجے گا یہ ایک دانہ ہوتا ہے جو اونٹ اور بھیڑ بکری کی گردنوں میں نکلتا ہے اور طاعون کی طرح ہلاک کردیتا ہے۔ اس مرض میں یاجوج وماجوج یکبارگی ہلاک ہوجائیں گے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے اصحاب میدان کی طرف آئیں گے اور زمین میں ایک بالشت بھر جگہ ایسی نہ پائیں گے جو ان کی چربی وگندگی سے پر نہ ہو۔ پھر آپ مع اصحاب دست دعا ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ایسے پرندے بھیجے گا جن کی گردنیں شتران بختی کی مانند لمبی ہوں گی۔ وہ پرندے ان کی لاشوں کو وہاں پھینک دیں گے جہاں اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک عالمگیر بارش بھیجے گا جس سے زمین بالکل صاف ہوجائے گی۔ اس بارش کی برکت سے زمین کی پیداوار میں بڑی ترقی ہوگی یہاں تک کہ ایک انار ایک جماعت کے لئے کافی ہوگا۔ حیوانات کا دودھ اس کثرت سے ہوگا کہ ایک اونٹنی کا دودھ ایک قبیلہ کے لئے کافی ہوگا اور ایک بکری کا دودھ ایک کنبہ کے لئے کافی ہوگا۔ قوم یاجوج وماجوج کی کمانیں، ترکش اور تیر مومنوں کے لئے سات سال ایندھن کا کام دیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں چالیس سال رہیں گے۔ آپ علیہ السلام کا نکاح ہوگا اور اولاد پیدا ہوگی۔ پھر آپ انتقال فرمائیں گے اور حضور اکرم ﷺ کے روضۂ مطہرہ میں دفن ہوں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد قبیلۂ قحطان میں سے ایک شخص ''جہجاہ'' نام یمن کے رہنے والے آپ کے خلیفہ ہوں گے اور امور خلافت کو عدل وانصاف کے ساتھ سرانجام دیں گے۔ جہجاہ کے بعد چند اور بادشاہ ہوں گے جن کے عہد میں رسوک کفر وجہل شائع ہوجائیں گی اور علم کم ہوجائے گا۔ اسی اثناء میں ایک مکان مشرق میں اور ایک مغرب میں زمین میں دھنس جائے گا۔ جن میں منکرین تقدیر ہلاک ہوجائیں گے۔

دخان (دھواں)

اس کے بعد ایک بڑا دھواں آسمان سے نمودار ہوگا جو چالیس روز رہے گا۔ اس سے مسلمان زکام میں مبتلا ہوجائیں گے۔ کافروں اور منافقوں پر بیہوشی طاری ہوجائے گی۔ بعض ایک دن، بعض دو دن اور بعض تین دن کے بعد ہوش میں آئیں گے۔

آفتاب کا مغرب سے نکلنا

اس کے بعد ماہ ذی الحجہ میں یوم نحر کے بعد رات اس قدر لمبی ہوجائے گی کہ بچے چلا اٹھیں گے، مسافر تنگ دل اور مویشی چراگاہ کے لئے بے قرار ہوں گے۔ یہاں تک کہ لوگ بے چینی کی وجہ سے نالہ وزاری کریں گے اور توبہ توبہ

ایک دانہ ہوتا ہے جو اونٹ اور بھیڑ بکری کی گردنوں میں نکلتا ہے اور طاعون کی طرح ہلاک کردیتا ہے۔ اس مرض میں یاجوج وماجوج یکبارگی ہلاک ہوجائیں گے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے اصحاب میدان کی طرف آئیں گے اور زمین میں ایک بالشت بھر جگہ ایسی نہ پائیں گے جو ان کی چربی وگندگی سے پر نہ ہو۔ پھر آپ مع اصحاب دست دعا ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ایسے پرندے بھیجے گا جن کی گردنیں شتران بختی کی مانند لمبی ہوں گی۔ وہ پرندے ان کی لاشوں کو وہاں پھینک دیں گے جہاں اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک عالمگیر بارش بھیجے گا جس سے زمین بالکل صاف ہوجائے گی۔

پکاریں گے۔ آخر تین چار رات کی مقدار اس رات کے دراز ہونے کے بعد اضطراب کی حالت میں آفتاب مغرب سے چاند گرہن کی مانند تھوڑی سی روشنی کے ساتھ نکلے گا۔ اس کے بعد توبہ کا دروازہ بند ہوجائے گا اور اس دن آفتاب اتنا بلند ہو کر غروب ہوگا جتنا کہ چاشت کے وقت ہوتا ہے۔ پھر حسب معمول مشرق کی طرف سے نکلتا رہے گا۔

دابۃ الارض

دوسرے روز لوگ اسی کا ذکر کررہے ہوں گے کہ کوہ صفا زلزلہ سے پھٹ جائے گا اور اس سے ایک عجیب شکل کا جانور نکلے گا جسے ''دابۃ الارض'' کہتے ہیں۔ وہ چہرے میں آدمی سے، گردن میں اونٹ سے، دم میں بیل سے، سرین میں ہرن سے، سینگوں میں بارہ سنگھے سے، ہاتھوں میں بندر سے اور کانوں میں ہاتھی سے مشابہ ہوگا۔ پہلے یمن میں، پھر نجد میں ظاہر ہو کر غائب ہوجائے گا۔ پھر دوبارہ مکہ مکرمہ میں ظاہر ہوگا۔ اس کے ایک ہاتھ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور دوسرے میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہوگی۔ وہ ایسی تیزی سے شہروں کا دورہ کرے گا کہ کوئی بھاگنے والا اس سے نہ بچ سکے گا۔ وہ اہل ایمان کی پیشانی پر عصائے موسیٰ علیہ السلام سے ایک نورانی خط کھینچ دیگا جس سے تمام چہرہ نورانی ہوجائیگا اور کفار کی ناک یا گردن پر خاتم سلیمان علیہ السلام سے مہر کردے گا جس سے ان کا چہرہ سیاہ اور بے رونق ہوجائے گا۔

خانہ کعبہ کا گرایا جانا

اس کے بعد ایک ٹھنڈی ہوا چلے گی جس کے سبب سے ہر صاحب ایمان کی بغل میں درد پیدا ہوگا۔ افضل فاضل سے، فاضل ناقص سے، اور ناقص فاسق سے پہلے مرنے شروع ہوجائیں گے، یہاں تک کہ کوئی اہل ایمان باقی نہ رہے گا۔ بعد ازاں کفار حبشہ کا غلبہ ہوگا اور ان کی سلطنت قائم ہوگی۔ وہ خانہ کعبہ کو ڈھادیں گے۔ حج موقوف ہوجائے گا۔ قرآن مجید دلوں، زبانوں اور کاغذوں سے اٹھ جائے گا۔ خدا ترسی اور خوف آخرت دلوں سے اٹھ جائے گا۔ شرم وحیا نہ رہے گی۔ آدمی گدھوں اور کتوں کی مانند دوستوں کے سامنے جماع کریں گے۔ حکام کا ظلم اور رعایا کی ایک دوسرے پر دست درازی رفتہ رفتہ بڑھ جائے گی۔ جس سے شہر وقصبات ویران ہوجائیں گے۔ قحط ووبا کا ظہور ہوگا۔

ایک بڑی آگ

اس وقت ملک شام میں کچھ ارزانی ہوگی۔ دیگر ممالک کے لوگ اہل وعیال سمیت شام کو روانہ ہوں گے۔ اسی اثناء میں ایک بڑی آگ جنوب کی طرف سے نمودار ہوگی وہ ان کا تعاقب کرے گی۔ یہاں تک کہ وہ شام پہنچ جائیں گے پھر وہ آگ غائب ہوجائے گی۔

نفخ صور

اس کے بعد چار پانچ سال لوگ عیش وعشرت کے ساتھ غفلت میں زندگی بسر کریں گے۔ بت پرستی عام ہوگی۔ کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ ہوگا۔ یکا یک جمعہ کے روز یوم عاشورہ بھی ہوگا۔ صبح کے وقت اللہ تعالیٰ اسرافیل علیہ السلام کو صور پھونکنے کا حکم دیگا۔ صور کی آواز کے صدمہ سے تمام جہان فنا ہوجائے گا۔ زمین وآسمان کے ٹکڑے ہوجائیں

گے۔چاند ، سورج اور تمام ستارے ٹوٹ کر گر پڑیں گے۔دریا خشک ہوجائیں گے۔آگ بجھ جائے گی۔سوائے ذات باری تعالیٰ کے کوئی باقی نہ رہے گا۔اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔لمن الملک الیوم (آج سلطنت کس کی ہے) پھر خود ہی جواب دے گا۔للہ الواحد القہار (اس ایک اللہ کی جو قہار ہے) ایک مدت کے بعد باردیگر نئے آسمان اور نئی زمین پیدا ہوگی۔پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام دوبارہ صور پھونکیں گے۔اس کی آواز سے سب مردوں کے جسم دوبارہ وہی بن جائیں گے اور زندہ ہوکر قبروں سے اٹھیں گے۔اسی کو قیامت کہتے ہیں۔قیامت کے واقعات جو قرآن مجید و احادیث شریف میں مذکور ہیں۔مثلاً مردوں کا ان ہی اجسام کے ساتھ زندہ ہوکر اٹھنا۔آفتاب کا زمین کے قریب آجانا۔حساب اعمال ہونا۔ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضاء کا نیک وبداعمال کی گواہی دینا۔نیکوں کو نامۂ اعمال کا سامنے کی طرف سے دائیں ہاتھ میں ملنا اور بدوں کو پشت کی طرف سے بائیں ہاتھ میں ملنا۔اعمال کا ترازو میں تلنا۔پل پراط سے گزرنا۔مومنوں کا اپنے مرتبہ کے موافق کسی کا بجلی کی طرح، کسی کا دوڑتے گھوڑے کی طرح، کسی کا اڑتے پرندے کی طرح، کسی کا معمولی چال سے پل صراط عبور کرجانا اور منافقین وکفار کا کٹ کٹ کر دوزخ میں گرنا۔حوض کوثر کے لذیذ وسرد پانی کے پینے سے مومنوں کی سب کلفتوں کا دور ہوجانا اور جنت میں داخل ہونا وغیرہ۔ان سب کے لئے ایک علیحدہ کتاب درکار ہے یہاں بطور نمونہ ذیل میں تین پیشگوئیوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

حجاز کی آگ

صحیحین میں بروایت سعید بن المسیب مذکور ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے مجھے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ ایک آگ حجاز کی زمین سے نکلے گی جو بصریٰ میں اونٹوں کی گردنیں روشن کرے گی۔

مذکورہ بالا پیشن گوئی کے مطابق وہ آگ سرزمین حجاز میں ظاہر ہوئی۔اس کے ظہور سے پہلے کئی زلزلے آئے جو اس کا پیش خیمہ تھے۔چنانچہ ماہ جمادی الاول 654ھ اخیر تاریخ کو مدینہ منورہ میں کئی دفعہ زلزلہ آیا مگر چونکہ خفیف تھا اسلیے بعض لوگوں کو محسوس نہ ہوا۔سہ شنبہ کے روز سخت زلزلہ آیا جسے عام وخاص سب نے محسوس کیا۔شب چہارشنبہ 3 جمادی الاخریٰ کو رات کے اخیر تہائی حصہ میں مدینہ میں ایسا سخت زلزلہ آیا کہ لوگ ڈر گئے اور اس کی ہیبت سے دل کانپ گئے۔زلزلہ کا یہ سلسلہ جمعہ کے دن تک رہا۔اس کی آواز بجلی سے بڑھ کر تھی، زمین کانپتی تھی اور دیواریں ہل رہی تھیں۔یہاں تک کہ صرف دن کے وقت اٹھارہ دفعہ حرکت ہوئی۔جمعہ کو چاشت کے وقت زلزلہ بند ہوگیا۔دوپہر کے وقت مدینہ منورہ سے تقریباً ایک منزل جانب شرق یہ آگ نمودار ہوئی اس کے ظاہر ہونے کی جگہ سے آسمان کی طرف بکثرت دھواں اٹھا جس نے افق کو گھیر لیا۔جب تاریکی چھا گئی اور رات آگئی تو آگ کے شعلے تیز ہوگئے۔یہ آگ ایک ایسے بڑے شہر کی مانند معلوم ہوتی تھی جس کے گرد ایک فصیل ہو اور اس فصیل پر کنگرے اور برج اور مینار ہوں۔غرض اس آگ کو دیکھ کر اہل مدینہ ڈر گئے چنانچہ قاضی سنان حسینی کا بیان ہے کہ "میں امیر مدینہ عزالدین منیف بن شیمہ کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ عذاب نے ہم کو گھیر لیا ہے۔اللہ کی طرف رجوع کرو۔یہ سن کر اس نے اپنے تمام غلام آزاد کردیئے اور لوگوں کے اموال ان کو واپس کردیئے۔پھر وہ قلعہ سے نکل کر حرم شریف میں آیا۔اس نے اور تمام اہل مدینے حتیٰ کہ عورتوں اور بچوں نے جمعہ اور ہفتہ کی رات حرم شیرف میں گزاری اور باغات میں کوئی ایسا نہ رہا جو حرم شریف میں نہ آیا ہو۔لوگ رات کو گریہ وزاری اور تضرع کرتے تھے اور حجرۂ شریف کے گرد ننگے سر اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہوئے گڑگڑا کر دعا مانگ رہے تھے اور نبی الرحمت ﷺ سے پناہ طلب کررہے تھے؟

قطب قسطلانی جو اس وقت مکہ میں مقیم تھے،ان کا بیان ہے کہ یہ آگ بڑھتی ہوئی حرہ اور وادیٔ شظات کے متصل آپہنچی اور وادیٔ شظات میں سے جس کی ایک طرف وادیٔ حمزہ رضی اللہ عنہ ہے، گزر کر حرم نبی ﷺ کے مقابل ٹھہر گئی۔اس آگ کے شعلے ایسے تیز تھے کہ شجرہ حجر جو اس کے راستے میں آتا اسے پارہ پارہ کردیتی اور پگھلادیتی۔غرض اس رحمتہ اللعالمین ﷺ کی تربیت شریف کی برکت سے یہ آگ حرم شریف سے خارج ہی رہی اور وہاں سے پیچھے ہٹ کر اپنا رخ جانب شمال کرلیا اور 52 دن تک روشن رہی۔

یہ آگ مکہ ینبع اور تیماء سے دکھائی دیتی تھی اور شہر بصرا کے لوگوں کو اس کی روشنی میں اونٹوں کی گردنیں نظر آگئیں جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔مؤرخین کا قول ہے کہ یہ آگ چار فرسنگ لمبی اور چار میل چوڑی اور ڈیڑھ قامت عمیق وادی میں چلتی تھی۔اس کی حرارت سے پتھر رانگ کی مانند پگھل جاتا تھا۔اس طرح وادی کے اخیر میں حرہ ملتہا کے نزدیک پگھلے ہوئی پتھر جمع ہوتے گئے اور آخر کار وادی شظات کے وسط میں کوہ وعیرہ کی طرف ایک سد بن گئی۔اس سد کے آثار ہنوز باقی ہیں اور اہل مدینہ اسے حبس کہتے ہیں۔مدینہ منورہ میں اس آگ کا ظہور ایسا مشہور ہے کہ مؤرخین کے نزدیک حد تواتر کو پہنچا ہوا ہے۔

امام نودی (متوفی 676ھ) جو اس زمانے میں موجود تھے، اس آگ کی نسبت شرح صحیح مسلم (مطبوعہ انصاری، جلد ثانی، کتاب الفتن 393) میں یوں تحریر فرماتے ہیں۔

"اور تحقیق ہمارے زمانے میں 654ھ میں مدینہ میں ایک آگ نکلی اور نہایت بڑی آگ تھی جو مدینہ کے مشرقی جانب سے حرہ کے پیچھے نکلی۔شام اور باقی شہروں کے تمام باشندوں کو بطریق تواتر اس کا علم ہوا اور مجھے اہل مدینہ میں سے ایک شخص نے خبر دی جس نے اس آگ کو دیکھا۔"

علامہ تاج الدین سبکی (متوفی 771ھ) طبقات الشافعیتہ الکبریٰ (جزء خامس 112) میں لکھتے ہیں کہ جب ماہ جمادی الاخریٰ 654ھ کی پانچویں تاریخ ہوئی تو مدینتہ النبی میں اس آگ کا ظہور ہوا اور اس سے پہلے کی دو راتوں میں ایک بڑی آواز ظاہر ہوئی پھر ایک بڑا زلزلہ آیا۔پھر قریظہ کے قریب حرہ میں آگ ظاہر ہوئی۔اہل مدینہ اپنے گھروں سے اسے دیکھتے تھے۔اس آگ کی روئیں پانی کی طرح جاری ہوئیں اور پہاڑ آگ بن کر رواں ہوئے۔یہ آگ حاجیوں کے راستہ عراق کی طرف روانہ ہوئی پھر ٹھہر گئی اور زمین کو کھانے لگی۔رات کے اخیر حصہ سے چاشت کے وقت تک اس میں سے ایک بڑی آواز آتی تھی۔لوگوں نے نبی ﷺ سے مدد طلب کی اور گناہ ترک کردیے۔یہ آگ ایک مہینہ سے زیادہ روشن رہی۔یہ وہی آگ ہے جس کی خبر جناب مصطفی صلوٰت اللہ علیہ نے دی تھی۔کیونکہ آپ نے فرمایا تھا کہ "قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ سرزمین حجاز سے ایک آگ نکلے گی جس سے بصریٰ میں اونٹوں کی گردنیں روشن ہوجائیں گی۔"ایک شخص سے جو رات کے وقت بصریٰ میں تھا، روایت ہے کہ اس کو اس آگ کی روشنی میں اونٹوں کی گردنیں نظر آئیں گی۔

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ولایت کا ڈنکا آج بھی بج رہا ہے

دعوت اسلام کی خصوصی تحریر

پیدائش سے پہلے ولایت کی خبر

آپ کی ولادت سے عرصہ بعید پہلے مشائخ کبار علیہم الرحم نے آپ کی ولادت شان وشوکت، مقام اور جلالت کی خبریں دیں، چند ایک درج کی جاتی ہیں۔

امام حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام ہمام غوث سیدنا حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سجاور (مصلہ) حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہنچانے کے لیے اپنے ایک مرید کو دیا اور وصیت فرمائی کہ اس کو بہت حفاظت سے رکھنا اور اپنے مرنے کے وقت کسی معتمد اور معتبر شخص کو دے دینا اور اس کو وصیت کرنا کہ وہ بھی مرتے وقت کسی دوسرے شخص کو دے دے اسی طرح پانچویں صدی کے درمیان تک یہ سلسلہ چلتا رہے حتی کہ غوث اعظم جن کا نام مبارک شیخ عبدالقادر الحسنی الجیلانی ہوگا ظاہر ہوں گے یہ ان کی امانت ہے ان کو پہنچانا اور میرا اسلام کہنا۔

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

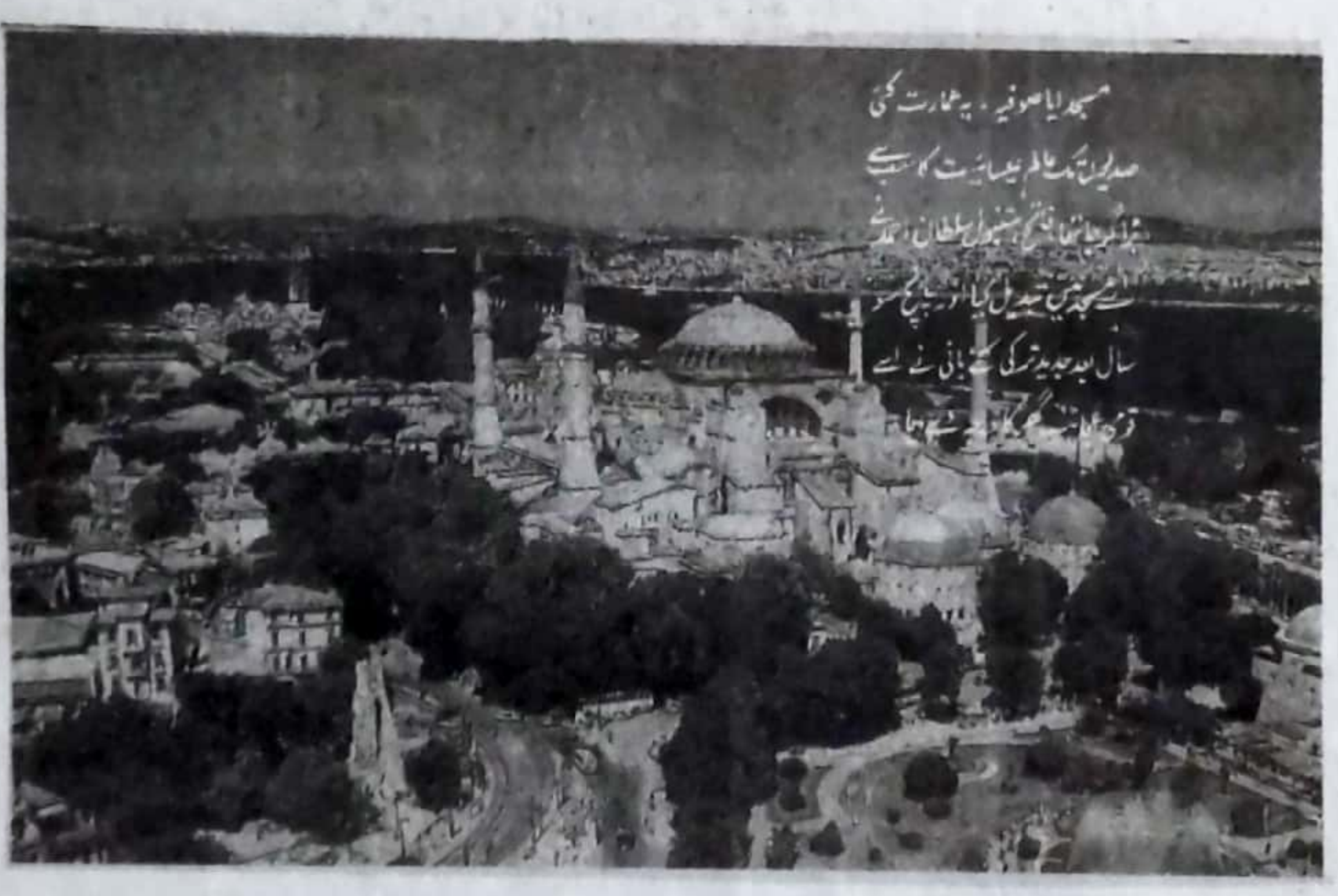
ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے عالم غیب سے معلوم ہوا ہے کہ پانچویں صدی کے وسط میں سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کی اولاد اطہار میں سے ایک قطب عالم ہوگا۔

جن کا لقب محی الدین اور اسم مبارک سید عبدالقادر ہے۔ اور وہ غوث اعظم ہوگا۔ اور گیلان میں پیدائش ہو گی۔ ان کو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اطہار میں سے آئمہ کرام اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے علاوہ اولین وآخرین کے بیرونی اور ولیہ کی گردن پر میرا قدم ہے کہنے کا حکم ہوگا۔ (تفریح الخاطر ص ۲۶۔۲۷)

حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ

محمد بن احمد ذریع الزنجانی قدس سرہ النورانی نے اپنی کتاب روضۃ النواظر ونزہۃ الخواط کے باب ششم میں ان کے زمانہ مبارک تک باالوضاحت آگاہ فرمادیا ہے کہ جتنے بھی اولیاء اللہ گزرے ہیں سب نے شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی خبر دی ہے۔

شیخ ابو احمد عبداللہ الجونی قدس اللہ سرہ النورانی



مشائخ کا جنھوں نے حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قطبیت کے مرتبہ کی شہادت دینے کا تذکرہ فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں۔ آپ سے پہلے اولیاء الرحمٰن میں سے کوئی بھی حضرت کا منکر نہ تھا بلکہ انھوں نے آپ کی آمد آمد کی بشارت دی۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے زمانہ مبارک سے لے کر حضرت شیخ محی الدین قطب سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شیخ ابو احمد عبداللہ الجونی الملقب باکھی علیہ الرحمۃ نے ۴۶۸ھ میں کوہ حرد میں اپنی خلوت میں ارشاد فرمایا کہ عنقریب بلاد عجم میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کی کرامات اور خوارق کی وجہ سے بہت شہرت ہوگی۔ اس کو تمام اولیاء الرحمٰن کے نزدیک مقبولیت تامہ حاصل ہوگی۔ اس کے وجود باوجود سے اہل زمانہ شرف حاصل کریں گے۔ اور جو اس کی زیارت کرے گا نفع اٹھائے گا۔

شیخ محمد شبنکی علیہ الرحمۃ

فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے پیر کامل شیخ ابوبکر بن ہوارا علیہ الرحمۃ سے سنا کہ عراق کے اوتار آٹھ ہیں۔ حضرت معروف کرخی، امام احمد بن حنبل، حضرت بشر حافی، حضرت منصور بن عمار، حضرت جنید بغدادی، حضرت سری سقطی، حضرت سہل بن عبداللہ تستری، حضرت عبدالقادر جیلانی۔

میں نے آپ کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ حضرت عبدالقادر جیلانی کون ہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ شرفاء عجم میں سے ایک شخص بغداد شریف میں آکر سکونت اختیار کرے گا۔ اس کا ظہور پانچویں صدی میں ہو گا اور وہ شخص اوتاد، افراد اور اقطاب زمانہ سے ہوگا۔

شیخ ابوبکر بن ہوار علیہ الرحمۃ

ایک روز انہوں نے اپنے مریدین سے فرمایا کہ عنقریب عراق میں ایک عجمی شخص جو کہ اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے نزدیک عالی مرتبت ہوگا۔ اس کا نام عبدالقادر ہوگا اور بغداد شریف میں سکونت اختیار کرے گا۔ قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کا اعلان فرمائے گا اور زمانہ کے تمام اولیاء اللہ اس کے مطیع ہوں گے۔

شیخ مسلمہ بن نعمۃ السروجی رضی اللہ عنہ

آپ سے کس نے پوچھا کہ اس وقت قطب وقت کون ہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ قطب وقت اس وقت مکہ مکرمہ میں ہیں۔ اور ابھی وہ لوگوں پر مخفی ہیں۔ انہیں صالحین کے سوا دوسرا کوئی نہیں پہچانتا۔ نیز عراق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ عنقریب ایک عجمی شخص جس کا نام اسم گرامی عبدالقادر ہوگا ظاہر ہوگا۔ جن سے کرامات اور خوارق عادات بکثرت ظاہر ہوں گے۔ اور یہی وہ غوث اور قطب ہوں گے جو مجمع عام میں قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ فرمائیں گے۔ اور اپنے اس قول میں حق بجانب ہوں گے تمام اولیاء وقت آپ کے قدموں کے نیچے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی ذات بابرکات اور ان کی کرامات کی تصدیق کرنے کی وجہ سے لوگوں کو نفع پہنچائے گا۔

جس کی منبر بنیں گردن اولیاء
اس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام

اپنی ولایت کا چھوٹی عمر میں علم ہونا۔

حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا۔ آپ کو کب سے معلوم ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ میں بارہ برس کا تھا کہ اپنے شہر کے مدرسہ میں پڑھنے کے لیے جایا کرتا تھا تو میں اپنے اردگرد فرشتوں کو چلتے دیکھتا تھا۔ اور جب مدرسہ میں پہنچتا تو انہیں یہ کہتے ہوئے سنتا کہ ہٹ جاؤ! اللہ تعالیٰ کے ولی کو بیٹھنے کے لیے جگہ دو۔

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں صغرسنی کے عالم میں مدرسہ کو جایا کرتا تھا تو روزانہ ایک فرشتہ انسانی شکل میں میرے پاس آتا اور مجھے مدرسہ لے جاتا۔ خود بھی میرے پاس بیٹھا رہتا۔ میں اس کو مطلقاً نہ پہچانتا تھا کہ یہ فرشتہ ہے۔

ایک روز میں نے اس سے پوچھا۔ آپ کون ہیں؟ تو اس نے جواب دیا۔ میں فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لیے بھیجا ہے کہ میں مدرسہ میں آپ کے ساتھ رہا کروں۔

شہنشاہ بغداد قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ ایک روز میرے قریب سے ایک شخص گزرا جس کو میں بالکل نہ جانتا تھا۔ اس نے جب فرشتوں کو یہ کہتے سنا کہ کشادہ ہو جاؤ تاکہ اللہ کا ولی بیٹھ جائے تو اس نے فرشتوں میں سے ایک کو پوچھا۔ یہ لڑکا کس کا ہے؟ تو فرشتے نے جواب دیا۔ یہ سادات کے گھرانے کا لڑکا ہے۔ تو اس نے کہا۔ عنقریب یہ بہت بڑی شان والا ہوگا۔

حضور شاہ جیلان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ چالیس سال کے بعد میں نے ان کو پہچانا کہ وہ ابدال وقت میں سے تھا۔

حضرت غوث صمدانی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں کہ میں جب بچپن میں کبھی بچوں کے ساتھ کھیلنے کا ارادہ کرتا تو میں کسی کہنے والے کی آواز کو سنتا جو مجھے کہت۔ اے خوش بخت اور خوش نصیب تم میرے پاس آجاؤ۔ تو میں فوراً والدہ محترمہ کی گود میں چلا جاتا۔

آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب ابتدائے جوانی میں مجھ پر نیند غالب آتی۔ تو میرے کانوں میں یہ آواز آتی۔ اے عبدالقادر! ہم نے تجھ کو سونے کے لیے پیدا کیا۔

علم دین حاصل کرنے کا اشارہ

شیخ مسلمہ بن نعمۃ السروجی رضی اللہ عنہ

آپ سے کس نے پوچھا کہ اس وقت قطب وقت کون ہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ قطب وقت اس وقت مکہ مکرمہ میں ہیں۔ اور ابھی وہ لوگوں پر مخفی ہیں۔ انہیں صالحین کے سوا دوسرا کوئی نہیں پہچانتا۔ نیز عراق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ عنقریب ایک عجمی شخص جس کا نام اسم گرامی عبدالقادر ہوگا ظاہر ہوگا۔ جن سے کرامات اور خوارق عادات بکثرت ظاہر ہوں گے۔ اور یہی وہ غوث اور قطب ہوں گے جو مجمع عام میں قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ فرمائیں گے۔ اور اپنے اس قول میں حق بجانب ہوں گے تمام اولیاء وقت آپ کے قدموں کے نیچے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی ذات بابرکات اور ان کی کرامات کی تصدیق کرنے کی وجہ سے لوگوں کو نفع پہنچائے گا۔

شیخ محمد بن قائد الاوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم سے فرمایا کہ حج کے دن بچپن میں مجھے ایک مرتبہ جنگل میں جانے کا اتفاق ہوا۔ اور ایک کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ کہ اس بیل نے میری طرف دیکھ کر کہا اے عبدالقادر تم کو اس قسم کے کاموں کے لیے تو پیدا نہیں کیا گیا۔ میں گھبرا کر گھر لوٹا۔ اور اپنے گھر کی چھت پر چڑھ گیا۔ تو میں نے عرفات کے میدان میں لوگوں کو کھڑے ہوئے دیکھا۔ بعد ازیں میں اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ آپ مجھے اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کر دیں۔ اور مجھے بغداد جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں کہ میں وہاں جا کر علم دین حاصل کروں اور صالحین کی زیارت کروں۔

آپ نے مجھ سے اس کا سبب دریافت کیا۔ میں نے بیل والا واقعہ عرض کیا۔ تو آپ کی مبارک آنکھوں میں آنسو آ گئے اور وہ اسی دینار جو میرے والد ماجد کی وراثت تھے۔ میرے پاس لے آئیں و میں نے ان میں سے چالیس دینار لے لئے اور چالیس دینار اپنے بھائی سید ابو احمد علیہ الرحمۃ کے لیے چھوڑ دیئے۔ آپ نے میرے چالیس دینار میری گڈری میں سی دیئے اور مجھے بغداد جانے کی اجازت مرحمت عنایت فرمادی۔

آپ نے مجھے ہر حال میں راست گوئی اور سچائی کو اپنانے کی تاکید فرمائی اور جیلان کے باہر تک مجھے الوداع کہنے کے لے تشریف لائیں اور فرمایا۔ اے میرے خداوندار جمند! میں تجھے محض اللہ تعالیٰ عزوجل کی رضا اور خوشنودی کی خاطر اپنے پاس سے جدا کرتی ہوں اور اب مجھے تمہارا منہ قیامت کو ہی دیکھنا نصیب ہوگا۔

تشریف آوری سے بغداد میں

رحمت باری

حضرت علامہ عارف باللہ نورالدین ابی الحسن علی بن یوسف الشطنوفی علیہ الرحمۃ اپنی تصنیف لطیف بہجۃ الاسرار فی معدن الانوار میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے بغداد شریف کو شرف بخشا تو بغداد کی سعادت مندی کے جملہ آثار نمایاں ہوگئے۔

بڑی خوش قسمتی کی بات ہے کہ ان کا مبارک قدم پہنچتے ہی رحمت کی بدلیاں چھاگئیں باران رحمت کے

حضرت علامہ عارف باللہ نورالدین ابی الحسن علی بن یوسف الشطنوفی علیہ الرحمۃ اپنی تصنیف لطیف بہجۃ الاسرار فی معدن الانوار میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے بغداد شریف کو شرف بخشا تو بغداد کی سعادت مندی کے جملہ آثار نمایاں ہوگئے۔ بڑی خوش قسمتی کی بات ہے کہ ان کا مبارک قدم پہنچتے ہی رحمت کی بدلیاں چھاگئیں باران رحمت کے بادل نثار ہونے لگے جس سے اس سرزمین میں رشد وہدایت کی روشنی میں دگنا اضافہ ہوگیا اور گھر گھر اجالا ہوگیا۔

بادل نثار ہونے لگے جس سے اس سرزمین میں رشد وہدایت کی روشنی میں دگنا اضافہ ہوگیا اور گھر گھر اجالا ہو گیا۔

علم دین

حضرت قطب الاقطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب دیکھا کہ

1۔علم دین حاصل کرنا ہر ایک مسلمان پر صرف ضروری ہی نہیں بلکہ روحانی بیماریوں کے لیے کلی شفا ہے۔

2۔ علم دین پرہیزگاری کا ایک سیدھا راستہ ہے اور اس کی حجت اور واضح دلیل ہے نیز بہت بڑا درجہ ہے۔

3۔علم دین یقین کے تمام طریقوں میں سب سے اعلیٰ اور منصب ہے۔

4 ۔نیک لوگوں کا مایہ فخر ناز اور سند ہے۔

تو

آپ نے اس کے حصول کی لیے بڑی جدوجہد کی اور دور ونزدیک کے علماء کرام، مشائخ عظم، فقہاء علام سے بڑی کوشش سے حاصل کیا۔

آپ کے اساتذہ کرام

قرآن پاک تو آپ نے پہلے ہی حفظ کرلیا تھا۔ اس کے بعد آپ نے علم فقہ عرصہ دراز تک بہت بڑے بڑے فقہا مثلاً ابو الوفا علی بن عقیل الحنبلی، ابو الخطاب محفوظ الکلوزانی الحنبلی، ابوالحسن محمد بن قاضی ابویعلی، محمد بن الحسین بن محمد الفراء الحنبلی اور قاضی ابوسعید سے حاصل فرمایا۔

علم حدیث شریف بڑے محدثین محمد بن الحسن الباقلائی، ابوسعید محمد بن عبدالکریم بن حشیشا، ابوالغنائم محمد بن محمد بن علی بن میمون الفرسی، ابوبکر احمد المظفر، ابوجعفر بن احمد بن الحسین القاری، السراج، ابوالقاسم علی بن احمد بن بنان الکرخی، ابوطالب عبدالقادر بن محمد بن یوسف، عبدالرحمٰن بن احمد، ابوالبرکات ہبۃ اللہ ابن المبارک، ابوالعز محمد بن المختار، ابونصر محمد، ابو غالب احمد، ابوعبداللہ یحییٰ، ابو الحسن بن المبارک بن الطیوری، ابو منصور عبدالرحمان القزاز، ابوالبرکات طلحہ العاقولی وغیرہم علیہم الرحمۃ سے حاصل فرمایا۔

علم ادب۔ آپ نے ابوزکریا یحییٰ بن علی التبریزی سے حاصل فرمایا۔

تصوف۔ آپ نے شیخ ابویعقوب یوسف بن ایوب الہمدانی علیہم الرحمۃ سے حاصل فرمایا۔

آپ کا علمی مقام

امام ربانی شیخ عبدالوہاب الشعرانی، شیخ المحدثین عبدالحق محدث دہلوی اور علامہ محمد بن یحییٰ حلبی علیہم الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت غوث الاغیاث رضی اللہ تعالیٰ

عنہ تیرہ علموں میں تقریر ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

علامہ شعرانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسہ عالیہ میں لوگ آپ سے تفسیر، حدیث، فقہ اور کلام کا علم پڑھتے تھے۔ دوپہر سے پہلی اور بعد دونوں وقت تفسیر، حدیث، فقہ، کلام، اصول اور نحو لوگوں کو پڑھاتے تھے۔ اور ظہر کے بعد قرأتوں کے ساتھ قرآن پاک پڑھاتے تھے۔

ابو محمد الخشاب نحوی علیہ الرحمۃ

بیان کرتے ہیں کہ میں عین عالم شباب میں علم نحو پڑھتا تھا۔ اس وقت اکثر لوگوں سے آپ کے اوصاف سننے میں آتے کہ آپ نہایت فصحت اور بلاغت سے وعظ فرماتے ہیں۔ اس لیے میں آپ کے وعظ سننے کا شائق تھا۔ مگر عدیم الفرصتی حائل ہوتی رہی۔

چنانچہ ایک دفعہ لوگوں کے ساتھ آپ کی مجلس وعظ مں حاضر ہوا۔ آپ نے میری طرف التفات کر کے فرمایا کہ تم ہمارے پاس رہو۔ تو ہم تمہیں زمانہ کا سیبویہ بنا دیں گے۔ میں نے رضامندی کا اظہار کیا۔ اور اسی وقت سے ہی آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر رہنا شروع کر دیا۔ اور عرصہ قلیل میں ہی مجھے آپ کی بارہ سے وہ کچھ حاصل ہوا جو کہ میں اس عمر تک حاصل نہ کر سکا تھا۔ مسائل نحویہ و علوم عقلیہ ونقلیہ جو کہ مجھے اب تک معلوم نہ ہوئے تھے اچھی طرح سے ذہن نشین ہو گئے۔

آپ کے علم کا امتحان لینے کے لیے ایک سو فقہا کا آنا

حضرت غوث العالمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم وعرفان کی شہرت جب دور دراز کے ملکوں اور شہروں میں ہوئی۔ تو بغداد شریف کے اجل فقہا میں سے ایک سو فقہا آپ کے علم کا امتحان لینے کی غرض سے حاضر ہوئے۔ اوران فقہا میں سے ایک ایک فقیہہ بہت سے پیچیدہ مسئلہ لے کر حاضر ہوا۔ جب وہ سب فقیہہ بیٹھ گئے تو آپ نے اپنی گردن مبارک جھکالی اور آپ کے سینہ مبارک سے نور کی ایک کرن ظاہر ہوئی جو ان سب فقہا کے سینوں پر پڑی۔ جس سے ان کے دل میں جو جو سوالات تھے وہ سب صلب ہو گئے۔ وہ سخت پریشان اور مضطرب ہوئے۔ سب نے مل کر زور سے چیخ ماری اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ اپنی پگڑیاں پھینک دیں۔

اس کے بعد آپ کرسی پر جلوہ افروز ہوئے۔ اوران کے سوالات (جو اپنے دلوں میں لے کر حاضر ہوئے تھے) کے جوابات ارشاد فرمائے جس پر سب فقہاء نے آپ کے علم وفضل کا اعتراف کیا۔

ایک آیت کی تفسیر

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ آپ کے علمی کمالات کے متعلق ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک روز کسی قاری نے آپؓ کی مجلس شریفہ میں قرآن مجید کی ایک آیت تلاوت کی۔ تو آپ نے اس آیت کی تفسیر میں پہلے ایک معنے پھر دوسرے اس کے بعد تیسرے معنے یہاں تک کہ حاضرین کے علم کے مطابق آپ نے اس آیت کے گیارہ معانی بیان فرمائے۔ بعد ازیں دیگر وجاہات بیان فرمائیں جن کی تعداد چالیس تھی۔ اور ہر وجہ کی تائید میں دلائل قاطعہ بیان فرمائے۔ ہر معنے کے ساتھ سند بیان فرمائی۔ آپ کے علمی دلائل کی تفصیل سے سب حاضرین متعجب ہوئے۔

محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ

علامہ حافظ ابوالعباس احمد بن احمد البندنجی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس مجلس میں شیخ جمال الدین ابن جوزی علیہ الرحمۃ بھی حاضر تھے۔ اور آپ کی پہلی گیارہ وجوہات بیان کردہ کے متعلق محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ نے اقرار کیا کہ ان کا مجھے علم تھا لیکن بعد والی چالیس وجوہات کے متعلق آپ نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علمی مقام میں بھی بالادستی رکھنے کا اقرار کیا۔ اور آپؓ کے نیازمند ہو گئے۔

مجمع علوم و فنون

قاضی القضاۃ ابوعبداللہ محمد بن الشیخ العماد ابراہیم عبدالواحد المقدسی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ ان کے شیخ، الشیخ موفق الدین نے بیان فرمایا کہ جب حضرت غوث الثقلین مجمع الجرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۵۶۱ھ میں بغداد شریف تشریف لے گئے تو انہوں نے دیکھا کہ آپ علم، عمل، حال اور استفتاء کی ریاست کا مرکز بنے ہوئے تھے۔ جب طلبہ آپ کی خدمت عالیہ میں پڑھنے کے لیے حاضر ہوتے تو پھران کو کسی دوسرے استاد کی طرف توجہ کرنے کی قطعا ضرورت نہ رہتی۔ کیونکہ آپ مجمع علوم و فنون تھے۔ آپ کثرت سے طلبہ کو پڑھاتے تھے۔

حافظ عماد الدین ابن کثیر علیہ الرحمۃ

نے اپنی تاریخ میں فرمایا ہے۔ آپ علم حدیث، فقہ، وعظ اور علوم حقائق میں یدطولیٰ رکھتے تھے۔

قاضی القضاۃ ابوعبداللہ محمد بن الشیخ العماد ابراہیم عبدالواحد المقدسی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ ان کے شیخ، الشیخ موفق الدین نے بیان فرمایا کہ جب حضرت غوث الثقلین مجمع الجرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۵۶۱ھ میں بغداد شریف تشریف لے گئے تو انہوں نے دیکھا کہ آپ علم، عمل، حال اور استفتاء کی ریاست کا مرکز بنے ہوئے تھے۔ جب طلبہ آپ کی خدمت عالیہ میں پڑھنے کے لیے حاضر ہوتے تو پھران کو کسی دوسرے استاد کی طرف توجہ کرنے کی قطعا ضرورت نہ رہتی۔ کیونکہ آپ مجمع علوم وفنون تھے۔ آپ کثرت سے طلبہ کو پڑھاتے تھے۔

القابات

آپ کے علمی، اخلاقی اور روحانی اوصاف اور خصائل پر علماء عظام نے آپ کو بڑے بڑے القابات سے یاد کیا ہے۔ چند ایک درج ہیں۔

ذوالبیانین، کریم الجدین و الطرفین، صاحب البرہانین و السلطانین، امام الفریقین و الطریقین، ذوالسراجین و المنہاجین، غوث الثقلین، غوث اعظم وغیرھا۔

فتاویٰ مبارکہ

حضور پرنور سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادہ سیدی عبدالوہاب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ آپ نے ۵۲۸ھ تا ۵۶۱ھ تینتیس سال درس وتدریس اور فتاویٰ نویسی کے فرائض سرانجام دیئے۔

علماء عارق اور گردونواح کے علماء اور دنیا کے گوشے گوشے سے آپ کے پاس فتوے آتے، آنحضرت بے سبق مطالعہ وتفکر جواب برصواب ثبت فرزودی وہیچکس راز حذاق علماء و بحار عظماء مجال خلاف تکلم دراں متصور نبو دے۔ یعنی آپ بغیر مطالعہ، تفکر اور غور وخوص کے جواب باصواب دیتے۔ حاذق علماء اور بہت بڑے فضلاء میں سے کسی کو بھی آپ کے فتوے کے خلاف کلام کرنے کی کبھی جرأت نہیں ہوئی۔

علامہ شعرانی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں۔ علماء عراق کے سامنے آپ کے فتاویٰ پیش ہوتے تو ان کو آپ کی علمی قابلیت پر سخت تعجب ہوتا تھا۔ اور وہ یہ پکار اٹھتے تھے کہ وہ ذات پاک ہے جس نے ان کو ایسی علمی نعمت سے نوازا ہے۔

ایک عجیب مسئلہ

بلادعجم میں سے آپ کے پاس ایک سوال آیا، ایک شخص نے تین طلاقوں کی قسم اسی طور پر کھائی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ایسی عبادت کرے کہ جس وقت وہ عبادت میں مشغول ہوگا تو لوگوں میں سے کوئی شخص بھی عبادت نہ کرتا ہوگا۔ اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو اس کی بیوی کو تین طلاقیں ہو جائیں گی۔ تو اس صورت میں کون سی عبادت کرنی چاہئے۔ اس سوال سے علماء عراق حیران اور ششدر رہ گئے اور اس کا جواب نہ دے سکنے کا اعتراف کرنے لگے۔ اور اس مسئلہ کو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں انہوں نے پیش کیا۔ تو آپ نے فوراً اس کا جواب ارشاد فرمایا کہ وہ شخص مکہ مکرمہ چلا جائے اور طواف کی جگہ صرف اپنے لیے خالی کرائے اور تنہا سات مرتبہ طواف کر کے اپنی قسم کو پورا کرے۔ پس اس شافی جواب سے علماء عراق کو نہایت ہی تعجب ہوا۔ کیونکہ وہ اس سوال کے جواب سے عاجز ہو گئے تھے۔

وہ علماء عظام جو آپ کی مجلس میں اکثر حاضر ہوتے

قاضی ابویعلیٰ بن محمد الفراء الحنبلی علیہ الرحمۃ فرماتی ہیں کہ ہم سے عبدالعزیز بن الاخضر نے بیان کیا ہے کہ میں ابویعلی سے سنا کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں الشیخ عبدالقادر الجیلانی کی مجلس میں اکثر بیٹھا کرتا تھا۔ اور شیخ الفقیہ ابوالفتح نصر المنی۔ شیخ ابومحمد محمود بن عثمان البقال، امام ابوحفص عمر بن ابونصر بن علی الغزال، شیخ ابومحمد الحسن الفارسی، شیخ عبداللہ بن احمد الخشاب، امام ابوعمر وعثمان الملقب بشافعی زمانہ، شیخ محمد بن الکیزان، شیخ الفقیہ رسلان بن عبداللہ بن شعبان، شیخ محمد بن مظفر بن غانم العلثمی، احمد بن سعد بن وھب بن علی الھروی، محمد بن الازھر الصیر فنی، یحییٰ بن البرکۃ محفوظ الدبیقی، علی بن احمد بن وھب الازنی۔ قاضی القضاۃ عبدالملک بن عیسیٰ بن ھرباس المرائی ان کے بھائی عثمان۔ ان کے صاحبزادے عبدالرحمان۔ عبداللہ بن نصیر بن حمزہ البکری۔ عبدالجبار بن ابوالفضل القصفی۔ علی بن ابوطاھر الانصاری۔ عبدالغنی بن عبدالواحد المقدسی الحافظ، امام موفق الدین عبداللہ بن احمد بن محمد قدامۃ المقدسی الحنبلی اور ابراھیم بن عبدالواحد المقدسی الحنبلی علیہم الرحمۃ بھی آپ کی مجلس میں اکثر حاضر ہوا کرتے تھے۔

مدرسہ نظامیہ

علم وعرفان کا مرکز:

۵۲۸ھ میں آپ کے مدرسہ نظامیہ کی وسیع عمارت تیار ہوگئی۔ آپ نے بڑی جدوجہد سے درس وتدریس، افتاء ووعظ کے کام کو شروع فرمایا۔ ادور دراز سے لوگ حاضر ہوتے۔ علماء وصلحاء کی ایک عظم جماعت تیار ہوگئی۔ اور آپ سے علم وعرفان حاصل کر کے اپنے اپنے شہروں کو واپس چلے گئے اور تبلیغ میں مصروف ہوگئے۔ تمام عراق میں آپ کے مریدین پھیل گئے۔ آپ کے اوصاف وخصائل حمیدہ کی وجہ سے لوگوں نے مختلف قسم کے القابات سے آپ کو ملقب کیا۔

۵۲۸ھ میں آپ کے مدرسہ نظامیہ کی وسیع عمارت تیار ہوگئی۔ آپ نے بڑی جدوجہد سے درس وتدریس، افتاء ووعظ کے کام کو شروع فرمایا۔ ادور دراز سے لوگ حاضر ہوتے۔ علماء وصلحاء کی ایک عظم جماعت تیار ہوگئی۔ اور آپ سے علم وعرفان حاصل کر کے اپنے اپنے شہروں کو واپس چلے گئے اور تبلیغ میں مصروف ہوگئے۔ تمام عراق میں آپ کے مریدین پھیل گئے۔ آپ کے اوصاف و خصائل حمیدہ کی وجہ سے لوگوں نے مختلف قسم کے القابات سے آپ کو ملقب کیا۔

بہت سے علماء اور فضلاء شرف تلمذ سے مشرف ہوئے اور ایک خلق کثیر آپ کے علم وعرفان سے فیضیاب ہوئی۔ جن کی تعداد بے حد اور بے شمار ہے۔ تبرکاً چند حضرات کے اسماء گرامی درج کئے جاتے ہیں۔

آپ کے تلامذہ

محمد بن احمد بن بختیار، بومحمد عبداللہ بن ابوالحسن

الجبائی، خلف بن عباس المصری، عبدالمنعم بن علی الحرانی، ابراہیم الحداد الیمنی، عبداللہ الاسدی الیمنی۔ عطیف بن زیاد الیمنی۔ عمر بن احمد الیمنی الھجری، مدافع بن احمد، ابراہیم بن بشارت العدلی، عمر بن مسعود البزار، ان کے استاد میر بن محمد الجیلانی، ع بداللہ البطائحی نزیل بعلبک، مکی بن ابوعثمان السعدی اور ان کے بیٹے عبدالرحمان صالح، عبداللہ بن الحسن بن العکبری، ابوالقاسم بن ابوبکر احمد، ان کے بھائی احمد، عتیق، عبدالعزیز بن ابونصر الجنابذی، محمد بن ابوالمکارم الجہ الیعقوبی، عبدالملک بن ریال اور ان کے صاحبزادے ابوالفرج، ابواحمد الفضیلۃ، عبدالرحمان بن نجم الخزرجی، یحییٰ التکریتی، ھلال بن امیۃ العدنی، یوسف مظفر العاقولی، احمد بن اسماعیل بن حمزہ، عبداللہ بن احمد بن المنصوری، سدوبۃ الصیر یفینی، عثمان الباسری، محمد الواعظ الخیاط۔ تاج الدین بن بطۃ، عمر بن المدائنی۔ عبدالرحمان بن بقا، محمد المصری، عبداللہ بن محمد بن الولید، عبدالمحسن بن الدویدۃ، محمد بن ابوالحسین، دلف الحریمی، احمد بن الدیبقی، محمد بن احمد المؤذن، یوسف بن ھبۃ اللہ الدمشقی، احمد بن مطیع، علی بن النفیس المامونی، محمد بن اللیث الضریر الشریف احمد بن منصور۔ علی بن ابوبکر بن ادریس، محمد بن نصرہ، عبداللطیف بن محمد الحرانی، ان کے علاوہ بھی شاگردوں کی کثیر تعداد ہے جن کے نام بخوف طوالت درج نہیں کیے گئے۔

درس و تدریس میں جانفشانی

آپ بڑی محنت اور جانفشانی سے طلبہ کو پڑھاتے تھے۔ احمد بن المبارک الفرغانی بیان کرتے ہیں کہ ایک عجمی شخص جس کا نام ابی تھا۔ نہایت ہی غبی اور کند ذہن تھا۔ بڑی محنت اور کوشش سے سمجھانے کے باوجود وہ مسئلہ نہ سمجھ سکتا تھا اور وہ آپ کا شاگرد بھی تھا۔

ایک روز جبکہ آپ اس کو بڑی جانفشانی سے پڑھا رہے تھے۔ ابن السحل علیہ الرحمۃ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کے اس قدر محنت اور کوشش سے پڑھانے پر ابن سحل بہت حیران ہوئے۔ جب وہ لڑکا سبق پڑھ کر چلا گیا تو انہوں نے آپ سے کہا کہ آپ کا اس کو پڑھانے میں اس قدر مشقت برداشت کرنے پر میں حیران ہوں تو آپ نے جواب ارشاد فرمایا۔ اس کے ساتھ میری محنت اور جانفشانی کے دن ایک ہفتہ سے کم رہ گئے ہیں۔ ایک ہفتہ نہ گزرے گا کہ یہ بے چارہ رحمت الٰہی میں پہنچ جائے گا۔ ابن سحل علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ہفتہ کے آخری دن اس ابی نامی لڑکے کا انتقال ہو گیا اور میں نے اس کے جنازہ میں شرکت کی۔

وعظ و نصیحت

شہباز لامکان قدس سرہ النورانی کے فرزند ارجمند سیدنا عبدالوہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۵۲۱ھ سے ۵۶۷ھ تک چالیس سال مخلوق کو وعظ و نصیحت فرمایا۔

شاہ جیلان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہفتہ میں تین دن جمعہ، منگل اور بدھ کو وعظ و نصیحت فرمانے کے لیے متعین فرمائے تھے۔

ابراہیم بن سعد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب ہمارے شیخ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ علماء کا لباس پہن کر اونچے مقام پر جلوہ افروز ہو کر وعظ فرماتے تو لوگ آپ کے کلام مبارک کو بغور سنتے اور اس پر عمل پیرا ہوتے۔

عماد الدین ابن کثیر علیہ الرحمۃ اپنی تاریخ میں فرماتے ہیں کہ آپ نیک بات کی تلقین فرماتے اور برائی کو روکتے اور اس سے بچنے کی تاکید فرماتے۔ امراء، سلاطین، خاص و عام کو منبر پر رونق افروز ہو کر ان کے سامنے نیک بات بتاتے جو کوئی ظالم شخص کو حاکم مقرر کرتا تو اس کو اس سے منع فرماتے۔ آپ کو برائی سے روکنے پر کسی سے قطعاً خوف و خطر نہ ہوتا۔

بادشاہوں اور دنیا کے حکام کی وقعت بحیثیت دنیا آپ کی نگاہ میں مطلقاً نہ تھی۔ بادشاہوں سے گفتگو نہایت بے باکی سے فرماتے ان کو نصیحت فرماتے تو ایسی کھری کھری بے لاگ باتیں ہوتیں جس کی کچھ حد نہیں۔ چند ایک واقعات پیش نظر کیے جاتے ہیں۔

ظالم قاضی کو حکماً معزول کرانا

خلیفہ المقتفی لامر اللہ نے جب ابوالوفا یحییٰ بن سعید کو

شیخ ابوالعباس الخضر الحسینی الموصلی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک رات ہم کئی لوگ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسہ میں حاضر تھے کہ خلیفہ المستنجد باللہ ابو المظفر یوسف بن خلیفہ المقتفی لامر اللہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور سلام عرض کرنے کے بعد آپ کے سامنے مؤدب طریق سے بیٹھ گیا۔ خلیفہ آپ کی خدمت میں جو وعظ و نصیحت حاصل کرنے کی غرض سے حاضر ہوا۔ اور ساتھ دس عدد تھلیاں جو روپوں سے بھرپور تھیں لایا۔ آپ کی خدمت میں ان کا نذرانہ پیش کیا۔ آپ نے قبول کرنے سے انکار فرما دیا۔ خلیفہ نے بہت زیادہ اصرا کیا۔ تو آپ نے بہت زیادہ اصرار پر ان میں سے دو تھیلیاں جو عمدہ تھیں اٹھا لیں۔ ایک کو دائیں ہاتھ میں دوسری کو بائیں ہاتھ میں پکڑ کر نچوڑا۔ تو ان تھیلیوں سے خون ٹپکنے لگا۔ آپ نے خلیفہ کو فرمایا۔ تم خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتے کہ لوگوں کا خون نچوڑ کر اس مال کو میرے پاس لائے ہو۔ خلیفہ یہ سن کر بے ہوش ہو گیا۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا اگر مجھے خلیفہ کے آل رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ہونے کی عزت و حرمت مدنظر نہ ہوتی تو میں اس خون کو اس کے محلات تک بہا دیتا۔

جو اب المزاحم الظالم کے نام سے مشہور تھا عہدۂ قضا پر مامور کیا تو حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر جلوہ افروز ہو کر خلیفہ کو فرمایا ''تم نے ایک بہت بڑے ظالم شخص کو منصب قضا پر مقرر کیا ہے۔ تم کل پروردگار عالم کی بارگاہ میں جو نہایت ہی مہربان ہے کیا جواب دو گے؟ خلیفہ آپ کا یہ وعظ سن کر کانپ اٹھا۔ اور رونے لگا۔ نیز اسی وقت ابو الوفا یحییٰ بن سعید کو عہدۂ قضا سے معزول کر دیا۔

تھیلی سے خون نکلنا

شیخ ابو العباس الخضر الحسین الموصلی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک رات ہم کئی لوگ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسہ میں حاضر تھے کہ خلیفہ المستنجد باللہ ابو المظفر یوسف بن خلیفہ المقتفی لامر اللہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور سلام عرض کرنے کے بعد آپ کے سامنے مؤدب طریق سے بیٹھ گیا۔ خلیفہ آپ کی خدمت میں جو وعظ و نصیحت حاصل کرنے کی غرض سے حاضر ہوا۔ اور ساتھ دس عدد تھلیاں جو روپوں سے بھرپور تھیں لایا۔ آپ کی خدمت میں ان کا نذرانہ پیش کیا۔ آپ نے قبول کرنے سے انکار فرمادیا۔ خلیفہ نے بہت زیادہ اصرار کیا۔ تو آپ نے بہت زیادہ اصرار پر ان میں سے دو تھیلیاں جو عمدہ تھیں اٹھالیں۔ ایک کو دائیں ہاتھ میں دوسری کو بائیں ہاتھ میں پکڑ کر نچوڑا۔ تو ان تھیلیوں سے خون ٹپکنے لگا۔ آپ نے خلیفہ کو فرمایا۔ تم خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتے کہ لوگوں کا خون نچوڑ کر اس مال کو میرے پاس لائے ہو۔ خلیفہ یہ سن کر بے ہوش ہو گیا۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا اگر مجھے خلیفہ کے آل رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ہونے کی عزت و حرمت مدنظر نہ ہوتی تو میں اس خون کو اس کے محلات تک بہا دیتا۔

خلیفہ وقت حضور کی مجلس میں حاضر ہوتا تو آپ کے مبارک ہاتھوں کو بوسہ دیتا اور ادب سے دست بستہ آپ کے سامنے بیٹھ جاتا۔

اگر آپ خلیفۂ وقت کو کبھی تحریر لکھتے تو اس انداز سے لکھتے جیسے بادشاہ ماتحت کو فرمان جاری کرتا ہے۔ خلیفہ آپ کی تحریر دیکھتا اور چوم کر آنکھوں اور سر پر رکھتا۔ اور زبان حال سے کہتا کہ حضرت کا فرمان بالکل درست ہے۔

فیض مصطفوی علیہ الصلوۃ والسلام اور مرتضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور سیدنا غوث الثقلین، غیث الکونین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حالت بیداری میں قابل از نماز ظہر شہنشاہ کون و مکاں، سرور مرسلاں، نبی غیب دان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا تو رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا۔

رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم :۔ اے میرے بیٹے! تم وعظ و نصیحت کیوں نہیں کرتے؟

غوث اعظم رضی اللہ عنہ :۔ (عرض کرتے ہوئے) اے میرے بزرگوار و والد ماجد! میں ایک عجمی شخص ہوں۔ فصحاء بغداد کے سامنے کس طرح تقریر کروں۔

رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم :۔ (حکم فرماتے ہوئے) اپنا منہ کھولو!

غوث اعظم رضی اللہ عنہ :۔ (حکم کی تعمیل کرتے ہوئے) میں نے منہ کھولا۔

رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم :۔ سات مرتبہ لعاب مبارک منہ میں تھتکار کر فرمایا) جاؤ! اب وعظ و نصیحت کیا کرو اور لوگوں کو نیکی کی دعوت دو۔

غوث اعظم رضی اللہ عنہ :۔ بعد ازیں ظہر کی نماز سے فارغ ہوا ہی تھا کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ: (شفقت سے) بیٹا! اپنا منہ کھولو!

غوث اعظم رضی اللہ عنہ :۔ (آداب بجا لاتے ہوئے) میں نے منہ کھولا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ :۔ چھ مرتبہ منہ میں تھتکار کر فرمایا۔ وعظ و نصیحت کرو۔

غوث اعظم رضی اللہ عنہ :۔ (نیاز مندانہ طریق سے) حضور والا! آپ نے سات مرتبہ منہ میں کیوں نہیں تھتکارا؟

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ :۔ بیٹا! رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کے پیش نظر

رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم :۔ اے بیٹا! یہ خلعت پہنو۔

غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ :۔ عالیجاہ! یہ کیسی

> عوام کی کثرت تعداد میں حاضر ہونے کی وجہ سے مدرسہ کی عمارت کی وسعت ناکافی تھی۔ لوگ باہر فصیل کے نزدیک سرائے کے دروازے کے قریب سڑک پر بیٹھ جاتے۔ روز بروز کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر قرب جوار کے مکانات شامل کر کے مدرسہ عالیہ کی عمارت کو وسیع کر دیا گیا۔ امراء نے مدرسہ کی وسیع ترین عمارت بنوا دینے میں زر کثیر خرچ کیا۔ فقراء اور صوفیاء نے اپنے ہاتھوں سے کام کیا۔ آپ کی مجلس مبارکہ میں باوجودیکہ ہجوم بہت زیادہ ہوتا تھا۔ لیکن آپ کی آواز مبارک جتنی نزدیک والوں کو سنائی دیتی تھی۔ اتنی ہی دور والوں کو سنائی دیتی تھی۔ یعنی دور اور نزدیک والے حضرات یکساں آپ کی آواز مبارک بالکل صاف سنتے تھے۔

خلعت ہے؟

رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم :۔ یہ تمہاری ولایت کی خلعت ہے۔ جو کہ اقطاب اولیاء سے مخصوص ہے۔

غوث اعظم رضی اللہ عنہ :۔ بعدازیں ان کے فیوض وبرکات سے میں نے حقائق ومعارف کو جان لیا۔ حلقہ ارادت وسیع ہو گیا۔ ارادتمند اطاعت وعبادت کی طرف مائل ہوتے گئے اور انہوں نے اپنی گھروں کو ذکر الٰہی سے آباد کرنا شروع کر دیا۔

مجلس وعظ میں ھجوم

شیخ عبداللہ الجبائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور سیدنا غوث اعظم رضی الہ تعالی عنہ نے بتایا کہ ابتداء میں میرے پاس دو یا تین آدمی بیٹھا کرتے تھے۔ پھر جب شہرت ہوئی تو میرے پاس خلقت کا ہجوم آنے لگا۔ اس وقت میں بغداد شریف کے محلہ جلسہ کی عیدگاہ میں بیٹھا کرتا تھا۔ لوگ رات کو مشعلیں اور لالٹینیں لے کر آتے پھر اتنا اجتماع ہونے لگا کہ یہ عیدگاہ بھی لوگوں کے لیے ناکافی ہوگئی۔ اس وجہ سے باہر بڑی عیدگاہ میں منبر رکھا گیا۔ لوگ دور دراز سے کثیر التعداد میں گھوڑوں، خچروں، گدھوں اور اونٹوں پر سوار ہو کر آتے۔ قریباً ستر ہزار کا اجتماع ہوتا تھا۔

حضرت کے صاحبزادہ والاشان سیدنا عبدالوہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گرامی ہے۔ آپ کی مبارک مجلس میں علماء، فقہاء اور مشائخ وغیرہم بکثرت تعداد میں حاضر ہوتے تھے۔ اور آپ کی مجلس میں افاضل علماء جن کی تعداد چارسو تھی۔ قلم اور دوات لے کر حاضر ہوتے تھے۔

مدرسہ نظامیہ کی وسیع عمارت

عوام کی کثرت تعداد میں حاضر ہونے کی وجہ سے مدرسہ کی عمارت کی وسعت ناکافی تھی۔ لوگ باہر فصیل کے نزدیک سرائے کے دروازے کے قریب سڑک پر بیٹھ جاتے۔ روز بروز کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر قرب جواب کے مکانات شام کر کے مدرسہ عالیہ کی عمارت کو وسیع کر دیا گیا۔ امراء نے مدرسہ کی وسیع ترین عمارت بنوا دینے میں زر کثیر خرچ کیا۔ فقراء اور صوفیاء نے اپنے ہاتھوں سے کام کیا۔

آواز مبارک

آپ کی مجلس مبارکہ میں باوجودیکہ ہجوم بہت زیادہ ہوتا تھا۔ لیکن آپ کی آواز مبارک جتنی نزدیک والوں کو سنائی دیتی تھی۔ اتنی ہی دور والوں کو سنائی دیتی تھی۔ یعنی دور اور نزدیک والے حضرات یکساں آپ کی آواز مبارک بالکل صاف سنتے تھے۔

مجلس میں انبیاء اور اولیاء کی تشریف آوری

شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں: آپ کی مجلس شریف میں کل اولیاء اللہ، انبیاء کرام جسمانی حیات کے ساتھ اور ارواح کے ساتھ اور جن اور ملائک تشریف فرما ہوتے تھے۔ اور حضرت حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم بھی تربیت وتائید کے لیے جلوہ فرما ہوتے تھے اور حضرت خضر علیہ السلام تو اکثر اوقات مجلس شریف کے حاضرین میں شامل ہوتے تھے اور مشائخ زمان میں سے جس سے بھی حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات ہوتی تو اس کو آپ کی مجلس میں حاضر ہونے کی تاکید فرماتے نیز ارشاد فرماتے کہ جس کو بھی فلاح وبہبود کی خواہش ہو اس کو اس مجلس شریف کی ہمیشہ حاضری ضروری ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلمؐ کی تشریف آوری

حضرت سعید قیلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ میں نے کئی مرتبہ جناب سرور کائنات مخزن موجودات محمد مصطفیٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات اور دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو آپ کی مجلس مبارک میں رونق افروز ہوئے دیکھا اور فرشتے آپ کی مجلس میں گروہ در گروہ حاضر ہوتے تھے اور اسی طرح رجال غیب بھی آپ کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے اور حاضری میں ایک دوسرے سے سبقت حاصل کرتے تھے۔

ولی کیا مرسل آئیں خود حضور آئیں
وہ تیری وعظ کی محفل ہے یا غوث

مجلس کے اردگرد بارش

ایک دفعہ حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعض اہل مجلس سے خطاب فرما رہے تھے کہ اتنے میں بارش ہونے لگی۔ آپ نے آسمان کی طرف نظر مبارک اٹھا کر بارگاہ رب العالمین میں عرض کی۔ اے اللہ! میں تیرے لیے لوگوں کو جمع کرتا ہوں۔ اور تو ان کو منتشر کرتا ہے۔

آپ کا یہ کہنا ہی تھا کہ مدرسہ پر بارش کا برسنا موقوف ہوگیا اور اس کے اردگرد بارش برستی رہی۔

مجلس کی کیفیت

آپ کی مجلس شریف میں تو نہ ہی کسی کو تھوک آتا تھا نہ ہی کھنکارتا تھا اور نہ ہی کوئی کسی سے کلام کرتا تھا۔ کسی فرد کو مجلس میں سے کھڑے ہونے کی جرأت بھی نہ ہوتی تھی۔ آپ کی تقریر دلپذیر سے لوگوں کی وجدانی کیفیت ہوتی تھی۔

محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے عظیم المرتبت محدث پر آپ کی مجلس مبارکہ میں وجد طاری ہوگیا تھا۔

مجلس میں لوگوں کا تائب ہونا

آپ کے دست حق پرست پر کثیر تعداد میں لوگوں نے توبہ کی۔ شیخ عمر الکیمانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ آپ کی مجالس شریفہ میں سے کوئی مجلس ایسی نہیں ہوتی تھی۔ جس میں یہود ونصاریٰ اسلام قبول نہ کرتے ہوں۔ یا ڈاکو، قزاق، قاتل النفس، مفسد اور بداعتقاد لوگ آپ کے دست حق پرست پر توبہ نہ کرتے ہوں۔

پانچ ہزار یہود اور نصاریٰ کا اسلام قبول کرنا

محبوب سبحانی، قطب ربانی، شہباز لامکانی، قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں: بے شک میرے ہاتھ پر پانچ ہزار سے زائد یہود ونصاریٰ نے اسلام قبول کیا۔ اور ایک لاکھ سے زیادہ ڈاکوؤں، قزاقوں، فساق، فجار، مفسد اور بدعتی لوگوں نے توبہ کی۔

کیا امریکہ ہی آخری دجال ہے؟

ڈاکٹر عاطف گوہر کی خصوصی تحریر

افغانستان کے بعد عراق پر امریکی حملہ کے بعد عام مسلمانوں میں بالعموم علمائے کرام میں بالخصوص یہ بحث چل رہی ہے کہ کیا امریکہ ہی دورِ حاضر کا دجال ہے کہ ان کے لئے جو ماننے کے لئے جاننا ضروری نہیں سمجھتے۔ کہا جاسکتا ہے کہ امریکہ ہی دجال ہے لیکن اگر ماننے کے لئے جاننا بھی ضروری سمجھا جائے تو آنحضرت محمد ﷺ کے احوال و فرامین کی روشنی میں بھی امریکہ دجال لگتا ہے۔

آنحضرت محمد ﷺ دائمی مینارہ نور ہیں اور اپنی ملہمانہ فہم وفراست میں آپ ﷺ نے رہتی دنیا تک آنے والی نسلوں کے لئے بحکم الٰہی نظریات وحوالہ جات، حقائق و روایات اور سنن و امثال کی ایک بے نظیر دولت محفوظ کروائی۔ کمال باریک بینی، ضرب بالمثل احتیاط اور بے نظیر تحقیق و تفتیش سے محفوظ شدہ آنحضور ﷺ کی احادیث مبارکہ ہیں جو ہر دور میں بسنے والے پُرتجسس اور پُراعتقاد ذہنوں کو، علمی سطح پر منطقی دائرے میں نور، علم وہدایت دکھاتی ہیں۔

یہی نزاکت ونفاست سے، بلاکم وکاست محفوظ محفوظ کی گئی احادیث ہیں۔ متواتر اور مصدقہ جو ایک ایسے دور کی واضح نشاندہی کرتی ہیں جو فتنہ اعظم فتنہ دجال کی نت نئی شیطانی اختراعات سے پُر ہوگا۔ سچ تو یہ ہے کہ دجال ایسے خطرناک تناسب کا مغلوب کن فتنہ ہے کہ اللہ کے ہر پیغمبر نے اپنی قوم کو اس سے خبردار کیا۔ آنحضرت ﷺ نے تو نہایت تفصیل سے متعدد مقامات پر تشبیہات وتمثیلات سے اس کفرِ عظیم سے اپنے مقلدین کو ہوشیار کیا۔

آنحضرت ﷺ کے مکاشفات مبارکہ میں مستقبل سے متعلق گفتگو زیادہ تر مقامات پر تمثیلاً ہے تاکہ بات جامع مگر آسان فہم ہو۔ ہمارے اکثر عالم دین ان تشبیہات و تمثیلات کو خود سمجھنے میں اور انہیں آج کے دور کے پیرائے میں دوسروں کو سمجھانے سے قاصر ہیں۔ وہ جب ان احادیث مبارکہ کی تشریح کرتے ہیں تو ایسا لگتا ہے جیسے دجال کوہ قاف کے طلسماتی دور کی کسی داستان کا کوئی کردار ہوگا اور کیونکہ جدید ترین علم و دانش سے بہرآور آج کے ترقی یافتہ انسان کو وہ کوئی ایسی نشانی نہیں دکھا سکے کہ دجال کی طلسماتی قوتوں اور ابلیسی ایجادات کی منطقی اور ٹھوس دلیل بنے، اس لئے ہم اپنے اردگرد برستے دجال کے فتنوں سے بے خبر ہیں۔

احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں اگر ہم متحدہ ریاست ہائے امریکہ کے موجودہ طور طریقوں، رجحانات، ترجیحات، اثر ورسوخ اور اس کرہ ارض اور اس کے باسیوں پر اپنی غیر متقابل اور لامحدود فرعونیت زبردستی نافذ کرنے کی قوت واستعداد، منصوبہ بندی اور عمل کا بغور جائزہ لیں تو فتنہ دجال اور امریکی رسم و رواج میں کم ہی کوئی فرق نظر آتا ہے۔

دجال عربی لفظ ''دجل'' سے اخذ شدہ ہے جس کے لغوی معنے جھوٹ وفریب ہیں اور دجال سچائی کو چھپانے والے اور جھوٹ وفریب پھیلانے والے کو کہتے ہیں۔ سو زمانہ دجال میں شرانگیز اور تعجب خیز دجالی فتنے، سچ اور راست روی کے جاذب نظر لبادے میں پیش کئے جائیں گے اور یہ فلسفہ دجال اتنا آفت انگیز اور سحر خیز ہوگا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا بارش کی مانند ہر گھر کوٹھڑی میں گھس بیٹھے گا اور مزید فرمایا کہ وہ نفسانی عیش پرستی کی اختراعات اور علامات ترقی جن پر میری امت فخر کرے گی اور جن کا متکبرانہ ذکر اپنی محفلوں میں بڑھ چڑھ کر کرے گی، دراصل فتنہ دجال کی علامات ہوں گی۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ ''دجال یک چشم ہے مگر پھر بھی خدائی کا دعویٰ کرے گا، مگر یاد رکھو، تمہارا اللہ یک چشم نہیں''۔ آنحضور ﷺ یہاں فتنہ دجال کی وضاحت کرتے ہوئے اسے ایک آنکھ والے، کانے سے تشبیہ دے رہے ہیں اور فتنہ دجال کے غیر منصفانہ اور جانبدارانہ سوچ اور

آنحضرت محمد ﷺ دائمی مینارہ نور ہیں اور اپنی ملہمانہ فہم وفراست میں آپ ﷺ نے رہتی دنیا تک آنے والی نسلوں کے لئے بحکم الٰہی نظریات وحوالہ جات، حقائق وروایات اور سنن وامثال کی ایک بے نظیر دولت محفوظ کروائی۔ کمال باریک بینی، ضرب بالمثل احتیاط اور بے نظیر تحقیق وتفتیش سے محفوظ شدہ آنحضور ﷺ کی احادیث مبارکہ ہیں جو ہر دور میں بسنے والے پُرتجسس اور پُراعتقاد ذہنوں کو، علمی سطح پر منطقی دائرے میں نور، علم و ہدایت دکھاتی ہیں۔

رویہ کا تخیلی تقابل کرتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ ایسے ہی جیسے وہ مخالف نقطہ نظر بالکل نہ دیکھ سکے اور یک چشم ہو۔

اس نکتہ کی مزید وضاحت کرتے ہوئے آپ ﷺ نے تاکیداً فرمایا مگر یاد رکھو تمہارا رب یک چشم نہیں یعنی باوجود یہ کہ دجال خدائی دعوے کرے گا مگر اللہ رحمان ورحیم انصاف کرنے والا اور تصویر کے دونوں رخ بلکہ ہر رخ، دیکھنے اور سمجھنے کی کامل قدرت رکھنے والا ہے اور یوں دجال کے خدائی دعوے کی نفی اس کے اپنے اعمال کریں گے۔ دجال انتہا درجے کا دوغلا، بدگمان اور بے رحم ہوگا اور پنے کانے پن میں اپنی ہی ڈگر پر ہٹ دھری سے اپنے مخالف ہر سوچ کو روندتا چلا جائے گا۔

امریکہ کی جانبداری اور تعصب اتنا واضح ہے کہ اندھے بھی اسے صاف محسوس کرسکتے ہیں۔ خاص طور پر مسلمانوں کے معاملات میں تو امریکی طرز عمل مردوں کو بھی چونکا دیتا ہے۔ اس ضمن میں لاتعداد مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ بوسنیا اور چیچنیا میں اس کے اور اس کے حواریوں کے سخت سست ردعمل کا موازنہ، مشرقی تیمور میں بلا کے چست اور قطعی ردعمل سے کیجئے۔ جہاد افغانستان کے ہتھکڑیوں اور بیڑیوں میں سرتاپا جکڑے ہوئے اور کھلے آسمان تلے پنجروں میں قید مسلمان غازیوں سے کئے جانے والے غیر انسانی وحشیانہ سلوک کا موازنہ سربیا کے ملعون جلاد، سلوبا دان ملوسوچ اور جنگ بوصنیا کے دوسرے جنگی مجرموں کو دی گئی، شاہانہ آسائشوں اور ان کی شکم سیر آسودگی ورکھ رکھاؤ سے کیجئے اور عراق پر غیر کسی ٹھوس وجہ اور بغیر کسی واضح ثبوت کے باقی ساری دنیا کے سمجھانے بجھانے اور اس یک چشم اتحاد کو تصویر کا دوسرا رخ دکھانے کی مسلسل کوشش کے باوجود اس کی عظیم الخبثہ ہیبت ناک یک طرفہ مہم جوئی پر غور کیجئے۔ اس دجالی اتحاد کے متکبرانہ کانی پن کا پردہ اس کے اپنے رنگ ڈھنگ اور تیروں نے صریحاً چاک چاک کرکے رکھ دیا ہے۔

''ہم دنیا کی واحد سپر پاور ہیں''۔ ''کوئی ہم سے چھپ نہیں سکتا۔'' ''ہم دشمن کو اس کے بلوں سے ڈھونڈ نکالیں گے۔'' ''جس افغان نے القاعدہ کی سپاہ کو پکڑوانے میں مدد کی اسے زندہ رہنے کی اجازت دے دی جائے گی۔'' یہ موجودہ امریکی انتظامیہ کے تنبیہی دعوے ہیں جو ہم روزانہ سنتے ہیں۔ آج تمام بنی نوع انسان کا اپنی مشکلات سے نجات کے لئے امریکہ امریکہ کرنا اور الوہیت کا ہالہ جو اس نے کمال انہماک سے اپنے گرد کھینچ رکھا ہے۔ تمام کے تمام اس کے دعوے خدائی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

جی ہاں اس منبع علم وہدایت ﷺ نے فرمایا کہ دجال اپنے ساتھ دوزخ اور جنت لے کر چلے گا، لیکن اس کی آگ دراصل گلزار اور اس کی جنتی اختراعات درحقیقت نار جہنم کا ایندھن ہوں گی۔ اب تو یہ ہونے سے رہا کہ آج کے اس ترقی یافتہ دور میں وائٹ ہاؤس کے پریس روم میں کھلم کھلا اعلان کیا جائے کہ ہم خدا ہیں۔ ہمارے احکامات اٹل ہیں، ہم حاجت رواں ہیں۔ ہمارا ساتھ دینے والوں کے لئے دھن، دولت کے انبار اور دودھ وشہد کے بہتے دریا ہیں اور جو ہم سے اختلاف رائے رکھے گا، اس کے لئے ڈیزی کٹر اور بموں کی ماں کی دہکتی آگ ہے، اذیت ناک مفلسی اور ہولناک غم والم، ذرا صدر بش اور ان کے فرعونی درودں سے بھری پڑی تقاریر اٹھا کر دیکھیں تو آپ کو دنیا کے خود ساختہ مالک، اکلوتی سپر پاور کے دعوہ خدائی کے ثبوت نظر آئیں گے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ ''فتنہ دجال اتنا شدید ہوگا کہ ایک آدمی کے پاس آئے گا، جس کے باپ بھائی مرچکے ہوں گے اور کہے گا کیا خیال ہے۔ اگر میں تمہارے باپ اور بھائی کو زندہ کردوں تو تم مجھے اپنا رب مان لوگے۔ وہ کہے گا ہاں کیوں نہیں اور دجال اس کے بھائی اور اس کے باپ کو سامنے لا کھڑا کرے گا۔''

اسکاٹ لینڈ کے سائنسدانوں نے پیوند لگا بچھڑا ''ڈولی'' بنا کر قوت تخلیق کا بھرپور مظاہرہ کیا۔ امریکی ماہرین کا دعویٰ کہ وہ جنسی کوڈ توڑ چکے ہیں اور اگر کسی انسان کا پیدائش کے اسرار ورموز کا گڑھ ڈی این اے انہیں میسر ہو تو وہ ویسا ہی انسان پیدا کرسکتے ہیں۔ اٹلی سے یہ اعلان کہ وہ پہلا انسان اس سال کے اختتام سے پہلے منظر عام پر لے آئیں گے اور ان کے پاس سو کے قریب ایڈوانس بکنگ ہوچکی ہیں اور چند سائنسی تحقیقی جریدوں کا یہ دعویٰ کہ امریکہ کی ایک لیبارٹری میں تخلیق کرنے کا کامیاب تجربہ ہوچکا ہے مگر ابھی عوام الناس اور مذہبی پیشواؤں کے مخالفانہ شدید ردعمل کے خوف سے اس صلاحیت کو مخفی رکھا ہے۔ عمل پیدائش کی خدائی قوت پر دسترس حاصل کرلینا زمانہ آخر سے متصل فتنہ دجال کبیرا کے عروج کی ایک بہت اہم اور بڑی نشانی ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ ''لفظ کافر و دجال کے ماتھے پر کندہ ہوگا اور کھرے ایمان والے اسے صاف پڑھ سکیں گے۔ اس حدیث کو پڑھ سن کر کئی مرد وزن یہ کہیں گے کہ صدر بش اور ان کے حواریوں میں سے تو کسی کے ماتھے پر کافر نہیں لکھا۔ آنحضرت ﷺ نے یہ واضح فرمایا کہ سب انسانوں کو تو یہ نظر نہیں آئے گا کہ دجال پیدائشی جھوٹا اور فریب کار ہے لیکن ذرا برابر سمجھ بوجھ والے صاف پڑھ سکیں گے۔

سچ تو یہ ہے کہ ایک بار پھر اس علم وحکمت کے شہر نے نہایت موزوں تشبیہ سے اپنے فرمان کو جامع اور عمیق بنا ڈالا ہے۔ دنیا کی بے شمار تہذیبوں اور زبانوں میں، جیسے عربی، اردو، فارسی، پنجابی، انگریزی وغیرہ میں جب کوئی خصلت خصوصاً منفی رجحان کسی شخص میں بہت نمایاں ہوتو یوں بھی کہتے ہیں کہ یہ تو اس کے ماتھے پر لکھا ہے یہی وہ

امریکہ کی جانبداری اور تعصب اتنا واضح ہے کہ اندھے بھی اسے صاف محسوس کرسکتے ہیں۔ خاص طور پر مسلمانوں کے معاملات میں تو امریکی طرز عمل مردوں کو بھی چونکا دیتا ہے۔ اس ضمن میں لاتعداد مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ بوسنیا اور چیچنیا میں اس کے اور اس کے حواریوں کے سخت سست ردعمل کا موازنہ، مشرقی تیمور میں بلا کے چست اور قطعی ردعمل سے کیجئے جہاد افغانستان کے ہتھکڑیوں اور بیڑیوں میں سرتاپا جکڑے ہوئے اور کھلے آسمان تلے پنجروں میں قید مسلمان غازیوں سے کئے جانے والے غیر انسانی وحشیانہ سلوک کا موازنہ سربیا کے ملعون جلاد، سلوبادان ملوسوچ اور کو دی گئی شاہانہ آسائشوں ورکھ رکھاؤ سے کیجئے

رنگ ہے جس میں آنحضرت ﷺ نے ہمیں اپنا پیغام پہنچایا۔

دجال انتہا درجہ کا مغرور، بے رحم، کاذب وگمراہ کن، یک چشم، ہٹ دھرم، الہامی فرمان کی نفی کرنے پر نہایت سفاکی سی اڑا ہوا اور اتنا کھلا فریب وجھوٹ ہوگا کہ ایمان والے صاف دیکھ سکیں گے کہ دجال مجسم کفر ہے۔

امریکہ کے سراپا دجل ہونے کی وضاحت ان گنت مثالوں سے کی جاسکتی ہے۔اس نکتہ کی ناقابل تردید گواہی ان کے جگن ناتھ اداروں اور کارخانوں کے لچھن، ان کی اخلاقی تنزلی اور ہر قیمت پر مادی دولت حاصل کرنی کی جستجو

حیرت انگیز خوبیوں والی سواری جدید ہوائی جہاز ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا۔"دجال ایسی سواری پر سفر کرے گا جس کے کانوں کے بیچ چالیس ہاتھ (یا گز) کا فاصلہ ہوگا۔جب وہ چلے گی تو اس کی دم سے دھواں خارج ہوگا اور اس کے پاؤں اس کے پیٹ میں سمٹ جائیں گے۔دجال اپنی سواری سے بادلوں کو چھو سکے گا،سمندروں کو عبور کر سکے گا، دجال نہایت برق رفتاری سے سفر کر سکے گا۔جیسے ہوائیں بادلوں کو اڑا لے جائیں۔ایسے کہ جیسے زمین اس کے واسطے تہہ کردی گئی اور دجال کی سواری کو ہانکنے والا کالے رنگ کا جبہ اور کالی دستار پہنے ہوگا۔"

سوائے مکہ اور طیبہ کے کہ وہاں جانا مجھ پر حرام ہے۔وہاں موجود فرشتے ہاتھ میں ننگی تلواریں لئے مجھے روک دیں گے۔پھر آنحضرت ﷺ نے اپنا عصا مبارک منبر پر ٹکوار اور فرمایا۔"یہ طیبہ ہے، طیبہ یہی ہے، طیبہ یہی ہے۔"اور پھر اس جزیرہ کا ذکر کرتے ہوئے تین بار فرمایا"وہ پورب کی طرف ہے، پورب کی طرف، پورب کی طرف۔"

سو ہم پر یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ اللہ علیم وحکیم نے فتنہ دجال کا ابلیسانہ مظہر ایک وقت مقرر تک فوکی رکھا اور اس کی جائے حراست ایک گمنام دور افتادہ جزیرہ تھا۔جس سے آنحضرت ﷺ کے زمانے میں لوگ ناواقف تھے۔مدینہ منورہ جغرافیائی لحاظ سے دنیا کے تقریباً وسط میں واقع ہے اور مغرب ومشرق دونوں اطراف سے امریکہ مدینہ منورہ سے تقریباً ہم فاصلہ ہے۔مشرق سمت سے امریکہ تک کا فاصلہ یقیناً کم ہے اور اسی نسبت سے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ ابلیسیت اور جھوٹ وفریب کا گڑھ پورب (مشرق) کی طرف ہے۔آنحضرت ﷺ نے ایک موقع پر حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دجال کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے کی قوت صرف اور صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مرحمت فرمائی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی اپنے نزول ثانیہ کے بعد دجال کا قصہ تمام کریں گے۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خاتم الانبیاء کے مقلد کی حیثیت سے اس دنیا میں دوبارہ آمد، اولیاء کرام میں اللہ ذوالجلال کے محبوب ترین ولی حضرت امام مہدی علیہ السلام کا آخر کار ظہور موعود اور اس ظہور کے پس منظر میں رونما ہونے والی ہولناک اور خونی واقعات اور بنی نوع آدم کو راستی وشانتی کے جھانسے میں بھگالے جاتے، مہلک ترین دجل فتنہ دجال او کر دجال کی ابلیسی اختراعات اور من موہنی ایجادات سے متعلقہ احادیث مبارکہ سے جبکہ حاضر زمانہ کے پیرائے میں مرتب اکتساب فیض کرتی ہیں کہ ہم پر یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ ہم ہی وہ انت نسل ہیں جو دجال کی نیستی اور دین حق کی حیات کی چشم دید گواہ ہوگی اور یہ کہ فتنوں کے فتنۂ اعظم کی پیش رو اور علم بردار متحدہ ریاست ہائے امریکہ دجال ہے۔

آنحضرت ﷺ نے دجال کی سواری سے متعلق جو صلاحیتیں اور نمایاں خصوصیات بیان فرمائی ہیں، ان پر صرف ایک نظر ڈالنے سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ دجال کی حیرت انگیز خوبیوں والی سواری جدید ہوائی جہاز ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا۔"دجال ایسی سواری پر سفر کرے گا جس کے کانوں کے بیچ چالیس ہاتھ (یا گز) کا فاصلہ ہوگا۔جب وہ چلے گی تو اس کی دم سے دھواں خارج ہوگا اور اس کے پاؤں اس کے پیٹ میں سمٹ جائیں گے۔دجال اپنی سواری سے بادلوں کو چھو سکے گا، سمندروں کو عبور کر سکے گا، دجال نہایت برق رفتاری سے سفر کر سکے گا۔جیسے ہوائیں بادلوں کو اڑا لے جائیں۔ایسے کہ جیسے زمین اس کے واسطے تہہ کردی گئی اور دجال کی سواری کو ہانکنے والا کالے رنگ کا جبہ اور کالی دستار پہنے ہوگا۔"

ہے۔خود ساختہ راست روی کے دکھاوے کی اوٹ میں ناگوار اور گھٹیا ترین انسانی خصلتوں پر استوار ایک خودغرض معاشرتی نظام اور اس معاشرتی تنزلی کو وہ جدت اور ترقی گردانتے ہیں اور ہماری نوجوان نسل کو مسلسل یہ باور کرایا جاتا ہے کہ یہ اسلوب زندگی قابل رشک اور قابل تقلید ہیں اور یہی وہ جنت ہے، جس کے لئے انہیں تندہی سے جدوجہد اور خلوص نیت سے خواہش وجستجو کرنی چاہئے۔

واقعتاً ایک کافرانہ معاشرہ بدی میں ڈوبا ہوا، اتنا منحرف وفریب کار کہ کسی بھی صاحب بصیرت کو نظر آجائے کہ امریکہ کے اعمال اس کے ماتھے پر سایہ فگن ہیں، ہو بہو ویسے ہی جیسے آنحضرت ﷺ نے تمثیلاً فرمایا تھا۔

آنحضرت ﷺ نے دجال کی سواری سے متعلق جو صلاحیتیں اور نمایاں خصوصیات بیان فرمائی ہیں، ان پر صرف ایک نظر ڈالنے سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ دجال کی

کتاب الفتن میں مذکورہ ایک دلچسپ حدیث میں آنحضرت ﷺ نے ایک ایسے جزیرہ نما خطہ زمین کا ذکر فرمایا جو فسق وفجور کا گڑھ بنے گا۔آپ ﷺ نے تمیم داری ایک عیسائی کا تذکرہ فرمایا جو ایمان لایا اور آپ ﷺ سے بیعت ہوا۔تمیم داری نے آپ ﷺ کو بتایا کہ وہ اپنے تیس ساتھیوں سمیت بحری جہاز میں سوار تھا کہ جہاز راہ سے ہٹ گیا اور وہ ایک ماہ سمندر میں بھٹکتے رہے۔بالآخر جہاز ایک جزیرہ سے جالگا۔تلاش خورد ونوش میں یہاں ان کا سامنا ایک زنجیروں میں جکڑے ہوئے دیوہیکل آدمی سے ہوا۔اس جن نما آدمی نے ان سے جزیرہ نما عرب کے پیغمبر ﷺ کے متعلق کئی سوال کئے۔پھر کہا خبر دار یہ بات تمہارے حق میں بہتر ہے کہ پیغمبر ﷺ کے تابعدار ہو اور میرا حال پوچھتے ہو تو میں مسیح ہوں یعنی دجال اور عنقریب میں آزاد ہو جاؤں گا اور کوئی بستی نہ چھوڑوں گا جہاں نہ جاؤں

ہے تجھ میں مکر جانے کی جرات تو مکر جا

آخری معرکہ شروع ہو گیا!

دعوت اسلام تحقیقاتی سیل کی خصوصی رپورٹ

انسانی علوم و معارف کا سب سے حیرت ناک حصہ وہ ہے جس میں آنے والے واقعات کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ ایسے علوم ہر مذہب میں موجود ہیں اور ان میں ایسی پیشن گوئیاں ہیں جو من و عن اپنے اپنی وقت میں اس طرح پوری ہوئیں کہ انسانی عقل ششدر رہ گئی۔

ہمارے ہاں حضرت نعمت شاہ ولی بخاری کا طویل قصیدہ اس کی ایک مثال ہے۔ عیسائیوں میں نوسٹرڈیکس کی ایک سو پیشن گوئیوں کے دس حصے اہمیت کے حامل ہیں۔ مصر میں خوفو کے مقبرے (ہرم) اور بعض دیگر اہرام سے ایسی پیشن گوئیوں پر مشتمل دستاویز ملی ہیں۔ مصری پیشن گوئیوں کے بارے میں ڈیوڈسن کی کتاب The Great Pyramaids Divine Message جو 1927ء میں طبع ہوئی، سب سے اہم سمجھی جاتی ہے۔ ہمارے ہاں مصری پیشن گوئیوں کے بارے میں لوگوں کو زیادہ معلومات حاصل نہیں لیکن ان میں بعض اہم پیشن گوئیاں ہیں جو پوری ہو چکی ہیں۔ ان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اور 33 سال کی عمر میں آسمان پر اٹھائے جانے کا ذکر ہے۔ اس واقعہ کی تفصیلات اتنی حیرت ناک ہیں کہ انہیں خود عیسائی علماء نے مضبوط دلیل قرار دے کر حضرت علیؑ کی تاریخ پیدائش 4 اپریل پر اتفاق رائے کیا ہے۔

مصری پیش گوئیوں میں رسالت مآب ﷺ کی 569 عیسوی میں ولادت باسعادت اور 631ء میں آپ ﷺ کی رحلت کا ذکر ہے۔ بعد کے واقعات جن میں 1947ء میں ہندوستان کی دو آزاد مملکتوں میں تقسیم اور 1969ء میں انسان کے چاند پر پہنچنے کی پیشن گوئیاں بھی شامل ہیں، جو حیرت انگیز طریقے پر وقوع پذیر ہو چکی ہیں۔ ان پیشن گوئیوں میں مہلک ترین اسلحے کی ایجاد اور ایسی جنگ عظیم جس میں دنیا کے تمام ملک کسی نہ کسی طرح سے شریک ہوں گے اور جس میں دنیا کی آبادی کا بڑا حصہ ختم ہو جائے گا، کا ذکر بھی ہے۔ یہ وہ



اینٹی ایئر کرافٹ گن سے مسلح خشکی اور پانی کی قدرتی رکاوٹوں کو با آسانی عبور کرنے والی بکتر بند گاڑی

خطرہ ہے جو آج کی دنیا میں ہر باشعور انسان کے ذہن پر منڈلا رہا ہے۔ اس جنگ کے بعد ایک نئے روحانی دور کی نوید بھی سنائی گئی ہے۔ جو ایک عظیم الشان روحانی ہستی کا مرہون منت ہوگا۔

اسلامی پیشن گوئیوں کی غرض و افادیت

رسالت مآب ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے سامنے آئندہ کے بڑے بڑے واقعات کی تفصیل بیان فرمائی۔ یہ تفصیلات حضرت ثوبانؓ، عوف بن مالکؓ، ذی مخبرؓ، ابو ہریرہؓ، معاذ بن جبلؓ اور سب سے زیادہ حضرت حذیفہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حوالے سے کتب حدیث میں مذکور ہیں۔ کتب احادیث کے یہ ابواب نعمت اللہ شاہ ولی، نوسٹرڈیمس یا مصری پیشن گوئیوں کی طرز پر آئندہ کے بڑے بڑے واقعات کے بیانیہ روزنامچے پیش نہیں کرتے بلکہ انسان کی آگاہی اور اصلاح و عبرت کے لئے، مستقبل میں بدلتے ہوئے انسانی رویوں کے زندہ نمونے پیش کرتے ہیں۔ ان پیشن گوئیوں کے حوالے سے یہ ایک انوکھا اور انتہائی عبرت انگیز طریقہ ہے اور اس کا مقصد محض اطلاع کی بجائے عبرت انسانی کی تربیت اور مشکل اوقات سے نمٹنے کے لئے اہل حق کو تیار کرنا ہے۔ ایسا نہیں کہ احادیث مبارکہ میں آئندہ

واقعات کا سرے سے ذکر ہی نہ ہو۔

انسانی قدروں کا زوال:

آخری دور کے انسانی رویوں کے حوالے سے آپ ﷺ نے جو کچھ فرمایا صحابہ کرام کو انتہائی عجیب اور ناممکن نظر آتا تھا۔اس لئے وہ اس پر شدید ترین حیرت کا اظہار بھی کرتے تھے لیکن یہ سب ضروری باتیں انہوں نے پوری امانت داری سے آگے پہنچادیں اور وہ کتب حدیث میں درج ہوگئیں۔آج وہی سب کچھ جو ہمارے اسلاف کو ناممکن نظر آتا تھا۔ہمارے معاشرے کا عام چلن بن چکا ہے۔پیشن گوئیوں کا یہ حصہ ہمارے اپنے بزرگوں کی زبان پر بھی جاری رہا۔کیونکہ رویوں کی تبدیلی بڑی تیز رفتاری سے ان کی آنکھوں کے سامنے ظاہر ہوئی ، ہماری نسل نے یہ سب اپنے بزرگوں سے سن رکھا ہے۔ان پیشن گوئیوں کی اہم اور حیرت ناک مثالیں یہ ہیں:

ترمذی شریف میں حضرت ابو ہریرۃؓ کی یہ روایت مذکور ہے کہ ''جب تک تمہارے حکمران تم میں سے بہترین لوگ ہوں گے،تمہارے دولت مند سخی ہوں گے اور تمہارے اور تمہارے اہم معاملے شوریٰ کے ذریعے طے ہوں گے تو روئے زمین تمہارے بطن زمین (قبر) سے بہتر ہوگا اور جب معاشرے کے بدترین لوگ تمہارے حکمران بن جائیں گے۔تمہارے دولت مند بخیل ہوجائیں گے اور تمہارے اہم ترین معاملات کے فیصلے عورتوں کے ہاتھ میں آجائیں گے تو زمین کا اندر تمہارے لئے باہر سے بہتر ہوگا۔''

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت فرمائی ''آپ ﷺ نے (حاضرین سے) سے پوچھا تمہارا کیا حال ہوگا جب تمہارے نوجوان فسق وفجور میں مبتلا ہوجائیں گے اور تمہاری عورتیں خودسر ہوجائیں گی؟''صحابہؓ نے حیرت زدہ ہوکر عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ کیا واقعی ایسا ہوجائے گا؟ فرمایا ہاں! بلکہ اس سے بڑھ کر خرابی پیدا ہوگی تو تم کیسا محسوس کروگے۔جب تم اچھائی کی تعلیم اور برائی سے بچنے کی تربیت دینا ترک کردوگے۔صحابہ کرامؓ نے حیرت سے کہا: اللہ کے رسول ﷺ کیا ایسا بھی زمانہ آئے گا؟ فرمایا ہاں، بلکہ اس سے بڑھ کر تمہیں کیسے لگے گا جب تمہاری آنکھوں کے سامنے اچھائی برائی بن جائے گی اور برائی کو اچھائی قرار دے دیا جائے گا۔

قرآن مجید کے حوالے سے حضرت معاذ بن جبلؓ نے خبر دی کہ ایسا زمانہ آئے گا جب قرآن مجید عام ہوجائے گا۔حتیٰ کہ مرد، عورت ، چھوٹا ، بڑا حتیٰ کہ مومن اور منافق سب کے پاس ہوگا اور کہنے والا کہے گا کہ کیا وجہ ہے میں قرآن پڑھتا ہوں لیکن لوگ میری تابعداری نہیں کرتے۔اب ناگزیر ہے کہ میں نئی باتیں اور نئے مسئلے گھڑ کر لوگوں کے سامنے پیش کروں تاکہ لوگ میری تابعداری پر آمادہ ہوجائیں۔مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرو ابن العاصؓ کے حوالے سے روایت ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا: آپس میں ایک دوسرے کا مقابلہ شروع کردو گے۔پھر ایک دوسرے سے حسد شروع کردو گے اس کے بعد پیٹھ پیچھے برائیوں کا چلن عام ہوجائے گا۔اگلے مرحلے میں ایک دوسرے کے بغض میں گرفتار ہوکر باہمی جنگیں شروع کردو گے اور ان میں (خود لڑنے کی بجائے غریبوں کو لڑاؤ گے اور ان میں خونریزی کراؤ گے)۔

دینی اور انسانی قدروں کے شدید زوال کے حوالے سے جو پیشن گوئیاں ہیں،ان کا خلاصہ امام سیوطی کی تفسیر ''درمنشور'' کے حوالے سے اس طرح بنتا ہے۔

تم دیکھو گے کہ لوگ نماز کو غارت کرنے لگیں گے، امانت ضائع ہوگی،سود عام ہوگا، جھوٹ بکثرت سے بولا جائے گا، چھوٹی چھوٹی باتوں پر انسان قتل ہوں گے۔دین فروشی علماء کا چلن بن جائے گا۔عالم اور قاری بدکردار ہوں گے۔قرآن گانوں کے انداز میں پڑھا جائے گا۔مساجد نقش ونگار سے مزین ہوں گی۔مینار اونچے ہوں گے، نمازیوں سے بھری ہوں گی۔لیکن دل ویران، نئے عقیدے اور من گھڑت مسئلے عام ہوں گے۔دنیا میں سب سے نصیب دار وہ ہوگا جو رذیل ابن رذیل ہوگا۔شراب نام بدل کر حلال ہوجائے گی۔بڑے عہدے نااہلوں میں تقسیم ہوں گے۔تعلیم کا مقصد دنیا کمانا ہوگا۔بیٹا ماں کو گالی دے گا لیکن بیوی کا فرمانبردار ہوگا، باندیاں اپنے آقاؤں کو جنم دیں گی (بیٹے کا سلوک ماں سے وہ ہوگا جو آقا باندی سے روا رکھتا ہے) عورتیں لباس پہن کر بھی ننگی ہوں گی۔عزت، دولت یا خوف کے سبب ہوگی۔زنا پر کوئی پشیمان نہ ہوگی۔لوگ ایک دوسرے کے ساتھ ملاقات میں سلام کی بجائے تفریحاً ایک دوسرے کو گالیاں دیا کریں گے اور دوست ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے سے گریز نہ کریں گے۔''

مادی آسائشوں کی فراوانی:

معاشرے میں آسائشات اور زندگی کے ساز و سامان میں جو انقلاب آیا ہے اور جس کا چند صدیاں پہلے تصور بھی نہ کیا جاسکتا تھا ان کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کی پیشن گوئیاں انسان کو حیرت زدہ کردیتی ہیں۔

''انسان فضا میں تیز رفتار آندھیوں سے بھی زیادہ رفتار میں پرواز کرے گا۔لوگ موٹی موٹی گدیوں والی

جب تک تمہارے حکمران تم میں سے بہترین لوگ ہوں گے،تمہارے دولت مند سخی ہوں گے اور تمہارے اور تمہارے اہم معاملے شوریٰ کے ذریعے طے ہوں گے تو روئے زمین تمہارے بطن زمین (قبر) سے بہتر ہوگا اور جب معاشرے کے بدترین لوگ تمہارے حکمران بن جائیں گے۔تمہارے دولت مند بخیل ہوجائیں گے اور تمہارے اہم ترین معاملات کے فیصلے عورتوں کے ہاتھ میں آجائیں گے تو زمین کا اندر تمہارے لئے باہر سے بہتر ہوگا۔''

سواریوں میں بیٹھ کر مسجدوں میں آئیں گے۔ درندوں کی کھال کے لباس پہنے جائیں گے۔ گھر گھر میں آلات موسیقی، رقاصائیں اور گانے والیاں نظر آئیں گی۔ عرب کے لوگ صحت برقرار رکھنے کے لئے شام (ٹھنڈا علاقہ) جایا کریں گے۔ زمین سکڑ جائے گی اور زمانہ مختصر ہو جائے گا۔ حتیٰ کہ حج بھی ذریعہ تفریح بن جائے گا۔"

چند سال پہلے دبئی جانے کا اتفاق ہوا تو جن عرب بزرگ کے ہاں قیام تھا، وہ ایک بہت بڑے بینک کی چیئر مین ہیں۔ انہوں نے وہ کچا گھر دکھایا جہاں ان کا بچپن گزرا۔ یہ بھی بتایا کہ اس وقت گھٹیا سی کھجوریں ہماری غذا ہوتی تھیں اور محلے کے اکلوتے کنویں کا پانی کیڑوں سے بھرا ہوتا تھا۔ ہم کپڑے کی چار چار تہوں سے چھان کر وہی پانی پیا کرتے تھے۔ انہوں نے بتایا دبئی کے موجودہ حکمران کے والد اور امارات دبئی کے بانی شیخ راشد مرحوم عصر کے بعد کھاڑی کے کنارے بیٹھ جایا کرتے تھے۔ سامنے کیڑا اچھا ہوتا تھا جس میں آنے والی ہر کشتی کا ملاح چوتھائی درہم کا ایک سکہ بطور ٹیکس ڈال دیا کرتا تھا۔ پھر ہم ابوظہبی شہر پہنچے تو اپنی آنکھوں سے یہ عجیب منظر دیکھا کہ سمندر کے کنارے خوبصورت سڑک پر جسے عرب کورنیش کہتے ہیں 35 چالیس منزلہ عالیشان عمارتوں کی لائن ہے۔ درمیان میں ایک نئی عمارت تعمیر ہو رہی ہے جو موجودہ تمام عمارتوں سے زیادہ اونچی ہے اس کے ساتھ ایک پہلے سے بنی ہوئی عمارت کی آخری منزل توڑ کر اس پر مزید منزلیں تعمیر کی جارہی ہیں تا کہ وہ نئی عمارت سے زیادہ بلند ہو جائے۔ اس وقت معاً حدیث رسول اللہ ﷺ کے الفاظ آنکھوں کے سامنے روشن ہو گئے جن میں بالکل اسی منظر کی نقشہ کشی کی گئی ہے۔

حضور پاک ﷺ نے فرمایا:

"اس وقت تک قیامت نہ آئے گی، جب تک تم اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لو گے کہ وہی لوگ جو ننگے پاؤں، ننگے بدن بکریاں چرایا کرتے تھے اونچی سے اونچی عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے کا مقابلہ کر رہے ہوں گے۔"

عالم اسلام کی کمزوری:

احادیث مبارکہ میں یہ بات بھی بالکل واضح کر دی گئی ہے کہ عین اس وقت جب امت میں نعمت و دولت اور سونے چاندی کی فراوانی ہو جائے گی، مسلمان دشمنوں کے مقابلے میں انتہائی بے وقعت، کمزور اور بے بس ہوں گے۔"

ان کی بے بسی کا عالم یہ ہوگا کہ "دشمن قومیں مسلمانوں پر جھپٹ پڑنے کے لئے اس طرح ایک دوسرے کو بلائیں گی جس طرح بھوکے خوان نعمت پر ٹوٹ پڑنے کی ایک دوسرے کو دعوت دیتے ہیں۔"

صحابہؓ یہ سن کر دہشت زدہ ہو گئے اور سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا اس وقت ہماری تعداد بہت کم ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ تم بہت زیادہ ہو گے، جس طرح سمندر کی جھاگ تا حد نظر پھیلی ہوتی ہے لیکن تمہیں "وہن" لاحق ہو چکا ہوگا۔ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ "وہن" سے کیا مراد ہے؟ فرمایا "دنیا کی محبت اور موت سے نفرت۔"

آئندہ کیا پیش آنے والا ہے:

آج جس مرحلے سے ہم گزر رہے ہیں، اس کے بعد کیا ہوگا؟ احادیث مبارکہ میں جو نقشہ کھینچا گیا ہے اس کے خدوخال بتدریج ابھر کر واضح ہوتے جا رہے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے "الملحمۃ الکبری"، یعنی عظیم ترین، تباہ کن اور حتمی جنگ کے حوالے سے ہم تک پہنچتے ہیں اور جو کل تک ہمیں بہت دور کی بات لگتے تھے۔ اب بالکل آنکھوں کے سامنے نمایاں ہوتے جا رہے ہیں۔

حضرت ذی مخبرؓ نے رسالت مآب ﷺ کی زبان مبارکہ سے سن کر جو کچھ سمجھا اور بیان کیا وہ سنن ابی داؤد میں اس طرح مذکور ہے "تم عیسائیوں سے صلح کرو گے اور ان سے مل کر ایک دوسری عیسائی جماعت (یہ لفظ قابل غور ہے، روس میں کمیونسٹ پارٹی کی حکومت تھی) سے جنگ کرو گے (بنیادی طور پر مسلمانوں نے ہی روس سے جنگ کی) اس جنگ میں تمہیں فتح حاصل ہوگی، اس کے بعد تم ایک بڑے بڑے ٹیلوں والے میدان میں جہاں بکثرت درخت ہوں گے۔ عیسائی صلیب کو بلند کرے گا اور اس فتح کو صلیب کی طرف منسوب کر دے گا۔ (مسلمانوں کی فتح کے بل بوتے پر ایک عیسائی قوت سپر پاور کا منصب اور نئے ورلڈ آرڈر کے نفاذ کی مدعی ہے) یہ دیکھ کر ایک مسلمان کو غصہ آئے گا اور وہ صلیب (عیسائیت کی حشمت و شوکت کا نشان) توڑ ڈالے گا۔ (امریکہ میں عیسائی دنیا کی معاشی اور عسکری قوت و عظمت کی علامتیں ٹوٹ گئیں)۔ یہ حال دیکھ کر عیسائی مسلمانوں کے ساتھ معاہدے توڑ دیں گے اور جنگ کرنے کے لئے "اکٹھے" ہو جائیں گے۔ مسلمان بھی اپنے ہتھیار لے کر دوڑیں گے اور عیسائیوں سے جنگ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اس لڑنے والی جماعت کو شہادت سے سرفراز فرمائے۔"

"تم عیسائیوں سے صلح کرو گے اور ان سے مل کر ایک دوسری عیسائی جماعت (یہ لفظ قابل غور ہے، روس میں کمیونسٹ پارٹی کی حکومت تھی) سے جنگ کرو گے (بنیادی طور پر مسلمانوں نے ہی روس سے جنگ کی) اس جنگ میں تمہیں فتح حاصل ہوگی، اس کے بعد تم ایک بڑے بڑے ٹیلوں والے میدان میں جہاں بکثرت درخت ہوں گے۔ عیسائی صلیب کو بلند کرے گا اور اس فتح کو صلیب کی طرف منسوب کر دے گا۔ (مسلمانوں کی فتح کے بل بوتے پر ایک عیسائی قوت سپر پاور کا منصب اور نئے ورلڈ آرڈر کے نفاذ کی مدعی ہے)

اس حدیث مبارکہ پر کسی توضیحی تبصرے کی ضرورت نہیں۔ بس یہ پیش نظر رہے کہ امریکہ آج کل جس جنگ کی تیاری کر رہا ہے اسے خود صدر بش نے صلیب کی

حفاظت کی جنگ (کرومیڈ) قرار دیا ہے۔صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے مستقبل کے ایک مرحلے کے بارے میں سن کر جو سمجھا اسے وہ ان لفظوں میں بیان کرتے ہیں۔''قیامت سے پہلے یہ واقعہ ضرور رونما ہوگا کہ اہل روم (عیسائی دنیا کا اس وقت کا نام) وامق یا اعماق نام کے مقام پر پہنچ جائیں گے۔مدینہ سے ایک لشکر ان کی طرف روانہ ہوگا۔جو دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوں (جنگ کے لئے تیار ہوں گی) تو عیسائیوں کا مطالبہ یہ ہوگا کہ ہمارے مطلوبہ جو لوگ تمہارے پاس ہیں، انہیں ہمارے حوالے کر دو اور تم الگ ہٹ جاؤ، ہم ان سے جنگ کریں گے۔مسلمان کہیں گے نہیں ہم ہرگز اپنے بھائیوں کو تمہارے حوالے نہیں کریں گے۔اس پر جنگ ہوگی۔ایک تہائی مسلمان بھاگ کھڑے ہوں گے۔اللہ تعالیٰ ان کی توبہ بھی قبول نہ فرمائے گا۔(یہ غالباً ان لوگون کا تذکرہ ہے جو بالآخر مسلمانوں کے خلاف عالم کفر کا ساتھ دینے پر آمادہ ہو جاتے ہیں)ایک تہائی مسلمان قتل ہو جائیں گے، جو اللہ کے نزدیک بہترین شہید ہوں گے۔باقی تہائی فتح حاصل کر لیں گے جس کے نتیجہ میں وہ آئندہ ہر قسم کے فتنے سے محفوظ ہو جائیں گے۔(یعنی یہ ان کی حتمی فتح ہوگی) اس کے بعد وہ عیسائی دنیا کے مرکز کو بھی فتح کرلیں گے۔''

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حق اور باطل کے درمیان برپا ہونے والی جنگ کا یہ ایک اہم معرکہ ہوگا۔جو آئندہ پیش آنے والا ہے۔

امام مھدی :

''مسلمانوں کو اس عظیم ترین جنگ کے حتمی معرکے میں دو عظیم ہستیوں کی رہنمای حاصل ہونے کی روایات بھی موجود ہیں۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو آسمانوں سے دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گیا ور امام مہدیؒ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کی روایتیں علم جرح و تعدیل کے حوالے سے صحت کے اعلیٰ ترین معیار کے مطابق ہیں۔جناب امام مہدیؒ کے بارے میں جو احادیث مذکورہ ہیں، وہ صحت کے اس معیار پر پوری نہیں اترتیں لیکن یہ روایتیں اتنی تعداد میں ہیں کہ ان سے صرف نظر ممکن نہیں اور صحیح ترین روایتوں سے ان کی حتمی تصدیق ہو جاتی ہے۔ان تمام روایات کے مطابق مسلمان امام مہدیؒ کی زیر قیادت بہت سی اہم فتوحات حاصل کر لیں گے۔ان لڑائیوں میں شامل مشرق کی بڑی قوتیں زیر ہو جائیں گی لیکن آخری فیصلہ کن معرکہ دجال کے خلاف ہوگا، اس میں نصرت کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری ہوگی۔''

یہ بڑی عجیب بات بتائی گئی ہے کہ حضرت امام مہدیؒ کا ساتھ دینے کے لئے جو بہادر اور جان نثار فوج آگے آئے گی اس کا تعلق خراسان سے ہوگا اور وہ سیاہ پگڑیاں پہنتے ہوں گے۔افغانستان میں جو منظر نمودار ہو رہا ہے اس کے خدوخال حتمی طور پر اس بات کا پتہ دیتے ہیں کہ اس خطے میں بسنے والوں کی جنگی تربیت کا آغاز ہو گیا ہے۔امریکہ وغیرہ اپنے خیال کے مطابق اقتصادی محاصرے کے ذریعے افغانوں کا ناطقہ بند کر رہے ہیں اور ساتھ ہی ان پر جنگ مسلط کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔لیکن دوسرے رخ سے دیکھا جائے تو یہ کسی ایسی فوج کی تیاری کا قدرتی اہتمام نظر آتا ہے جو اپنے مد مقابل کی نسبت بہت زیادہ جفاکش، آسائشوں سے بالکل بے نیاز اور پے در پے جنگوں کے تجربے سے مالا مال ہو کر اور بے شمار شہادتوں کے تمغے سینے پر سجا کر دنیا کی مضبوط ترین فوج کی تربیت کا سارا اہتمام قدرت خود امریکہ کے ذریعے کرا رہی ہے۔تربیت کا پہلا مرحلہ امریکہ نے حلیف بن کر مکمل کر لیا اور دوسرا سخت تر مرحلہ دشمن بن کر مکمل کرانے پر تلا ہوا ہے زہے نصیب!

حضرت عیسیٰ کی واپسی :

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں قرآن و حدیث دونوں کی واضح شہادتیں ہیں کہ اللہ نے انہیں آسمان پر اٹھا لیا۔حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھانے کا حکم دیا تو آپ اپنے بارہ ساتھیوں کے پاس جو اس وقت گھر میں موجود تھے (بغرض رخصت) تشریف لائے۔ایک چشمہ سے جو گھر کے اندر سے بہتا تھا، آپ نے غسل فرمایا ہوا تھا اور آپ کے بالوں سی پانی کی قطرے ٹپک رہے تھے۔(سنن نسائی) پھر آئندہ کی خبر ہے کہ لوگ فجر کی نماز کے لئے صفیں درست کر رہے ہوں گے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے درمیان تشریف لائیں گے۔اس وقت ان کے بالوں سے پانی کی قطرے ٹپک رہے ہوں گے۔وہ نماز آپ مسلمانوں کے امام کے پیچھے ادا فرمائیں گے۔آپ واپسی کے بعد جو کارنامے سرانجام دیں گے۔ان میں یہ ہیں کہ صلیب توڑ دیں گے۔خنزیر کا خاتمہ کر دیں گے۔جزیہ ساقط فرما دیں گے کہ اسلامی سلطنت میں کوئی غیر مسلم موجود نہ ہوگا۔عیسائی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زیر قیادت اسلامی شریعت پر عمل پیرا ہوں گے۔آپ کا عظیم ترین کارنامہ دجال کا قتل ہوگا جس نے یہودیوں کی فوج کے ہمراہ پوری دنیا میں شدید فساد برپا کر رکھا ہوگا۔

دجال کی آمد :

دجال اسلامی دنیا سے مشرق کی جانب واقع کسی علاقے سے آئے گا۔(ہندوستان اسلامی بلاک کے مشرق میں ہے) وہ پہلے نبوت اور بعد میں خدائی کا دعویٰ کرے گا۔اس کے پاس بے پناہ طاقت اور قوت موجود ہوگی۔خوراک کے بڑے ذخائر، بارش برسانے اور نہ برسانے پر کنٹرول، اندھوں کو بینا کرنے، بیماروں کو تندرست بنانے اور مردوں کو زندہ کرنے کی صلاحیت موجود ہوگی۔حضرت عیسیٰ علیاہ السلام کے معجزات سے ملتے جلتے کام کرے گا۔اسے مسیح دجال (جھوٹا مسیح) اسی لئے کہا جاتا ہے

دجال اسلامی دنیا سے مشرق کی جانب واقع کسی علاقے سے آ ئے گا۔ (ہندوستان اسلامی بلاک کے مشرق میں ہے) وہ پہلے نبوت اور بعد میں خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ اس کے پاس بے پناہ طاقت اور قوت موجود ہوگی۔ خوراک کے بڑے ذخائر، بارش برسانے اور نہ برسانے پر کنٹرول، اندھوں کو بینا کرنے، بیماروں کو تندرست بنانے اور مردوں کو زندہ کرنے کی صلاحیت موجود ہوگی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات سے ملتے جلتے کام کرے گا۔ اسے مسیح دجال (جھوٹا مسیح) اسی لئے کہا جاتا ہے اس کی سواری کا گدھا ایسا ہوگا کہ اس کے دونوں کانوں کے درمیان چالیس ہاتھ کا فاصلہ ہوگا۔ (ہوائی جہاز کے دونوں پر لمبے کانوں سے مشابہ ہیں، ان کے درمیان باڈی چالیس ہاتھ چوڑی ہوگی۔ یہ دیو قامت جہاز کا نقشہ ہے) اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان (ک ف ر) لکھا ہوگا جس کی پہچان ان پڑھ مسلمانوں کو بھی ہوجائے گی۔ اسرائیل نے اپنے بنائے ہوئے ایک طیارے کا نام ''کے ایف آر'' رکھا ہوا ہے۔

اس کے پرفریب شعبدے دیکھ کر سب سے پہلے عورتیں، پھر خوراک کے شیدا مسلمان مرد اس کے جال میں گرفتار ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اُمت کا بڑا حصہ اس کے جھوٹے دین میں داخل ہوجائے گا۔ جو لوگ اسے خدا مان لیں گے ان کو دنیا میں بہت نعمتیں ملیں گی۔ یہ ایسا زبردست فتنہ ہوگا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ہر نماز کے بعد مسیح دجال کے فتنے سے بچنے کی دعا کی تلقین فرمائی ہے۔

آپ ﷺ نے بار بار اس کی پہچان فرمائی اور کہا کہ مسلمان اس کو پہچاننے میں غلطی نہ کریں۔ آپ نے بتایا کہ اس کا رنگ گندمی، بال گھنگھریالے ہوں گے، بائیں آنکھ سے اسے کچھ نظر نہیں آئے گا۔ دائیں آنکھ پر موٹی پھلی کے دانے سے ملتی ہوئی چیز ہوگی۔ (آج کل کی سائنسی فلموں میں گھومتے ہوئے ایسے چھوٹے آلات دکھائے جاتے ہیں جن کے ذریعے چاروں طرف کی نگرانی کی جاسکتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ مسلمان جان لیں گے کہ ان کا رب کا نا نہیں ہوسکتا جبکہ دجال کانا ہوگا۔ وہ دنیا میں ہر جگہ جاسکے گا لیکن مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہوسکے گا۔ مدینے سے باہر اس کے سامنے ایک نیک آدمی نکل کر آئے گا اور اسے چیلنج کرے گا دجال اسے چیر کر دو حصوں میں بانٹ دے گا۔ پھر دوبارہ زندہ کر دے گا اور پوچھے گا کہ اب تو میری خدائی کے قائل ہوگئے ہو۔ وہ کہے گا تیری یہ نشانی مجھے پہلے سے معلوم ہے اب تو تیرے دجال ہونے کا زیادہ پختہ یقین ہوگیا ہے۔ دجال اسے دوبارہ قتل کرنے کی کوشش کرے گا لیکن ناکام ہوجائے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دجال کے مکر اور فتنے سے بچنے کے لئے مسلمانوں کے پاس یہ طریقہ ہوگا کہ وہ اس کا سامنا ہونے پر سورہ کہف کی ابتدائی آیات کی تلاوت کریں گے اور اس کے فتنے اور دھوکے سے محفوظ رہیں گے۔ اسے کوئی انسان قتل نہیں کرسکے گا۔ سوائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے۔ وہ اسے ''لُد'' کے دروازے پر قتل کریں گے۔ وہ ان کے سامنے بے بس ہوگا اور اس طرح پگھلنے لگے گا جیسے پانی میں نمک پگھلتا ہے۔

دجال اور یہود کی قتل گاہ

مخبر صادق ﷺ نے دجال کے مقتل کا نام تک بتادیا ہے اور عجیب بات ہے کہ Lydda تل ابیب کے مضافات میں اس مقام کا نام ہے جہاں اسرائیل کا سب سے بڑا ہوائی مستقر ہے اور اس کی فضائیہ کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ یہ بھی عجیب بات ہے کہ مستقبل کی جنگوں کے بارے میں صاف نظر آتا ہے کہ فیصلہ کن حیثیت فضائی قوت کو حاصل ہوگی۔ آپ ﷺ نے یہ بھی واضح فرمادیا کہ دجال کے ساتھ یہودیوں کی بہت بڑی فوج ہوگی۔ تو رات میں واضح طور پر مسیح علیہ السلام کی آمد کا تذکرہ ہے۔

یہودیوں نے اصل مسیح (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو ماننے سے انکار کردیا ہے لیکن اپنے مطلوبہ مسیح کے شدت سے منتظر ہیں۔ ظاہر ہے وہ جھوٹا مسیح ہوگا جسکے فریب میں مبتلا ہونے کے لئے یہود بری طرح آمادہ اور منتظر ہیں۔ یہ بات بھی عبرت انگیز ہے کہ رسول ﷺ کے فرمان کے مطابق دجال کے قتل کے بعد مسلمان اس کا ساتھ دینے والے یہودیوں کو قتل کریں گے۔ چٹانیں، پتھر، حتیٰ کہ درخت چھپے ہوئے یہودیوں کی طرف مسلمانوں کی رہنمائی کریں گے۔ سوائے ''غرقد'' کے درخت کے وہ یہودیوں کو چھپائے گا کیونکہ وہ یہودیوں کا درخت ہے۔

یہودیوں کا خوف

یہودی اس پیشن گوئی کی سچائی سے اس قدر خوفزدہ ہیں کہ پورے اسرائیل میں اسی درخت کی شجرکاری کرتے ہیں۔ قرآن مجید نے یہ بات تفصیل سے واضح کردی ہے کہ یہودی ایک بار پھر بیت المقدس پر قبضہ کریں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں پوری دنیا سے لپیٹ کر اسی جگہ اکٹھا کردیگا۔ تاکہ یہاں ان کا قلع قمع کردیا جائے۔ آج کی یہودی سلطنت خودسر توڑ کوشش کرکے پوری دنیا کے یہودیوں کو اپنی اس حتمی قتل گاہ میں اکٹھا کرنی پر لگی ہوئی ہے۔ دجال اور یہود کا قتل برائی پر حق کی حتمی فتح ہوگی۔ اس کے بعد مسلمانوں کے پاس نعمتوں کی فراوانی ہوگی۔ حضرت عیسیٰؑ اپنی دوبارہ تشریف آوری کے بعد مزید چالیس برس زندگی گزار کر رحلت فرمائیں گے۔ پھر قیامت کی آمد کی تیاری ہوگی۔ ایک لطیف ہوا چلے گی جو تمام مسلمانوں کی دنیوی زندگی کا خاتمہ کردیگی اور محض اشرار اور نافرمان باقی رہ جائیں گے۔ اس پر قیامت قائم ہوگی۔ نظام کائنات دگرگوں ہوجائیگا۔ سورج لمبے وقفے کے لئے غائب رہے گا۔ پھر مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہوگا اور اپنے مدار پر اندھا سفر طے کرکے پھر سے مغرب میں غروب ہوگا اور اس کی ایک سو بیس برس بعد حضرت اسرافیل صور پھونک کر ہر ذی حیات کو موت کی وادی میں دھکیل دیں گے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے گا تو سب انسانوں کو دوبارہ زندگی لوٹا دیگا اور حشر ہوگا۔ انسان نے فضا اور پھر خلاء کی پہنائیوں میں جاکر جو علم حاصل کیا ہے۔ اس نے نظام کائنات کے دگرگوں ہونے کے بارے میں گواہی عطا کردی ہے۔

عالمی بادشاہت کے قیام کی

خوفناک یہودی منصوبہ

دعوت اسلام تحقیقاتی سیل کے چونکا دینے والے انکشافات

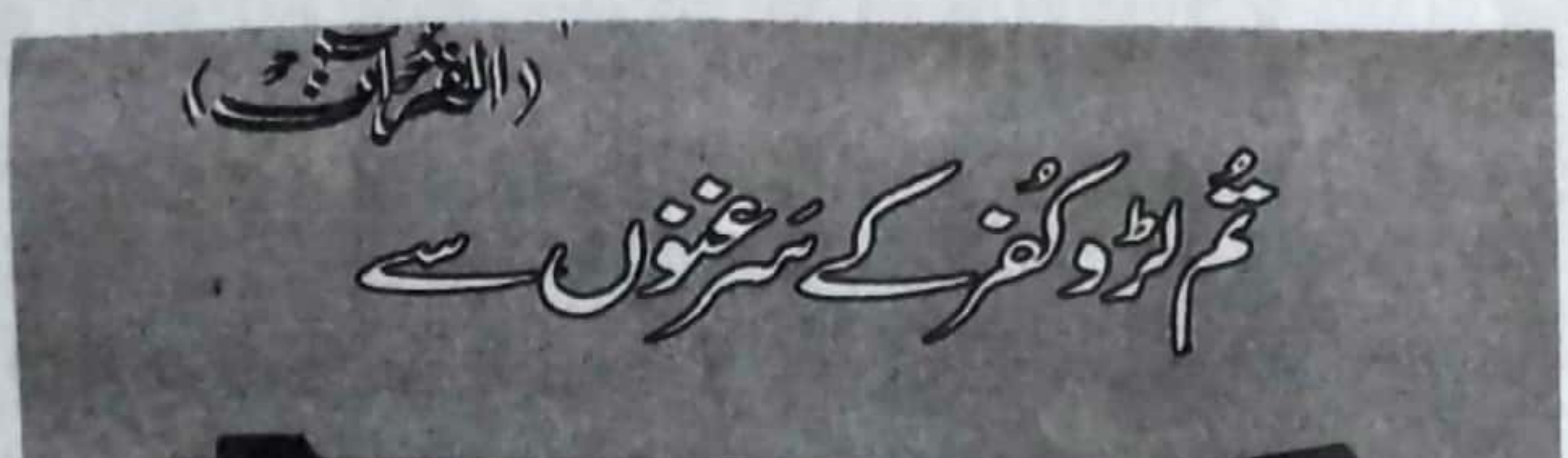
اسرائیل کے پہلے وزیر اعظم ڈیوڈ بن گورین (Ben Gurion) نے اس حقیقت کا اعتراف 1967ء کی عرب اسرائیل جنگ کے فوراً بعد کیا۔انہوں نے پیرس (فرانس) کی سار بون یونیورسٹی میں ممتاز یہودیوں کے ایک اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے کہا:

''بین الاقوامی صیہونی تحریک کو کسی طرح بھی پاکستان کے بارے میں غلط فہمی کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ پاکستان درحقیقت ہمارا اصلی اور حقیقی آئیڈیالوجیکل (نظریاتی) جواب ہے۔ پاکستان کا ذہنی وفکری سرمایہ اور جنگی وعسکری قوت وکیفیت آگے چل کر کسی بھی وقت ہمارے لئے باعث مصیبت بن سکتی ہے۔ ہمیں اچھی طرح سوچ لینا چاہئے۔ بھارت سے دوستی ہمارے لئے نہ صرف ضروری ہے بلکہ مفید بھی ہے۔ ہمیں اس تاریخی عناد سے لازماً فائدہ اٹھانا چاہئے جو ہندو پاکستان اور اس میں رہنے والے مسلمانوں کے خلاف رکھتا ہے۔ یہ تاریخی دشمنی ہمارے لئے زبردست سرمایہ ہے۔ لیکن ہماری حکمت عملی (Strategy) ایسی ہونی چاہیے کہ ہم بین الاقوامی دائروں کے ذریعہ ہی بھارت کے ساتھ اپنا رابطہ و ضبط رکھیں۔'' (یروشلم پوسٹ 9 اگست 1967ء)

یہی بات ایک دوسرے پیرائے میں امریکی کونسل فار انٹرنیشنل ریلیشنز کے زیر اہتمام چھپنے والی ایک کتاب ''مشرق وسطی: سیاست اور عسکری وسعت'' Middle East: Politics and Molitary Dimensions) میں کہی گئی ہے۔ جس میں اس نظریئے کا پاکستان کی مسلح افواج اور سول ایڈمنسٹریشن کے کردار کے حوالہ سے ذکر کیا گیا ہے:

''پاکستان کی مسلح افواج، نظریہ پاکستان، اس کے اتحاد وسلامتی اور استحکام کی ضامن بنی ہوئی ہیں جبکہ ملک کی سول ایڈمنسٹریشن بالکل مغرب زدہ ہے اور نظریہ پاکستان پر یقین نہیں رکھتی۔''

اسی کتاب کا مصنف عالمی شہرت یافتہ یہودی، پروفیسر جی پروئینز ہے جس نے بڑی کاوش سے واقعات اور مستند حوالوں کو یکجا کیا تاکہ یہودیوں کی بین الاقوامی تحریک کے کارکن (International Zionists) ٹھیک ٹھیک نشانے لگاسکیں۔



نظریہ پاکستان چونکہ سیاسی واقتصادی زندگی اور بین الاقوامی تعلقات کو اسلام کی بنیاد پر تعمیر کرتا ہے اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو وحدت کے دھاگے میں پروتا اور ان کی داخلی وخارجی پالیسیوں کو اس کے مطابق تعمیر کرتا ہے اس لیے یہ

اسرائیل کے لئے باعث رنج و غم بنا ہوا ہے۔

اسرائیل کو اس سی ایک اور قسم کی تکلیف بھی پہنچ رہی ہے جو یہ ہے کہ یہودیوں کی ذہنوں میں عالمگیریت کا ایک نقشہ ہے جس کا وہ صدیوں سے خواب دیکھتے چلے آرہے ہیں۔ "ان کی مذہبی پیشنگوئیوں کے مطابق "یہوا" (خدا) کے وعدے کا زمانہ قریب آرہا ہے جس میں دیگر تمام مذاہب ختم ہوجائیں گے اور صرف ایک دین باقی رہ جائے گا سب کو اسی میں مدغم ہوجانا پڑے گا۔ ہر یہودی ایسی بادشاہت کا نقشہ اور امنگیں لئے اپنی زندگی گزر رہا ہے۔ چنانچہ وہ خود کو ذہنی طور پر پاکستان کے ساتھ متصادم سمجھتے ہیں۔

اٹھارہویں صدی میں منظر عام پر آنے والی صیہونی دستاویزات "پروٹوکولز" میں اس بادشاہت کا ذکر واضح طور موجود ہے اور مذہبی جذبے سے "یہواہ" کی عالمی بادشاہت قائم ہونے سے پہلے اس کی زمین ہموار کرنا چاہتے ہیں۔ پروٹوکول نمبر 6 میں اس کا ذکر یوں کیا گیا ہے۔

"ہمیں ہر ممکن طریقے سے اپنی سپر گورنمنٹ کی اہمیت کو واضح کرنا ہوگا تا کہ ہمارے دائرہ اطاعت میں آنے والی تو میں ہمیں از خود اپنا محافظ اور محسن سمجھ سکیں۔"

ایک سوچنے والا ذہن یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اقوام متحدہ جو دوسری جنگ عظیم کے بعد قائم ہوئی تھی، کہیں یہودی ذہن ہی کی پیداوار تو نہیں؟ اگر ایسا نہیں ہے تو یہ ہمیشہ یودہی کو کیں فائدہ پہنچاتی رہی ہے؟ امریکی ویٹو ہمیشہ انہی کے حق میں کیوں استعمال ہوا؟ فلسطین میں نہتے عربوں پر یہود کے مظالم کیوں بند نہیں ہوسکے؟ ہیومن رائٹس کمیشن کو انسانی حقوق کی خلاف ورزی مسلم ممالک ہی میں کیوں نظر آتی ہے؟ تعلیمی، سائنسی اور ثقافتی تنظیم یونیسکو (Unesco) بین الاقوامی لیبر تنظیم (ILO)، بین الاقوامی ادارہ صحت (WHO) اور جنیوا اسائیڈ کنونشن وغیرہ میں یہود کے مفادات ہی کو کیوں پیش نظر رکھا جاتا رہا ہے؟ کیا پروٹوکول نمبر 6 ایسی سپر گورنمنٹ کے قیام کی "نوید" دیتا رہا ہے؟ اور جب مجوزہ عالمی حکومت قائم ہوگی تو کیا اقوام متحدہ کے انہی اداروں میں معمولی رد و بدل کرکے عالمی فتح (World conquest through world government) کا پرچم لہرا دیا جائے گا۔ ان پروٹوکول کا مطالعہ یہود کے ماضی اور حال کے منصوبوں کا آئینہ دار ہے اور مستقبل کے حالات کو بھی سمجھنے میں مدد دیتا رہے گا۔ یہ کتاب دراصل پروٹوکولز کو نئی روشنی میں دیکھنے میں بڑی مدد دے گی۔ بقول شاعر مشرق:

ملے گا منزل مقصود کا اسی کو سراغ
اندھیری شب میں ہے چیتے کی آنکھ جس کا چراغ

یہاں سب سے زیادہ قابل ذکر "فری میسنز" (Free Masons) ہیں۔ اس تنظیم کو دیگر مذاہب سے نمٹنے کے لئے ایک لائحہ عمل دیا گیا۔ جو یہ تھا:

1- لوگوں کو مذہب سے بیگانہ اور بدظن کیا جائے، مقامی مذاہب کا تنقیدی مطالعہ کر کے ان میں سے منفی نقاط یوں ترتیب دیئے جائیں کہ انہیں پھیلا کر انتشار کی صورت

ایک سوچنے والا ذہن یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اقوام متحدہ جو دوسری جنگ عظیم کے بعد قائم ہوئی تھی، کہیں یہودی ذہن ہی کی پیداوار تو نہیں؟ اگر ایسا نہیں ہے تو یہ ہمیشہ یودہی کو کیں فائدہ پہنچاتی رہی ہے؟ امریکی ویٹو ہمیشہ انہی کے حق میں کیوں استعمال ہوا؟ فلسطین میں نہتے عربوں پر یہود کے مظالم کیوں بند نہیں ہوسکے؟ ہیومن رائٹس کمیشن کو انسانی حقوق کی خلاف ورزی مسلم ممالک ہی میں کیوں نظر آتی ہے؟

پیدا کی جاسکے۔ عوام کے ذہنوں پر مذہب کی ایسی بھیانک تصویر بٹھائی جائے کہ وہ اگر مذہب دشمن نہ بن سکیں تو کم از کم لبرل اور سیکولر ضرور بن جائیں۔

2- مختلف مذاہب کی مقتدر اور معتبر شخصیات کو آپس میں لڑایا جائے۔ مذہبی کتابوں کے اوراق پھاڑ کر راتوں کو عام جگہوں پر یوں پھیلا دیا جائے کہ یہ مخالف فرقے یا مذہب کی کارستانی دکھائی دے۔

3- جن مذاہب یا فرقوں کے درمیان پہلے سے چپقلش چلی آرہی ہو اس کو تیز تر کردیا جائے، ممکن ہو تو نمایاں اور معتبر افراد کو ایسے طور پر قتل کردیا جائے کہ مخالف فریق اس ذمہ داری سے نہ بچ سکے۔

اس تنظیم کی شاخیں دنیا کے تقریباً ہر ملک کے اہم شہروں میں قائم کی گئیں۔

مقامی آبادی کے ممتاز لوگوں کو اس کی رکنیت کے دائرے میں لانے کے لئے تدابیر اختیار کی جائیں۔ متعدد مسلم ممالک میں فری میسنز کی قابل اعتراض سرگرمیاں حکام کے نوٹس میں آئیں تو انہوں نے ان کو خلاف قانون قرار دے دیا۔ پاکستان میں 1960ء کے عشرے میں فری میسنز کو ممنوع قرار دے کر اس کی عمارتوں پر بحق سرکار قبضہ کر لیا گیا تھا۔

خفیہ دستاویزات

1918ء میں یہود کی ایک عظیم سازش پکڑی گئی جس کے انکشاف پر پورے یورپ میں ایک تہلکہ سا مچ گیا۔ یہ خفیہ دستاویزات "Protocols of the Elders of Zions" کے نام سے جانی جاتی ہیں۔ ان میں یہود کے وہ منصوبے درج ہیں جو انہوں نے دنیا کو اپنا غلام بنانے کے سلسلے میں تیار کئے تھے اور زار روس...... الیگزنڈر دوم کو اسی منصوبے کے تحت قتل کیا گیا تھا۔

سازش لشت از بام ہو جائے یا ناکام ہو جائے اس سے جان چھڑانے اور اس کے وجود سے انکار کئے بغیر کوئی راستہ نہیں ہوتا۔ چنانچہ یہود نے ان سے مسلسل اظہار لاتعلقی کیا۔ "عالمی انصاف" کو پکار پکار کر اپنی بے گناہی کا یقین دلایا لیکن شواہد کی جو کڑیاں یکے بعد دیگرے آپس میں ملتی رہیں، ممتاز شخصیات کے پراسرار قتل و اغواء کے جو واقعات منظر عام پر آتے رہے وہ "پروٹوکولز" کے مقاصد کے ساتھ اتنی گہری مناسبت رکھتے تھے کہ یہودیوں کی کذب بیانی کا پردہ مسلسل چاک ہوتا رہا۔

زار الیگزنڈر دوم کا پراسرار قتل روسی تاریخ کا نہایت اہم موڑ تھا، تمام قرائن اس میں یہود کے ملوث ہونے کی طرف اشارہ کر رہے تھے اور پروٹوکولز کا ذکر بھی آرہا تھا جبکہ یہود اس سے اپنی لاتعلقی ثابت کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ 1894ء میں زار کے جانشین نکولس دوم نے تخت سنبھالا تو اس کے سامنے بھی یہود نے بے گناہی کے ثبوت پیش کرنا شروع کردیئے، استغاثہ نے بھی زار کو اپنے موقف سے باخبر کردیا۔ یہود کو جب پتہ چلا کہ نکولس نے اپنی تسلی کے لئے پروٹوکولز کی نقول منگوائی ہیں تو نادیدہ ہاتھوں نے اچانک حملہ کر کے نکولس کو اس کے پورے خاندان سمیت ہلاک کر دیا۔

پروٹوکولز کے سلسلہ میں جو شواہد مل رہے تھے، ان میں ایک یہ بھی تھا کہ یہودیت سے تائب ہونے والا ایک شخص جیکب بریف 1858ء میں جب آرتھوڈاکس سیمیناری میں عبرانی زبان کا استاد مقرر ہوا تو ثابت کیا کہ روس کے یہود، سرکاری احکامات کی خلاف ورزی کو اپنا تقاضہ ایمان سمجھتے ہیں اب بھی اپنی ''قومی عدالت'' چلا رہے ہیں اور خفیہ جماعت ''کہل'' حسب دستور اپنا کام کر رہی ہے جس کا مقصد عیسائیت کو بدنام کر کے لوگوں کو اس سے نفرت دلانا ہے۔ اس طرح یکے بعد دیگرے ملنے والے شواہد نے، یہود کی زبان صفائی گنگ کردی لیکن منصوبے پر عمل درآمد کی رفتار تیز تر ہوگئی۔

سازش کا انکشاف

یورپ کے مختلف مراکز میں پیش آنے والے واقعات کے بعد روسی ماہرین اور مفکرین نے متعدد مقامات پر اجلاس کئے اور ان میں مستقبل کے منصوبے بنائے لیکن ان میں سے ایک اجلاس بڑی اہمیت رکھتا تھا کیونکہ اس میں ان کے وہ رہنما شریک ہوئے جنہیں ان کی اصطلاح میں 33 ویں درجہ کے نمائندے کہا جاتا ہے۔ اس سے قبل ذیلی کمیٹیوں کی کئی نشستیں ہوئیں، جن میں پچھلی کارگزاریوں کی روشنی میں نئی تجاویز مرتب کی گئیں اور حتمی منظوری کے لیے اس اجلاس میں پیش ہوئیں۔ ان نمائندوں نے بڑے غور و خوض کے بعد ان پر اپنے تائیدی و تصویبی دستخط کیے مختلف نوعیت کے مسائل اور ان کے حل کو ''پروٹوکولز'' کا نام دیا گیا۔

چند سال بعد ان پروٹوکولز کی ایک کاپی یہود کی خفیہ تنظیم فری میسن کی ایک اعلیٰ عہدیدار خاتون کے گھر سے چوری ہو گئی۔ جو کسی طرح 1902ء میں دو روسی اخباروں نے شائع کر دی۔ روسی پادری پروفیسر رسرجائی، اے، نائلس (Sergyei A. Nilus) نے اس کے اندر دنیائے عیسائیت کے کلاف ایک عظیم سازش کو محسوس کیا اور اسے جذبہ خدمت، مذہب و انسانیت کے تحت 1905ء میں کتابی صورت میں شائع کر دیا۔ یہ کتاب بے حد مقبول ہوئی۔ 1917ء تک اس کے چار ایڈیشن شائع ہوئے۔ اس کی مقبولیت کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ سالہا سال سے یورپ بھر میں رونما ہونے والے واقعات و ''حادثات'' کا کسی نہ کسی طریقے سے یہودیوں کے ساتھ رشتہ جڑ رہا تھا اور انہی کے مفادات کو تقویت مل رہی تھی۔

اس کتاب کے دوسرے ایڈیشن کی ایک کاپی روسی سنسر سے پاس ہو کر برٹش میوزیم لائبریری میں پہنچ گئی۔ پروٹوکولز کو روس میں رائس پیپر پر بھی ٹائپ کیا گیا اور انہیں وسیع پیمانے پر سائبیریا میں مفت تقسیم کیا گیا۔ وہیں ایک نسخہ 1919ء کے اواخر میں امریکہ پہنچ گیا۔ جہاں اس کا بڑے اہتمام کے ساتھ انگریزی ترجمہ شائع ہوا۔ دریں اثناء روس میں مارننگ پوسٹ کا نمائندہ خصوصی وکٹر ای مارسیدن (Victor E. Marsden) ماسکو میں اپنی دو سالہ سزائے قید بھگتنے کے بعد انگلستان پہنچا تو اس نے پہلی فرصت میں برٹش میوزیم لائبریری میں بیٹھ کر اس کا انگریزی ترجمہ کیا جو پہلے شائع ہونے والے امریکی ترجمے سے بہتر ثابت ہوا اور زیادہ آسانی سے سمجھ میں آ رہا تھا۔ انگلستان میں یہ ترجمہ 1920ء میں شائع ہوا۔

جرمنی میں فیوہرر ہٹلر نے بھی جو پہلے سے یہود گزیدہ تھا اس کی کئی زبانوں میں ترجمے کرائے مگر اس میں حیرت کی بات یہ تھی کہ جتنے پیمانے پر جرمنی میں یہ شائع ہوتے اتنی ہی تیزی سے نایاب ہو جاتے۔ کیونکہ جہاں تک کتاب چھپتی یہودی یا ان کے ایجنٹ اس کے سارے نسخے خرید کر تلف کر دیتے تاکہ دنیا ان کے عزائم سے ناواقف رہے۔

فری میسن تحریک آج کل بھی دنیا بھر میں کام کر رہی ہے مگر جن ممالک میں اسے غیر قانونی قرار دے دیا گیا وہاں اس نام بدل دیا گیا ہے۔ مگر ہر جگہ اس میں عورتوں کے لیے دروازے بند ہیں کیونکہ ابتدائی راز ایک عورت ہی نے منکشف کیا تھا، غیر سرکاری تنظیموں (N.G.O`s) میں سے بیشتر ''نی مشنیری'' کے مقاصد کی تکمیل کر رہی ہے۔ بظاہر یہ مخیرانہ (Philanthropist) سرگرمیوں میں مصروف ہیں لیکن اصل مقاصد دوسرے ہیں۔

اب آیئے ان پروٹوکولز کے بارے میں دنیا کی ممتاز شخصیات اداروں اور تنظیموں کی آراء اور تبصروں پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

پراسرار پیشنگوئی

''جب سے یہود کی عالمی تسخیر کی پشنگوئی سامنے آئی ہے، اس سے پہلے یہ جزوی طور پر عملی جامہ پہن چکی تھی بلکہ اس میں کافی پیش رفت ہو چکی ہے۔ کیا ہم جرمنوں کے عالمی تسلط کے لیے قائم شدہ خفیہ تنظیم کو تباہ کرنے میں سالہا سال تک مصائب اس لئے برداشت کرتے رہے کہ اس کے پنجے سے بھی زیادہ خطرناک اور زیادہ پراسرار منصوبے سے دوچار ہو جائیں؟ کیا ہم شکنجہ جرمن میں پھنسنے سے اس لیے بچ گئے تھے کہ ہم پنجہ یہود میں آ جائیں۔'' (دی ٹائمز۔ لندن۔ 8 مئی 1920ء)

''اس خوفناک فرقے نے اپنے تسلط کے لیے جو منصوبہ بنا رکھا ہے اس کے پہلے مراحل طے ہو چکے ہیں یعنی عام انقلاب برپا کرنے کے لیے کئی تختے الٹ دیئے جائیں گے۔ تمام مذاہب داخلی انتشار سے دوچار ہو جائیں گے۔ ملکیتیں مٹ جائیں گی، قانون شکنی عام ہو جائے گی اور معاشرہ تباہ و برباد ہو جائے گا۔'' (ایبے باروویل (1979) مضمون بعنوان ''مسیحیت دشمن منصوبہ'')

''جب تک باشوازم کو بیخ و بن سے اکھاڑ نہیں دیا جاتا یہ کسی نہ کسی شکل میں یورپ میں پھیلتا رہے گا اور بالآخر دنیا کے دیگر حصوں میں بھی جا پہنچے گا کیونکہ اس کے پیچھے یہودی ذہن کارفرما رہے ہیں اور وہی اس کے سلسلے کو آگے پھیلا رہے ہیں، اس فرقے کی کوئی قومیت نہیں، اس لیے دنیا کے نظم و ضبط کو تباہ کرنا ان کے مفاد میں ہے۔'' (برٹش گورنمنٹ وہائٹ پیپر۔ رشیا، نمبر 1 (1919)

''اب اس امر کا ٹھوس ثبوت مل چکا ہے کہ باشوازم ایک بین الاقوامی تحریک ہے، جس کا کنٹرول یہودیوں کے پاس ہے۔ امریکہ، فرانس، روس اور انگلستان میں موجود یہودیوں کے درمیان اس سلسلے میں روابط قائم ہیں اور اشاروں اور ہدایات کا سرگرمی سے تبادلہ ہو رہا ہے تاکہ وہ اپنے اقدامات میں ہم آہنگی پیدا کر سکیں۔'' (ڈائریکٹوریٹ آف انٹیلی جنس ہوم آفس۔ سکاٹ لینڈ یارڈ، لندن۔ غیر ملکی سفارت خانوں کو بھیجی گئی رپورٹ 16 جون 1919ء)

''یہودیوں کی یہ تحریک نئی نہیں ہے۔ سپارٹاکس ویشاپٹ (Spartacus Seishaupt) (جو 71ء ق۔م کی غلامیوں کی بغاوت کا لیڈر تھا) کے زمانہ سے لے کر کارل مارکس تک ...... اور ٹراٹسکی (روس) سے لے کر بیلا کون (ہنگری) تک روسہ لکمبرگ (جرمنی) سے لے کر ایما گولڈ مین (امریکہ) تک کئی عالمگیر سازشیں ظہور میں آتی رہی ہیں جن کا مقصد تہذیب کو تباہ کرنا اور معاشرے کو ایک مخصوص بنیاد پر دوبارہ منظم کرنا ہے جو ان کے خبث باطن اور کینہ پروری کے مقاصد کی تکمیل کر سکے گا اور ایک ناقابل عمل مساوات قائم کرے گا۔'' (ونسٹن چرچل: السٹریٹڈ سنڈے ہیرالڈ 8 فروری 1920ء)

''جو لوگ ''پروٹوکولز'' کی اشاعت کو محض الزام تراشی یا ہتک سمجھتے ہیں ان کے پاس اس کے ازالے کا ایک راستہ کھلا ہے۔ انہیں بس اتنا کرنا چاہیے کہ پروٹوکولز کی تصنیف سے انکار کی بجائے ان میں ظاہر ہونے والی پالیسی کی برملا مذمت کریں۔ لیکن جب آپ انہیں پڑھیں تو کوئی بھی معقول شخص ان سے ظاہر ہونے والے سچ کا انکار نہیں کر سکتا۔'' (نارمن جیکوئس، ممبر پارلیمنٹ کینیڈین ہاؤس آف کامنز۔ 9 جولائی 1943ء)

آپ کے مسائل اور ان کا حل

ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم

علامہ سید شاہ تراب الحق قادری (دارالعلوم امجدیہ کراچی)

سوال: جناب مولانا صاحب، ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ نے تمام دنیا کو مساوات کا پیغام دیا، اور سب کو اس پر عمل کرنے کی تلقین کی مگر ہماری کم فہم عقل میں یہ بات نہیں آئی کہ آپ نے اپنے لئے گیارہ ازواج مطہرات رکھیں اور عام مسلمانوں کو صرف چار کی اجازت ہے، کیا آپ کی مساوات کی تعلیم صرف آپ کی ذات تک تھی، کیا یہ زیادتی کے زمرے میں نہیں آتا، یہ اسلام کا ایک کمزور پہلو ہے جس پر آج تک کسی عالم نے لب کشائی نہیں کی، لہذا آپ سے گزارش ہے کہ کسی دن بھی قلم کو جنبش دیجئے، ورنہ ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ چار تک محدود رکھنا عالموں کا ڈھونگ ہے؟ (زیبی۔ سعود آباد، ملیر سٹی، کراچی)



روضہ رسول ﷺ کا باب جبریل سے داخل ہونے پر دکھائی دینے والا حصہ

جواب: واضح ہو کہ اللہ تبارک تعالیٰ کے انبیاء کرام اور ایک آدمی و امتی میں بے انتہا فرق ہوتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اور زمین پر اس کے نائب ہوتے ہیں، نبوت و رسالت کی بھاری ذمہ داری ان کے کاندھوں پر ہوتی ہے ان کی ذمہ داریاں ایک امتی کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہوتی ہیں اور ایک عام آدمی کی نسبت انہیں کئی اضافی کام کرنے پڑتے ہیں، مثال کے طور پر ہم پر پانچ نمازیں فرض ہیں جب کہ حضور ﷺ پر چھ نمازیں یعنی تہجد بھی آپ پر فرض تھی، ایک غریب و ضرورت مند شخص زکواۃ اور صدقہ لے سکتا ہے لیکن حضور ﷺ اور ان کی آل اولاد کے لئے صدقہ لینا جائز نہیں ہے۔

اس طرح ہمارے مرنے کے بعد ہماری میراث ہمارے ورثاء میں تقسیم ہوتی ہے، جب کہ نبی کریم ﷺ اور انبیاء کرام کی میراث تقسیم نہیں ہوتی، ہم میں سے کسی شخص کا انتقال ہو جائے تو اس کی بیوہ عدت گزارنے کے بعد دوسرا نکاح کر سکتی ہے، لیکن نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات چونکہ امہات المومنین ہیں اسلئے حضور ﷺ کے وصال کے بعد ان کا کسی اور سے نکاح حرام تھا۔

یہ وہ باتیں ہیں جو حضور کریم ﷺ اور انبیاء کرام کے ساتھ خاص تھیں، لہذا معلوم ہوا کہ اللہ کے ایک برگزیدہ نبی و رسول اور ایک بندے کے معاملات میں ہر جگہ برابری کا تصور درست نہیں۔

شیخ محقق شاہ عبدالحق دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے مدارج النبوت میں بعض اصحاب السیر کے حوالے سے نقل فرمایا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو تیس سے چالیس مردوں کے برابر قوت باہ ودیعت کیگئی تھی۔

حضور ﷺ سے نکاح کے متعلق ایک اجمالی جائزہ ہم پیش کرتے ہیں کہ:

حضور ﷺ نے پہلا نکاح ۲۵/ برس کی عمر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اس وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۴۰ سال تھی۔ ان کے انتقال

واضح ہو کہ اللہ تبارک تعالیٰ کے انبیاء کرام اور ایک آدمی و امتی میں بے انتہا فرق ہوتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اور زمین پر اس کے نائب ہوتے ہیں، نبوت و رسالت کی بھاری ذمہ داری ان کے کاندھوں پر ہوتی ہے ان کی ذمہ داریاں ایک امتی کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہوتی ہیں اور ایک عام آدمی کی نسبت انہیں کئی اضافی کام کرنے پڑتے ہیں، مثال کے طور پر ہم پر پانچ نمازیں فرض ہیں جب کہ حضور ﷺ پر چھ نمازیں یعنی تہجد بھی آپ پر فرض تھی، ایک غریب و ضرورت مند شخص زکواۃ اور صدقہ لے سکتا ہے لیکن حضور ﷺ اور ان کی آل اولاد کے لئے صدقہ لینا جائز نہیں ہے۔

کے بعد بچیوں کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہ تھا، تب نبی کریم ﷺ نے حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے واقعات کا اگر مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ سے نکاح یہ حضور کا نہیں بلکہ کار نبوت میں معاونت کے لئے یہ قدرت کا انتخاب تھا، چنانچہ بخاری شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ مجھے خواب میں تم دو دفعہ دکھائی گئیں اور کہا گیا کہ یہ آپ کی بیوی ہیں۔ واضح ہو کہ دین اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرنا بھی منشاء الٰہی تھی چنانچہ سورہ صف میں ارشاد ہوا ''وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے''

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے واقعات کا اگر مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ سے نکاح یہ حضور کا نہیں بلکہ کار نبوت میں معاونت کے لئے یہ قدرت کا انتخاب تھا، چنانچہ بخاری شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ مجھے خواب میں تم دو دفعہ دکھائی گئیں اور کہا گیا کہ یہ آپ کی بیوی ہیں۔

واضح ہو کہ دین اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرنا بھی منشاء الٰہی تھی چنانچہ سورہ صف میں ارشاد ہوا ''وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے'' (سورہ صف نمبر۹)

اس غلبہ کے حصول کیلئے حضور کو ان کفار مشرکین سے نبرد آزما ہونا تھا لیکن حضور ﷺ چونکہ ایک مصلح تھے اس لئے آپ نے عربوں کی معاشرت اور ان کی نفسیات کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کی اصلاح کی ہر ممکن کوشش کی اور جہاں ناگزیر تھا وہاں ان سے جنگ بھی کی جب کفار مشرکین سے باقاعدہ برسر پیکار ہوئے تو بہت سے مسلمان شہید ہوئے، بہت سی مسلمان خواتین بیوہ ہوئیں، اور خاصی تعداد میں بچے یتیم ہوئے، ان یتیم بچوں اور بیواؤں کو سہارا دینے کے لئے حضور ﷺ کے ارشاد پر ایثار وقربانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کئی صحابہ نے بیواؤں سے نکاح کئے اور ان کے بچوں کو اپنی کفالت میں لے لیا۔ انہی حالات میں حضور نبی کریم ﷺ نے بھی نکاح فرمائے اور کئی یتیم بچوں کو اپنے سایہ شفقت ورحمت میں لے لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت حفصہ سے نکاح فرمایا ان کے شوہر جنگ احد میں شہید ہوگئے تھے۔ اس کے بعد حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا جن کے شوہر حضرت عبیدہ بن حارث جنگ بدر میں اور دوسرے حضرت عبداللہ بن جحش جنگ احد میں شہید ہوئے۔

جنگ احد ہی کے شہداء میں حضرت ابوسلمہ بھی تھے جو زخمی ہونے کے بعد کچھ عرصہ کے بعد وصال فرماگئے، ان کے چار بچے تھے ان کی بیوہ حضرت ام سلمہ جو حضور ﷺ کی پھوپھی زاد تھیں اور جنہوں نے ہجرت کے دوران کافی تکلیفیں اٹھائیں ان سے نکاح فرمایا۔

جب کسی معاشرے میں غلط رسم ورواج جڑ پکڑ جائیں اور وہ ان کی معاشرتی اقدار کا حصہ بن جائیں تو ایسے معاشرے کی اصلاح صرف زبانی احکامات سے ممکن نہیں رہتی جب تک کہ کوئی بڑی شخصیت اس کے خلاف عملی اقدام نہ کرے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ان غلط رسم ورواج کی بیخ کنی کے لئے عملی اقدام کئے۔

عرب میں منہ بولے بیٹے کی بیوہ یا مطلقہ سے نکاح کرنا سخت برا سمجھا جاتا تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے اس غلط رسم کو عملاً توڑتے ہوئے اپنے منہ بولے بیٹے حضرت زید کی مطلقہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ اور قرآن نے بھی اس کو بیان فرمایا چنانچہ سورہ احزاب میں ہے:

پھر جب زید کی غرض اس سے نکل گئی تو ہم نے وہ تمہارے نکاح میں دے دی

کہ مسلمانوں پر کچھ حرج نہ رہے ان کے لئے پالکوں کی بیبیوں میں''

عرب کی مخصوص معاشرت میں ایک بات یہ تھی کہ وہ رشتوں کا بڑا احترام کرتے تھے۔ داماد کا رشتہ ان کے ہاں مختلف برادریوں اور قبائل کے مابین محبت کا ذریعہ اور مانع جنگ وجدل سمجھا جاتا تھا۔ ان حالات میں حضور ﷺ نے ان قبائل کو قریب لانے کے لئے مختلف قبائل میں نکاح فرمائے۔

۵ھ میں رسول اللہ ﷺ نے جنگ کے بعد گرفتار کی گئیں قبیلہ بنو مصطلق کے سردار کی بیٹی حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔

۶ھ میں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ، (جو اس وقت ایمان نہ لائے تھے اور مسلمانوں کے سخت مخالف تھے)، کی بیٹی حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔

۷ھ میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا جو ایک یہودی سردار کی بیٹی تھیں اور خیبر کے اسیران جنگ میں شامل تھیں۔

ساتویں ہجری میں ہی حضور کی چچی حضرت ام الفضل کی بہن حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی سفارش پر حضور ﷺ نے نکاح فرمایا۔

یہ وہ حالات تھے جن کی بناء پر حضور علیہ السلام نے متعدد نکاح فرمائے جن کی وجہ سے وہ دور رس نتائج بر آمد ہوئے جن سے کتب سیر وتاریخ بھری پڑی ہیں۔ اور جن کی وجہ سے اسلام پھلا پھولا اور وہ ثمرات مرتب ہوئے جو آج دنیا دیکھ رہی ہے اور جس کی وجہ سے پوری دنیا میں آج اسلام کا غلبہ ہے اور امریکہ جیسے ملک میں دوسرا بڑا مذہب اسلام ہے۔!

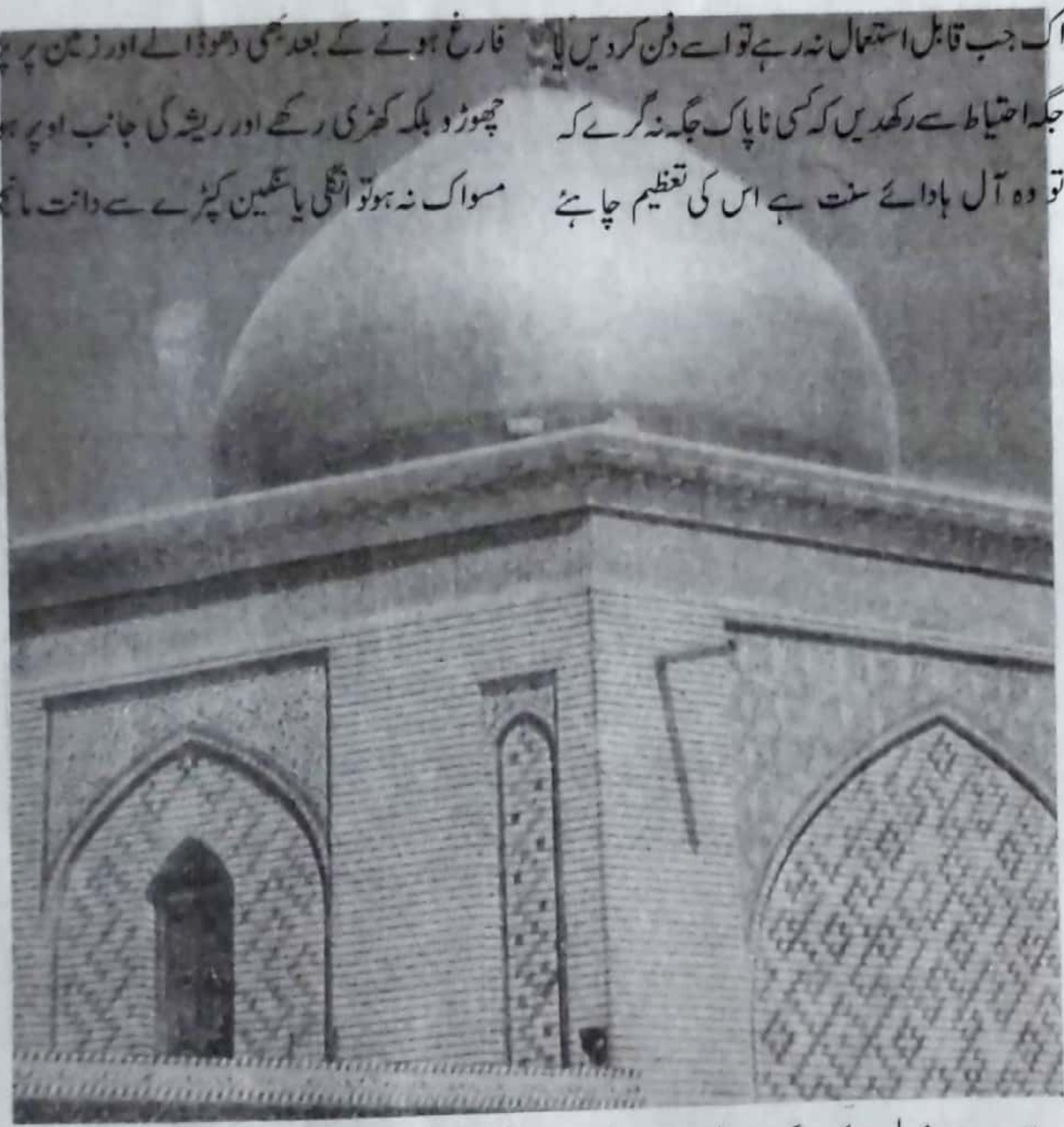
آئو دین سیکھیں

صدرالشریعہ علامہ امجد علی الاعظمی علیہ الرحمہ

اپنا وضو درست کیجئے

وضو کی سنتیں: وضو پر ثواب پالینے کے لئے حکم الٰہی بجالانے کی نیت سی وضو کرنا ضروری ہے ورنہ وضو ہوجائیگا ثواب نہ پائیگا۔

بسم اللہ سے شروع کرے اور اگر وضو سے پہلے استنجا کرے تو قبل استنجے کے بھی بسم اللہ کہے مگر پاخانہ میں جانے یا بدن کھولنے سے پہلے کہے کہ نجاست کی جگہ اور بعد ستر کھولنے کے زبان سے ذکر الٰہی منع ہے۔اور شروع یوں کرے کہ پہلے ہاتھوں کو گٹوں تک تین تین بار دھوئے۔کم سے کم تین تین مرتبہ داہنے بائیں اوپر نیچے کے دانتون میں مسواک کرے اور ہر مرتبہ مسواک کو دھولے اور مسواک نہ بہت نرم ہو نہ سخت اور پیلو یا زیتون یا نیم وغیرہ کڑوی لکڑی کی ہو میوے یا خوشبودار پھول کے درخت کی نہ ہو چھنگلیا کے برابر موٹی اور زیادہ سے زیادہ ایک بالشت لمبی اور اتنی چھوٹی بھی نہ ہو کہ مسواک کرنا دشوار ہو۔جو مسواک ایک بالشت سے زیادہ ہو اس پر شیطان بیٹھتا ہے۔مسواک جب قابل استعمال نہ رہے تو اسے دفن کردیں یا کسی جگہ احتیاط سے رکھدیں کہ کسی ناپاک جگہ نہ گرے کہ ایک تو وہ آلہ ادائے سنت ہے اس کی تعظیم چاہیے



دوسرے آب دہن مسلم ناپاک جگہ ڈالنے سے خود محفوظ رکھنا چاہیے اسی لئے پاخانے میں تھوکنے کو علماء نے نا مناسب لکھا ہے۔مسواک داہنے ہاتھ سی کرے اور اس طرح ہاتھ میں لے کہ چھنگلیا مسواک کے نیچے اور بیچ کی تین انگلیاں اوپر اور انگوٹھا سرے پر نیچے ہو اور مٹھی نہ باندھے۔دانتوں کی چوڑائی میں مسواک کرے لمبائی میں نہیں چت لیٹ کر مسواک نہ کرے۔پہلے داہنے جانب کے اوپر کے دانت مانجھے پھر بائیں جانب کے اوپر کے دانت پھر دائیں جانب کے نیچے کے پھر بائیں جانب کے نیچے کے جب مسواک کرنا ہو تو اسے دھولے یوں ہی فارغ ہونے کے بعد بھی دھو ڈالے اور زمین پر پڑی نہ چھوڑ دو بلکہ کھڑی رکھے اور ریشہ کی جانب اوپر ہو۔اگر مسواک نہ ہو تو انگلی یا سنگین کپڑے سے دانت مانجھ لے اگر دانت نہ ہوں تو انگلی یا کپڑا مسوڑوں پر پھیر لے۔مسواک نماز کے لئے سنت نہیں بلکہ وضو کے لئے تو جو ایک وضو سے چند نمازیں پڑھے اس سے ہر نماز کے لئے مسواک کا مطالبہ نہیں جب تک تغیر رائحہ نہ ہوگیا ہو ورنہ اس کے دفع کے لئے مستقل سنت ہے البتہ اگر وضو مین مسواک نہیں کی تھی تو اب نماز کے وقت کرلے۔

پھر تین چلو پانی سے تین کلیاں کرے کہ ہر بار منہ کے ہر پرزے پر پانی بہہ جائے اور روزہ دار نہ ہو تو غرغرہ کرے۔

پھر تین چلو سے تین بار ناک میں پانی چڑھائے کہ جہاں تک نرم گوشت ہوتا ہے ہر بار اس پر پانی بہہ جائے اور وزہ دار نہ ہو تو ناک کی جڑ تک پانی پہنچائے اور یہ

وضو سے پہلے استنجا کرے تو قبل استنجے کے بھی بسم اللہ کہے مگر پاخانہ میں جانے یا بدن کھولنے سے پہلے کہے کہ نجاست کی جگہ اور بعد ستر کھولنے کے زبان سے ذکر الٰہی منع ہے۔اور شروع یوں کرے کہ پہلے ہاتھوں کو گٹوں تک تین تین بار دھوئے۔کم سے کم تین تین مرتبہ داہنے بائیں اوپر نیچے کے دانتون میں مسواک کرے اور ہر مرتبہ مسواک کو دھولے اور مسواک نہ بہت نرم ہو نہ سخت اور پیلو یا زیتون یا نیم وغیرہ کڑوی لکڑی کی ہو میوے یا خوشبودار پھول کے درخت کی نہ ہو چھنگلیا کے برابر موٹی اور زیادہ سے زیادہ ایک بالشت لمبی اور اتنی چھوٹی بھی نہ ہو کہ مسواک کرنا دشوار ہو۔جو مسواک ایک بالشت سے زیادہ ہو اس پر شیطان بیٹھتا ہے۔مسواک جب قابل استعمال نہ رہے تو اسے دفن کردیں یا کسی جگہ احتیاط سے رکھدیں

دونوں کام داہنے ہاتھ سے کرے پھر بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے۔منہ دھوتے وقت داڑھی کا خلال کرے بشرطیکہ احرام نہ باندھے ہویوں کہ انگلیوں کو گردن کی طرف سے داخل کرے اور سامنے نکالے ۔ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرے۔پاؤں کی انگلیوں کا خلال بائیں ہاتھ کی چھنگلی سے کرے۔اسی طرح کہ داہنے پاؤں یں چھنگلی سے شروع کرے اور انگوٹھے پرختم کرے اور بائیں پاؤں میں انگوٹھے سے شروع کرکے چھنگلی پرختم کرے اور اگر بی خلال کئے پانی انگلیوں کے اندر سے نہ بہتا ہوتو خلال فرض ہے یعنی پانی پہنچانا اگرچہ بے خلال ہو مثلاً گھائیاں کھول کر اوپر سے پانی ڈال دیا یا پاؤں حوض میں ڈال دیا۔جو اعضاء دھونے کے ہیں ان کو تین تین بار دھوئے اور ہر مرتبہ اس طرح دھوئے کہ کوئی حصہ نہ رہ جائے ورنہ سنت ادانہ ہوگی۔

پورے سر کا ایک بار مسح کرنا اور کانوں کا مسح کرنا اور ترتیب کہ پہلے منہ پھر ہاتھ دھوئیں پھر سر کا مسح کریں پھر پاؤں دھوئے اگر خلاف ترتیب وضو کیا یا اور کوئی سنت چھوڑ گیا تو وضو ہوجائیگا مگر ایک آدھ دفع ایسا کرنا برا ہے اور ترک سنت موکدہ کی عادت ڈالی تو گنہگار ہے اور داڑھی کے جو بال منہ کے دائرے سے نیچے ہیں ان کا مسح سنت ہے اور دھونا مستحب ہے اور اعضاء کو اس طرح دھونا کہ پہلے والا عضو سوکھنے نہ پائے۔

داہنی جانب سے ابتداء کریں مگر دونوں رخسارے کہ ان دونوں کو ساتھ ہی ساتھ دھوئیں گے ایسے ہی دونوں کانوں کا مسح ساتھ ہی ساتھ ہوگا ہاں اگر کسی کی ایک ہی ہاتھ ہوتو منہ دھونے اور مسح کرنے میں بھی داہنے کو مقدم کرے۔انگلیوں کی پشت سے گردن کا مسح کرنا وضو کرتے وقت کعبہ رو اور اونچی جگہ بیٹھنا وضو کا پانی پاک جگہ گرانا اور پانی بہاتے وقت اعضاء پر ہاتھ پھیرنا خاص کر جاڑے میں پہلے تیل کی طرح پانی چپڑ لینا خصوصاً جاڑے میں ۔اطمینان سے وضو کرنا۔عوام میں جو مشہور ہے کہ وضو جو ان کا سا نماز بوڑھوں کی سی یعنی وضو جلدی کریں ایسی جلدی نہیں چاہئے جس سے کوئی سنت یا مستحب ترک ہو

مسح سر میں مستحب طریقہ یہ ہے کہ انگوٹھیا ور کلمے کی انگلی کے سوا ایک ہاتھ کی باقی تین انگلیوں کا سرا دوسرے ہاتھ کی تین انگلیون کے سرے سے ملائے اور پیشانی کے بال یا کھال پر رکھ کر گردن تک اس طرح لے جائے کہ ہتھیلیان سر سے جدا رہیں وہاں سے ہتھیلیوں سے مسح کرتا واپس لائے۔اور کلمہ کی انگلی کے پیٹ سے کان کے اندرونی حصہ کا مسح کرے اور انگوٹھے کے پیٹ سے کان کے بیرونی سطرح کا اور انگلیوں کی پشت سے گردن کا مسح ، ہر عضو دھو کر اس پر ہاتھ پھیر دینا چاہئے کہ بوندیں بدن یا کپڑی میں جانا ہو پر نہ ٹپکیں ،خصوصاً جب مسجد میں جانا ہو کہ قطروں کا مسجد میں ٹپکنا مکروہ تحریمی ہے ،زبان سے کہہ لینا کہ وضو کرتا ہوں ہر عضو کے دھوتے یا مسح کرتے وقت نیت وضو حاضر رہنا اور بسم اللہ کہنا اور درود ،کلمہ شہادت اور مختلف دعائیں یا سب جگہ درود شریف ہی پڑھے اور یہ ہی افضل ہے اور وضو سے فارغ ہوتے ہی یہ پڑھے۔اللھمہ اجعلنی

من التوابین واجعلنی من المتطھرین

۔کپڑوں کو ٹپکتے قطروں سے محفوظ رکھنا۔کانوں کا مسح کرتے وقت بھیگی چھنگلیاں کانوں کے سوراخ میں داخل کرنا جو وضو کامل طور پر کرتا ہو کہ کوئی جگہ باقی نہ رہجاتی ہو اسے کوؤں ، ٹخنوں ، ایڑیوں ، کونچوں ، گھائیوں کہنیوں کا بالتخصیص خیال رکھنا مستحب ہے اور بے خیالی کرنے والوں کو تو فرض ہے کہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ یہ مواضع خشک رہجاتے ہیں یہ نتیجہ ان کی بے خیالی کا ہے ایسی بے خیالی حرام ہے اور خیال رکھنا فرض۔

بہت سے لوگ یوں کرتے ہیں کہ ناک یا آنکھ یا بھوؤں پر چلو ڈال کر سارے منہ پر ہاتھ کو پھیر لیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ منہ دھل گیا حالانکہ پانی کا اوپر چڑھنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔اس طرح دھونے میں منہ نہیں دھلتا اور وضو نہیں ہوتا۔داہنے ہاتھ سے کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا، بائیں ہاتھ کی چھنگلی ناک میں ڈالنا، پاؤں کو بائیں ہاتھ سے دھونا، منہ دھونے میں ماتھے کے سرے پر ایسا پھیلا کر پانی ڈالنا کہ اوپر کا بھی کچھ حصہ دھل جائے ، دونوں ہاتھوں سے منہ دھونا، ہاتھ پاؤں دھونے میں انگلیوں سے شروع کرنا ، چہرے اور ہاتھ پاؤں کی روشنی وسیع کرنا یعنی جتنی جگہ پر پانی بہانا فرض ہے اس کے اطراف میں کچھ بڑھانا مثلاً نصف بازو ،نصف پنڈلی تک دھونا۔

مسح سر میں مستحب طریقہ یہ ہے کہ انگوٹھیا ور کلمے کی انگلی کے سوا ایک ہاتھ کی باقی تین انگلیوں کا سرا دوسرے ہاتھ کی تین انگلیون کے سرے سے ملائے اور پیشانی کے بال یا کھال پر رکھ کر گردن تک اس طرح لے جائے کہ ہتھیلیان سر سے جدا رہیں وہاں سے ہتھیلیوں سے مسح کرتا واپس لائے۔اور کلمہ کی انگلی کے پیٹ سے کان کے اندرونی حصہ کا مسح کرے اور انگوٹھے کے پیٹ سے کان کے بیرونی سطرح کا اور انگلیوں کی پشت سے گردن کا مسح، ہر عضو دھو کر اس پر ہاتھ پھیر دینا چاہئے کہ بوندیں بدن یا کپڑی میں جانا ہو پر نہ ٹپکیں ، خصوصاً جب مسجد میں جانا ہو کہ قطروں کا مسجد میں ٹپکنا مکروہ تحریمی ہے ، زبان سے کہہ لینا کہ وضو کرتا ہوں ہر عضو کے دھوتے یا مسح کرتے وقت نیت وضو حاضر رہنا اور بسم اللہ کہنا اور درود، کلمہ شہادت اور مختلف دعائیں یا سب جگہ درود شریف ہی پڑھے اور یہ ہی افضل ہے اور وضو سے فارغ ہوتے ہی یہ پڑھے ۔اللھمہ اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین اور بچا ہوا پانی کھڑی ہو کر تھوڑا پی لے کہ شفائے امراض ہے اور آسمان کی طرف منہ کر کے سبحٰنک اللھم وبحمدک اشھد ان لا الٰہ الا انت استغفرک واتوب الیک اور کلمہ شہادت اور سورہ انا انزلنا پڑھے۔اعضاء وضو بغیر ضرورت نہ پونچھے اور پونچھے تو بلا ضرورت خشک نہ کر لے قدرے نم پانی باقی رہنے دے کہ روز قیامت پلہ حسنات میں رکھی جائیگی اور ہاتھ نہ جھٹکے کہ شیطان کا پنکھا ہے بعد وضو میانی پر پانی چھڑک اور مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت نماز نفل پڑھی اس کو تحیت الوضو کہتے ہیں۔

تاریخ اسلام کا روشن باب

ترتیب: احسان دانش

تعارف: اصل نام عامر تھا لیکن انہوں نے اپنی کنیت ابو عبیدہ سے شہرت پائی۔ والد کا نام عبد اللہ لیکن وہ دادا کی نسبت سی ابن الجراح مشہور ہوئے۔ آپ کا لقب ''امین الامۃ'' ہے جو انہیں لسان رسالت سے عطا ہوا۔ امین کا لقب وہ ہے جو قرآن میں بڑے بڑے اولوالعزم پیغمبروں کے نام کے ساتھ استعمال ہوا ہے۔ خاندانی تعلق ''بنو فہر'' سے تھا والدہ کا نام امیمہؓ بنت غنم فہریہ تھا۔ آپؓ ہجرت سے چالیس سال قبل پیدا ہوئے۔

قبول اسلام:

حضرت ابو عبیدہؓ نے بعثت نبوی ﷺ کے ابتدائی زمانے میں صدیق امت حضرت ابو بکرؓ کی دعوت وتبلیغ پر سعادت اندوز اسلام ہوئے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب دعوت حق قبول کرنا آگ سے کھیلنے کے مترادف تھا۔ اس دعوت پر لبیک کہنے والے مشرکین کے ظلم و ستم کا ہدف بن جاتے تھے اور ان کا جینا دوبھر ہو جاتا تھا۔ ہجرت کے وقت آپؓ مظلوم صحابہ کے دوسرے قافلے کے ساتھ مل کر حبشہ میں کئی سال تک غریب الوطنی کی زندگی گزارتے رہے۔

سنہ ۱۳ بعد بعثت میں سرور عالم ﷺ نے صحابہ کرام کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دی آپؓ نے بھی ارض مکہ کو الوداع کہا اور ہجرت کے بعد کچھ عرصہ قباء میں حضرت کلثومؓ کے مکان میں قیام کیا۔

لسان رسالت سے امین الامت کا لقب:

سنہ ۹ھ میں ساٹھ آدمیوں کا قافلہ نجران میں عیسائیوں کے عظیم الشان اور مرکزی کلیسا کے دو بڑے مذہبی پیشواؤں



↑ جبل رحمت — حجۃ الوداع کے موقع پر اسی مقام پر تکمیل دین اور اتمام نعمت کا مژدہ ملا۔

عاقب اور سید کی سرکردگی میں بڑی شان وشوکت سے مدینہ آیا۔ آپ ﷺ نے نہایت بلیغ انداز میں اسلام کی دعوت دی۔ لیکن انہوں نے کج بحثی شروع کر دی۔

بارگاہ خداوندی سے حکم نازل ہوا۔ حکم کے مطابق آپ نے اپنی اولاد حضرت فاطمہ الزہرہ اور حضرت حسینؓ حضرت حسنؓ کو لیکر مباہلہ کے لئے نکلے لیکن اہل نجران نے کہا کہ ہم آپ کی اطاعت کرتے ہیں آپ نے ہمارے ساتھ ایک امین بھیج دیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہارے ساتھ ایسے امین کو بھیجوں گا جو انتہا درجے کا امانت دار ہے۔''

حضور پاک ﷺ نے آپ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اہل نجران سے مخاطب ہو کر فرمایا ''یہ اس امت کے امین ہیں۔''

حب رسول:

سنہ ۳ھ میں غزوہ احد پیش آیا تو حضرت ابو عبیدہؓ نے اس میں نہایت جوش سے داد شجاعت دی۔ اس غزوہ میں حضور سرور کائنات ﷺ زخمی ہوگئے تو حضرت ابو عبیدہ بے تاب ہوگئے اور اپنے حب رسول ﷺ (عشق رسول ﷺ) کا حیرت انگیز ثبوت دیا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ:

''میں نے دیکھا کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کو اکیلا پاکر مشرق کی جانب سے ایک پرندے کی طرح فضا میں پرواز کرتا ہوا تیزی سے حضور کی طرف بڑھتا چلا آرہا ہے میں بھی آپ کی حفاظت کے لئے تیزی سے بھاگا اور کہا کہ الٰہی خیر ہو۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ شخص ابو عبیدہ ہے۔ اس موقع پر ایک کافر کے وار سے خود کی کڑیاں رسول اللہ ﷺ کے رخسار مبارک میں دھنس گئی تھی ابو عبیدہ نے آگے بڑھ کر یہ کڑیاں اپنے دانتوں سے پکڑ کر کھینچیں یہاں تک کہ وہ باہر آگئیں

لیکن اس کوشش میں ابوعبیدہؓ کے سامنے کے دو دانت ٹوٹ گئے۔

عظیم جرنیل کے عظیم کارنامے:

غزوات کا آغاز ہوا تو ابوعبیدہؓ راہ حق کے سرفروش سپاہی ثابت ہوئے انہوں نے ہر معرکے میں جانبازی اور فدا کاری کا حق ادا کردیا۔غزوہ بدر میں آپؓ نے اپنے ہاتھوں سے اپنے باپ عبداللہ الجراح کو قتل کیا جو مشرکین مکہ کی جانب سے مسلمانوں سے لڑنے آیا تھا۔آپؓ نے غزوہ احزاب میں داد شجاعت دی۔

ربیع الثانی ۶ھ میں سرور عالم نے آپؓ کو قبیلہ ثعلبہ وانمار کی سرکوبی پر مامور فرمایا۔اسی سال آپؓ کو صلح حدیبیہ کے مقام پر بیعت رضوان میں شریک ہونے کا عظیم الشان شرف حاصل ہوا۔ ۷ھ میں غزوہ خیبر میں سرور دو جہاں ﷺ کی ہمرکابی کا شرف حاصل کیا اور لڑائی میں اپنی تلوار کے خوب جوہر دکھائے۔

غزوات کا آغاز ہوا تو ابوعبیدہؓ راہ حق کے سرفروش سپاہی ثابت ہوئے انہوں نے ہر معرکے میں جانبازی اور فدا کاری کا حق ادا کردیا۔غزوہ بدر میں آپؓ نے اپنے ہاتھوں سے اپنے باپ عبداللہ الجراح کو قتل کیا جو مشرکین مکہ کی جانب سے مسلمانوں سے لڑنے آیا تھا۔آپؓ نے غزوہ احزاب میں داد شجاعت دی۔ربیع الثانی ۶ھ میں سرور عالم نے آپؓ کو قبیلہ ثعلبہ وانمار کی سرکوبی پر مامور فرمایا۔اسی سال آپؓ کو صلح حدیبیہ کے مقام پر بیعت رضوان میں شریک ہونے کا عظیم الشان شرف حاصل ہوا۔ ۷ھ میں غزوہ خیبر میں سرور دو جہاں ﷺ کی ہمرکابی کا شرف حاصل کیا اور لڑائی میں اپنی تلوار کے خوب جوہر دکھائے۔

قبیلہ قضاعہ کے مقابلے کے لئے حضرت عمرو بن العاصؓ نے حضور ﷺ کو کمک بھیجنے کا پیغام بھیجا۔آپ ﷺ نے دو سو مجاہدین حضرت ابو عبیدہؓ کی قیادت میں مدد کے لئے روانہ کردیئے ان (مجاہدین) میں حضرت ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ جیسے عظیم المرتبت بزرگ بھی شامل تھے۔جب یہ کمک حضرت عمرو بن العاصؓ کی فوج سے مل گئی تو تمام لشکر کی امارت کا سوال پیدا ہوا۔

حضرت ابوعبیدہؓ اگرچہ اپنے مرتبے اور شان کے لحاظ سے پوری طرح امارت کے مستحق تھے لیکن جب حضرت عمرو بن العاصؓ نے قیادت کرنے پر اصرار کیا تو حضرت ابوعبیدہؓ نے خوش دلی سے ان کی زیر امارت نہایت بہادری سے دشمنوں کے خلاف لڑے یہاں تک کہ انہیں شکست ہوگئی۔جب حضور ﷺ نے اختلاف اور ان کی اطاعت کی خبر سنی تو فرمایا: ابوعبیدہؓ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔

فتح مکہ کے وقت مکہ میں داخل ہونے والے لشکر کے ایک حصے کی امارت حضرت ابوعبیدہؓ کے سپرد تھی۔یہ حصہ فوج زرہ پوش مجاہدین پر مشتمل تھا فتح مکہ کے بعد آپؓ نے حنین اور طائف کے معرکوں میں اپنی شجاعت کے جوہر دکھائے اور جانبازی کا حق ادا کردیا۔

خلیفۃ الرسول کے دست و بازو:

۱۱ھ میں سرور عالم ﷺ نے رحلت فرمائی تو آپؓ پر کوہ غم ٹوٹ پڑا تاہم انہوں نے بڑے صبر اور حوصلے سے کام لیا۔

مسلمانوں کو تفریق اور اختلاف سے بچانے کا ایک عظیم کارنامہ سرانجام دیا۔جس وقت فتنہ ارتداد کے شعلے بھڑک اٹھے۔اس پر آشوب دور میں حضرت ابوعبیدہؓ برابر خلیفۃ الرسول حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دست و بازو بنے رہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے شام پر لشکر کشی کا اہتمام کیا۔حضرت ابوعبیدہؓ شام میں داخل ہوئے تو انہوں نے کیل کانٹے سے لیس رومیوں کا مقابلہ کیا اور شام کو فتح کیا۔آپؓ نے آخری وقت تک حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کا ساتھ دیا اور ہر محاذ پر داد شجاعت دی۔اور فتح سے ہمکنار رہے۔

سپہ سالار اعظم کا عالی شان محل:

امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ بیت المقدس تشریف لے گئے تو اپنے بھائی حضرت ابوعبیدہؓ کی جائے مقام پر تشریف لے گئے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ تلوار ڈھال اور اونٹ کے کجاوے کے سوا وہاں کسی قسم کا سامان آسائش نہیں تھا امیر المومنینؓ کی آنکھیں نم ہوگئیں اور انہوں نے فرمایا ''ابو عبیدہؓ کاش !تم ضروری سامان تو گھر میں رکھ لیتے''

انہوں نے بے نیازی سے جواب دیا ''امیر المومنین ایک مجاہد کے لئے یہی سامان کافی ہے۔شام کا ہم مقتدر والی اور سپہ سالار اعظم ہونے کے باوجود حضرت ابوعبیدہؓ کے انکسار کی یہ کیفیت تھی کہ نہ کبھی امتیازی لباس پہنا اور نہ کبھی اونچی جگہ کو نشست گاہ بنایا معمولی لباس میں شاہوں کے سفیر آتے تھے تو دریافت کئے بغیر وہ یہ نہیں جان سکتے تھے کہ مسلمانوں کا امیر کون ہے ؟غرض انہوں نے انکسار اور مساوات کی حیرت انگیز مثال قائم کردی تھی۔

اختتامیہ:

بیماری کے وقت جب مرض نے شدت اختیار کی تو انہوں نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو اپنا جانشین مقرر کیا۔اور لوگوں کو اللہ کی اطاعت اور اتحاد و اتفاق کی وصیت کرتے ہوئے اٹھاون برس کی عمر میں اپنی جان جان آفرین کے سپرد کردی۔حضرت معاذؓ نے تجہیز وتکفین کا سامان کیا اور مسلمانوں کے سامنے ایک پرزور خطبہ دیا جس میں فرمایا ''مسلمانو !تم پر آج ایک ایسے شخص کی جدائی کی مصیبت آپڑی ہے جو بڑا نرم دل ،مسلمانوں پر بے حد شفیق اور ان کا خیر خواہ ، دل میں کسی کا بغض نہ رکھنے والا اللہ سے بہت ڈرنے والا اور ہر قسم کی کھوٹ سے پاک تھا۔

تم سب ان کے لئے رحمت اور بخشش کی دعا کرو۔خدا کی قسم اب ان جیسا کوئی شخص تمہارا سردار نہ ہوگا۔حضرت معاذ نے نماز جنازہ پڑھائی ۔حضرت عمروؓ بن العاص اور ضحاکؓ بن قیس قبر میں اترے اور اسلام کے اس آفتاب جہانتاب کو سپرد خاک کردیا۔

(حوالہ جات :ابوعبیدہؓ بن الجراح۔از: طالب ہاشمی)

سفارش

تذکیہ و تربیت

ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی

حضرت امام ابوحنیفہؒ مطالعہ میں مصروف تھے کہ خادم نے آ کر بتایا، ابو یوسفؒ آئے ہیں، ابو یوسفؒ حضرت امام کے بڑے لائق شاگرد تھے۔امام نے خادم سے فرمایا: انہیں اندر بلالو۔ابو یوسف آئے تو امام نے ان کی خیریت وغیرہ معلوم کرنے کے بعد پوچھا:

''ابو یوسف! اس گوئیے کا کچھ پتا ہے، جو میرے پڑوس میں رہتا تھا، کئی راتیں گزر گئیں، میں نے اس کی آواز نہیں سنی۔''

ابو یوسف ادب سے بولے۔

''حضرت! مجھے تو اس قدر معلوم ہے کہ پولیس نے اسے شراب پینے کے جرم میں قید کر دیا۔''

امام: بھئی یہ تو بڑے افسوس کی بات ہے، آؤ میرے ساتھ چلو، تاکہ امیر کوفہ کے پاس جا کر اس کے بارے میں تفصیلات معلوم کریں۔شاید اس طرح ہم اپنے پڑوسی کے کچھ کام آسکیں۔

ابو یوسف: ''جناب! آپ اس ارادہ کو ترک فرمادیں، آپ کو معلوم ہے کہ امیر کوفہ آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے کئی بار درخواست کر چکا ہے، اب ایک شرابی کی خاطر از خود آپ کا اس کے پاس جانا مناسب نہیں۔

امام: ''ابو یوسف! کیا تم مجھ پر اعتراض کرتے ہو؟''

ابو یوسف: جی ہاں، اس لئے کہ دین نام ہے نصیحت کا۔خواہ نصیحت کرنے والا ابو یوسف ہو، اور جس کو نصیحت کی جائے، وہ امام ابوحنیفہ۔میرے نزدیک یہ مناسب نہیں کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ سزاؤں کے معاملے میں حاکم کے پاس سفارشی بن کر جائے۔

امام: امیر کوفہ نے میرے ہمسائے کے لئے جو سزا تجویز کی ہے، مجھے اس کے متعلق کوئی سفارش نہیں کرنی۔

ابو یوسف: ایسے شخص کے لئے تو یہی مناسب ہے کہ

دین نام ہے نصیحت کا۔خواہ نصیحت کرنے والا ابو یوسف ہو، اور جس کو نصیحت کی جائے، وہ امام ابوحنیفہ۔میرے نزدیک یہ مناسب نہیں کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ سزاؤں کے معاملے میں حاکم کے پاس سفارشی بن کر جائے۔امام: امیر کوفہ نے میرے ہمسائے کے لئے جو سزا تجویز کی ہے، مجھے اس کے متعلق کوئی سفارش نہیں کرنی۔

عمر بھر جیل خانے میں رہے، اس نے اپنی آواز سے لوگوں کی نیند حرام کر رکھی تھی۔

امام: نہیں، ایسا نہیں ہے، اس کی آواز سے لوگوں کی نیند حرام نہیں ہوئی تھی، اس کی آواز تو اس قدر شیریں تھی کہ لوگ سنتے سنتے آرام سے سوجاتے تھے اور مجھ پر تو اس پڑوسی کے بڑے احسانات ہیں، انسانیت کا تقاضہ ہے کہ میں ان کا بدلہ چکا دوں۔

ابو یوسف: احسانات؟ یہ آپ کیا فرمارہے ہیں؟

امام: ابو یوسف! بات یہ ہے کہ جب رات کو وہ اپنی سریلی آواز میں گاتا تھا:

(ترجمہ)

دریا کو اپنی موج کی طغیانیوں سے کام
کشتی، کسی کی پار ہو یا درمیاں رہے

تو اس سے میرے دل پر معانی ولطائف کے کئی اسرار منکشف ہوتے تھے۔کبھی کبھی میں سوچتا کہ اسے نہ ثواب کی امید ہے نہ کسی سے صلے کی تمنا۔یہ ہر رات اپنی دھن میں گاتا ہے۔تو میں کیوں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں تساہل برتوں۔حالانکہ مجھے اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید بھی ہے۔اس کے عذاب سے ڈرتا بھی ہوں، نیز اس کی جانب سے ہر قسم کی بھلائی کا متمنی بھی رہتا ہوں۔یہ سوچ کر جب میں خاموشی کے ساتھ عبادت کے لئے کھڑا ہوتا تھا، تو مجھے بڑی لذت محسوس ہوتی تھی۔

ابو یوسف: اور دوسرے احسانات؟

امام: یہ دیکھتا تھا کہ وہ ہر رات ایک ہی شعر گاتا ہے، میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ غالباً اسے اس دنیا میں بعض لوگوں سے غیر متوقع طور پر کوئی تکلیف پہنچی ہے۔میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ جس نے مجھے لوگوں سے مستغنی کر دیا ہے، مجھے کسی سے ظلم کی شکایت ہے نہ خوف۔اللہ تعالیٰ نے مجھے صرف اپنا محتاج بنایا ہے۔

ابو یوسف: کوئی اور احسان؟

امام: اس کی آواز کی زیر و بم سن کر میں اکثر یہ اندازہ لگاتا کہ اسے ضرور شراب نوشی کی عادت ہے۔یقیناً اس طرح بلند آواز سے گانا پولیس کو اپنی گرفتاری کے لئے دعوت دینے کے مترادف ہے۔میں سوچتا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کس قدر حلیم اور پردہ پوش ہے۔اس جیسے گنہگار کے ساتھ اس کا یہ معاملہ ہے، تو جو لوگ علی الاعلان گناہ نہیں کرتے، وہ حشر کے روز ان کی کیونکر پردہ دری فرمائے گا؟

یہ کہتے ہوئے حضرت امام کی نظر ابو یوسف پر پڑی، تو دیکھا وہ کچھ لکھنے میں مشغول ہیں۔پوچھا: یہ کیا لکھ رہے ہو؟ عرض کیا: یا حضرت! جو سن رہا ہوں، لکھتا جا رہا ہوں۔پھر بولے: میں آج کی بے ادبی کی معافی چاہتا ہوں۔آپ جہاں فرمائیں، میں آپ کے ہمراہ چلنے کے لئے حاضر ہوں۔

ابو یوسف کی یہ بات سن کر امام ابوحنیفہؒ نے خادم کو سواری تیار کرنے کا حکم دیا۔سواری تیار ہوئی تو دونوں امیر

کوفہ کے مکان پر پہنچے۔ اسے جب معلوم ہوا کہ حضرت امام ابوحنیفہ تشریف لائے ہیں تو بھاگا ہوا خود دروازہ پر آیا۔ ادب سے حضرت امام کو سواری سے اتارا۔ پھر انہیں اور ابو یوسف کو مکان کے اندر لے گیا۔ حضرت امام کو مسند پر بٹھا کر خود با ادب ان کے سامنے بیٹھ گیا اور بولا: حضرت آپ نے مجھے حکم دیا ہوتا، میں خود حاضر ہوتا۔ امام نے فرمایا: ''میں ایک کام سے آپ کے پاس آیا ہوں، میرے ایک پڑوسی کو پولیس نے گرفتار کرلیا ہے......''

ابو یوسف کی یہ بات سن کر امام ابوحنیفہؒ نے خادم کو سواری تیار کرنے کا حکم دیا۔ سواری تیار ہوئی تو دونوں امیر کوفہ کے مکان پر پہنچے۔ اسے جب معلوم ہوا کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ تشریف لائے ہیں تو بھاگا ہوا خود دروازہ پر آیا۔ ادب سے حضرت امام کو سواری سے اتارا۔ پھر انہیں اور ابو یوسف کو مکان کے اندر لے گیا۔ حضرت امام کو مسند پر بٹھا کر خود با ادب ان کے سامنے بیٹھ گیا اور بولا: حضرت آپ نے مجھے حکم دیا ہوتا، میں خود حاضر ہوتا۔ امام نے فرمایا: ''میں ایک کام سے آپ کے پاس آیا ہوں، میرے ایک پڑوسی کو پولیس نے گرفتار کرلیا ہے......''

''آپ کا پڑوسی رہا کیا جاتا ہے......'' امیر کوفہ نے حضرت امام کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

امام نے کہا میں اس کی سفارش کے لئے نہیں آیا، صرف اس سے ملاقات کے لئے آیا ہوں۔

یہ سن کر امیر نے اپنے غلام سے کہا ''حضرت کے پڑوسی کو فوراً حاضر کرو۔''

غلام: ''اس کا نام حضور!''

امیر کوفہ: ''قیدیوں سے جا کر معلوم کرو کہ حضرت امام ابوحنیفہ کا پڑوسی کون ہے۔ جو بھی ہو اسے یہاں لے آؤ۔''

غلام عاصم کو لینے گیا تو امیر کوفہ نے حضرت امام سے پوچھا ''کیا آپ ہمارے ساتھ کھانا تناول فرمائیں گے۔''

امام نے فرمایا ''میں روزے سے ہوں۔''

''آپ کے یہ نوجوان ساتھی؟'' امیر کوفہ نے ادب سے پوچھا۔

حضرت امام نے فرمایا ''یہ ابو یوسف ہیں۔ جب میں روزہ رکھتا ہوں تو یہ بھی روزہ رکھتے ہیں اور جب میں نہیں رکھتا تو یہ بھی روزہ نہیں رکھتے۔''

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ غلام عاصم کو لے کر حاضر ہوا۔

امیر نے فرمایا: ''جی ہاں اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔''

عاصم حضرت امام کو دیکھ کر بولا:

''حضرت وعدہ کرتا ہوں کہ شعر گا کر آپ کو کبھی نہیں ستاؤں گا۔''

امام نہیں بھئی ایسی بات نہیں، تم ضرور شعر سنانا۔ پولیس کو یہ اختیار نہیں کہ وہ تمہیں محض اس وجہ سے گرفتار کرے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں خوش گلو بنایا ہے۔

عاصم: نہیں جناب! پولیس نے مجھے اس لئے گرفتار نہیں کیا......

امام: تو اس لئے گرفتار کیا ہوگا کہ تم بلند آواز سے گاتے تھے؟ عاصم! ایک روز میں نے ارادہ کیا تھا کہ تمہیں سمجھاؤں کہ تم شعر کے بجائے اپنی پرسوز آواز اور شیریں آواز میں قرآن مجید کی تلاوت کیا کرو، کیونکہ خوش آوازی جیسی نعمت خداوند کا شکر ادا کرنے کے لئے یہ بہتر طریقہ ہے۔

''حضرت میں آئندہ شعر کے بجائے قرآن مجید پڑھا کروں گا، لیکن اب پولیس نے مجھے شراب نوشی کے جرم میں گرفتار کیا ہے۔''

امام: ''یہ مجھے معلوم ہے لیکن اگر تم شعر کے بجائے قرآن مجید کی تلاوت کرتے، تو کیا اس وقت بھی شراب پیتے؟''

یہ سن کر عاصم رونے لگا، حضرت نے پوچھا۔

''روتے کیوں ہو؟'' بولا: ''میں اس لئے روتا ہوں کہ آپ جیسا عظیم انسان ایک گنہگار اور نافرمان بندے کی خیریت پوچھنے آیا۔''

امام نے کہا: عاصم! پڑوسی کا حق محض اس لئے تو ساقط نہیں ہو جاتا کہ وہ ہر رات اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے۔ گناہوں پر مواخذے کا اختیار تو اللہ تعالیٰ کو ہے۔ وہ جسے چاہے سزا دے، جسے چاہے معاف فرمادے۔''

عاصم: ''میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر وعدہ کرتا ہوں کہ میں توبہ کرنے کے بعد پوری کوشش کروں گا کہ آپ کے پڑوس میں رہنے کے قابل بن سکوں۔''

امام: ''اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے، تم نے مجھ پر آج وہ احسان کیا ہے جسے میں عمر بھر نہیں بھولوں گا۔''

عاصم: ''حضرت! یہ آپ کیا فرما رہے ہیں؟ احسان؟''

حضرت امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا: میں ہر رات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کیا کرتا تھا کہ یا اللہ! میرے پڑوسی کو ہدایت عطا فرما۔ میں ایک مدت سے اپنی دعا کے اثر کا منتظر تھا۔ الحمد اللہ! آج میری دعا قبول ہوئی ہے۔ ابھی تم نے توبہ کرکے مجھے اس کی بشارت دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرما کر میری دعا قبول فرمائی، کیا مجھ پر تمہارا یہ احسان نہیں؟

عاصم: اللہ تعالیٰ آپ کا بھلا کرے۔ مجھ پر ایک اور مہربانی فرمائیں۔ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں کہ جو میری سابقہ تمام کوتاہیوں کی تلافی کردے۔

امام: اسلامی سرحدیں تمہارے سامنے ہیں، جو مسلمان وہاں جہاد میں مشغول ہیں ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑا اجر ہے۔

عاصم: انشاء اللہ قید سے رہا ہونے کے بعد میں سیدھا اسلامی سرحد پر پہنچوں گا اور جب تک شہید نہ ہو جاؤں، مسلسل اللہ کی راہ میں جہاد کرتا رہوں گا۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ کی یہ ملاقات ختم ہوئی تو غلام عاصم کو لے کر واپس جانے لگا، یہ دیکھ کر امیر کوفہ نے غلام کو روکا اور کہا: ''حضرت امام سے گفتگو کی بدولت عاصم کو جو ہدایت نصیب ہوئی ہے، اس کے بعد اسے قید رکھنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ اب یہ آزاد ہے۔'' یہ سن کر امام ابو حنیفہؒ نے عاصم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''عاصم! میں تمہیں ایک وصیت کرتا ہوں، وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ تمہیں شہادت سے نوازے، تو کل قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس شریف امیر اور اپنے پڑوسی ابوحنیفہ کے حق میں سفارش کرنی نہ بھولنا۔''

☆......☆......☆

طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور ہماری زندگی

امیر جماعت اہل سنت کراچی حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کی دوا عطا فرمائی ہے (بخاری۔مسلم)......لیکن کسی حرام شے میں شفاء نہیں رکھی (بخاری)

یہ بھی ارشاد ہوا کہ ہر مرض کا علاج ہے اس لئے دوا اختیار کرو مگر حرام چیز سے ہرگز علاج نہ کرو (ابوداؤد)

جس طرح بھوک اور پیاس کو ختم کرنے کے لئے کھانا پینا توکل کے منافی نہیں اسی طرح بیماری سے شفا کی دعا مانگنا اور علاج کرانا بھی توکل کے منافی نہیں۔

سرکار دوعالم ﷺ نے روحانی علاج بھی ارشاد فرمائے جیسا کہ بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول معظم ﷺ نے نظر بد سے بچنے کے لئے ہمیں دعا تعویذ کرانے کا حکم دیا۔اسی طرح رحمت عالم ﷺ نے مختلف امراض کے لئے مختلف چیزوں کا فائدہ مند ہونا بھی بیان فرمایا۔

شہد سے علاج:

ایک شخص بارگاہ نبوی میں عرض گزار ہوا، یارسول اللہ ﷺ میرے بھائی کو دست آرہے ہیں ارشاد فرمایا! اسے شہد پلاؤ، وہ پھر آیا اور عرض کی دستوں میں اضافہ ہوگیا ہے۔ ارشاد فرمایا! اسے پھر شہد پلاؤ، وہ پھر آیا اور عرض کی کہ دست کا سلسلہ جاری ہے آپ نے اسے پھر شہد پلانے کا حکم دیا



اس نے عرض کی۔اس سے تو فائدہ نہیں ہورہا۔فرمایا اللہ تعالیٰ کا فرمان سچا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے (اس میں سورہ النحل کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے جس میں شہد کو شفا فرمایا گیا ہے) اس نے پھر جاکر شہد پلایا تو وہ مریض شفایاب ہوگیا۔(بخاری۔مسلم)

ایک شخص بارگاہ نبوی میں عرض گزار ہوا، یارسول اللہ ﷺ میرے بھائی کو دست آرہے ہیں ارشاد فرمایا! اسے شہد پلاؤ، وہ پھر آیا اور عرض کی دستوں میں اضافہ ہوگیا ہے۔ارشاد فرمایا! اسے پھر شہد پلاؤ، وہ پھر آیا اور عرض کی کہ دست کا سلسلہ جاری ہے آپ نے اسے پھر شہد پلانے کا حکم دیا اس نے عرض کی۔اس سے تو فائدہ نہیں ہورہا۔فرمایا اللہ تعالیٰ کا فرمان سچا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے (اس میں سورہ النحل کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے جس میں شہد کو شفا فرمایا گیا ہے) اس نے پھر جاکر شہد پلایا تو وہ مریض شفایاب ہوگیا

فرمان نبوی ہے کہ جو ہر ماہ میں تین دن صبح کو شہد چاٹ لیا کرے اسے کوئی بڑی بیماری نہ ہوگی (ابن ماجہ)

دوسری حدیث میں ہے، دو شفا والی چیزیں اختیار کرو ایک شہد دوسری قرآن کریم۔(ابن ماجہ۔بیہقی) رحمت عالم ﷺ کے چند ارشادات عالیہ ملاحظہ ہوں۔

کلونجی

کالا دانہ یعنی کلونجی میں سوائے موت کے ہر بیماری کی شفاء ہے (بخاری)

سناء

اگر کوئی شے موت کا بھی علاج ہوتی تو وہ سناء ہوتی (ابن ماجہ) "ایسا کوئی دن نہیں گزرتا کہ جنت کے پانی کے قطرے کاسنی کے پودے پر نہ گرتے ہوں۔(ابونعیم)

عود ہندی

عود ہندی (قسط شیریں) کو شفا کے لئے استعمال کیا کرو کیونکہ اس میں سات شفائیں ہیں۔(ابن ماجہ)

انار

انار کو اس کے گودے یعنی باریک چھلکے سمیت کھاؤ کہ یہ معدہ کو زندگی دیتا ہے۔(ابونعیم)

زیتون کا تیل

زیتون کا تیل کھایا کرو اور اسے بدن پر بھی لگایا کرو کیونکہ وہ ایک مبارک درخت سے نکلتا ہے۔(ترمذی)

پانی چوس کر پینا: پانی کو چوس کر پیو کہ یہ زود ہضم ہے

اور بیماری سے بچاؤ ہے (دیلمی)

کھجور

نہار منہ کھجوریں کھانے سے پیٹ کے کیڑے مرجاتے ہیں۔(مسند الفردوس)

عجوہ کھجور جنت سے ہے اور وہ جنون یا زہر سے بھی شفا ہے۔(ابن ماجہ)

آپ تر کھجور کے ساتھ تربوز وخربوزہ تناول فرمایا کرتے تھے۔(ترمذی)

منقیٰ

منقیٰ چہرے کے رنگ کو نکھارتا اور بلغم کو خارج کرتا ہے۔(ابونعیم)

کدو

کدو عقل کو زیادہ کرتا ہے اور دماغ کو طاقت دیتا ہے۔(ابن حبان)

آب زم زم

آپ زمزم جس مقصد کے لئے پیا جائیگا وہی فائدہ دیگا۔(دارقطنی)

گوشت

گوشت کو دانتوں سے نوچ کر کھانا چاہئے۔(ابو داؤد)

بے شک پشت کا گوشت بڑا اچھا ہوتا ہے۔(ترمذی)

میتھی

میتھی سے شفا حاصل کیا کرو۔(ابونعیم)

کھمبی

کھمبی آنکھوں کے لئے شفا ہے۔(ابن ماجہ)

آپ کھانے کے فوراً بعد پانی نہ پیتے کیونکہ یہ نظام ہاضمہ کو متاثر کرتا ہے (مدارج النبوت) آپ نے ناشتہ جلدی کرنے کو بہتر قرار دیا نیز فرمایا۔رات کا کھانا ترک نہ کرو، کچھ نہیں تو مٹھی بھر کھجوریں ہی کھالیا کرو کیونکہ رات کا کھانا چھوڑ دینے سے بڑھاپا جلدی آتا ہے۔(ابن ماجہ) نبی کریم ﷺ کی مبارک تعلیمات میں سے سب سے زیادہ اہمیت کم کھانے کو دی گئی ہے۔فرمان نبوی ہے کہ، کسی نے پیٹ سے زیادہ برا برتن کوئی نہ بھرا،

سرمہ

اثمد کا سرمہ لگایا کرو کہ وہ بینائی زیادہ کرتا ہے اور وہ پلکوں کے بال اگاتا ہے۔(شمائل۔ترمذی)

مکھی

مکھی کے ایک پر میں زہر اور دوسرے میں شفا ہے اگر کھانے پینے کی چیز میں مکھی گر جائے تو اسے ڈبو کر نکال دو کیونکہ وہ پہلے اس پر کو گراتی ہے جس میں زہر ہے۔(نسائی)

مہندی

سید عالم ﷺ کو جب کبھی کانٹا چبھا یا پھنسی وغیرہ کا زخم ہوا آپ نے اس پر مہندی لگائی (ترمذی۔ابن ماجہ)

چقندر

آپ نے آشوب چشم کے لئے کھجور سے پرہیز اور جو وچقندر کا کھانا مفید فرمایا۔(ترمذی)

دھوپ کا گرم پانی

دھوپ سے گرم پانی کے استعمال کو برص کا سبب فرمایا۔(دارقطنی)

صفائی

نبی کریم ﷺ نے صفائی کو نصف ایمان قرار دیا۔(مسلم)

......کھانے پینے کی چیزوں کو ڈھانپ کر رکھنے کا حکم دیا۔(بخاری، مسلم)

مسواک

آپ نے بار ہا مسواک کرنے کی تاکید فرمائی۔(بخاری، مسلم)

بے چھنا آٹا

آپ نے کبھی چھنے ہوئے آٹے کی روٹی نہ کھائی۔(ترمذی)

کھیرا

آپ کھیرا نمک کے ساتھ کھاتے تھے۔(ابونعیم)

جو

آقا علیہ السلام نے جو کا دلیہ کھانے کو دل کی تقویت کا باعث فرمایا۔(ابونعیم، طبرانی)

دودھ / مکھن

گائے کے دودھ اور مکھن کو شفا اور دوا جب کہ اس کے گوشت (کی کثرت) کو بیماری کا باعث فرمایا(ابونعیم، طبرانی)

نمک

کھانے کی ابتداء اور اختتام نمکین چیزوں پر کرنے کو ستر بیماریوں سے حفاظت قرار دیا۔(بہار شریعت)

آپ کھانے کے فوراً بعد پانی نہ پیتے کیونکہ یہ نظام ہاضمہ کو متاثر کرتا ہے (مدارج النبوت) آپ نے ناشتہ جلدی کرنے کو بہتر قرار دیا نیز فرمایا۔رات کا کھانا ترک نہ کرو، کچھ نہیں تو مٹھی بھر کھجوریں ہی کھالیا کرو کیونکہ رات کا کھانا چھوڑ دینے سے بڑھاپا جلدی آتا ہے۔(ابن ماجہ) نبی کریم ﷺ کی مبارک تعلیمات میں سے سب سے زیادہ اہمیت کم کھانے کو دی گئی ہے۔فرمان نبوی ہے کہ، کسی نے پیٹ سے زیادہ برا برتن کوئی نہ بھرا، انسان کے لئے چند لقمے کافی ہے جو اس کی کمر کو سیدھا رکھیں پھر بھی اگر زیادہ ضرورت ہو تو تہائی پیٹ کھانا، تہائی پیٹ پانی اور تہائی پیٹ سانس کے لئے رکھنا چاہئے۔(ترمذی، ابن ماجہ) آپ نے مریضوں کو زبردستی کھلانے پلانے سے بھی منع فرمایا ہے چنانچہ ارشاد گرامی ہے۔تم زبردستی مریضوں کو کھانے پینے پر مجبور نہ کیا کرو اللہ تعالیٰ انہیں کھلا پلا دیتا ہے۔(ابن ماجہ)

☆......☆......☆

قارئین کا صفحہ

بکھرے موتی

حمد باری تعالیٰ

انتخاب: شازیہ طارق (کراچی)

مجھے پستیوں سے نکال دے
مجھے پھر وہ اوج کمال دے
تیری بارگاہ میں جو ہو قبول
مجھے ایسا کوئی سوال دے
میری لغزشوں کو معاف کر
مجھے گمراہی سے نکال دے
کبھی آ سکے نہ زوال جس پر
مجھے ایسا حسن و کمال دے
مجھے عیش و عشرت سے دور رکھ
مجھے لطف و رنج و ملال دے
مجھے دے اک ایسا آئینہ
جو بتا دلوں کا بھی حال دے
مجھے ڈر ہے پھر کہیں وہ حکیم
کسی امتحان میں نہ ڈال دے

شاعر: حکیم خان حکیم

نرم خوئی

سید فرقان احمد......ملیر

''حضرت عائشہ کا بیان ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اللہ نرم خو ہے، اور نرم خوئی کو پسند کرتا ہے اور نرم خوئی پر جتنا کچھ دیتا ہے، سخت مزاجی پر نہیں دیتا، بلکہ نرم خوئی پر اتنا دیتا ہے کہ اس کے علاوہ کسی چیز پر اتنا نہیں دیتا۔''
(صحیح مسلم)

نرالی دعا

ایک دفعہ حضرت ذوالنون مصریؒ اپنے شاگردوں کے ساتھ کشتی میں سوار تھے اور دریائے نیل میں سیر و سیاحت کر رہے تھے۔ ان کے نزدیک ایک اور کشتی آئی جس میں لوگ گانے بجانے اور نازیبا حرکات میں مشغول تھے۔ یہ دیکھ کر آپ کے شاگردوں نے عرض کیا کہ دعا کیجئے اللہ تعالیٰ ان سب کو غرق کر دے۔ آپ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی: ''یا الٰہی! جس طرح یہ لوگ اس دنیا میں عیش و عشرت سے ہیں آخرت میں بھی ان کو یہی عیش و خوشی عطا کر۔''

یہ سن کر شاگردوں کو تعجب ہوا، لیکن وہ کشتی نزدیک آئی اور کشتی والوں کی نظر حضرت شیخ پر پڑی تو ان کو اپنے حال پر رونا آ گیا، اپنے کئے پر نادم ہوئے، باجے توڑ دیئے اور راہ راست پر آ گئے۔

اس کے بعد شیخ نے شاگردوں سے فرمایا کہ آخرت کے عیش و خوشی...... اس جہاں کی توبہ ہے۔ تم نے دیکھ لیا کہ دعا قبول ہوئی اور ان کو توبہ کی توفیق حاصل ہوئی۔ اس سے تمہاری خواہش بھی پوری ہو گئی اور نقصان کسی کو نہ پہنچا۔ اس سے ظاہر ہے کہ حضرت شیخ مسلمانوں پر کس قدر مہربان تھے اور یہ عین سنت رسول ﷺ ہے، کیوں کہ آنحضرت ﷺ بھی کافروں کے ظلم و ستم سے مایوس نہیں ہوتے تھے بلکہ یہ دعا کرتے تھے کہ ''یا اللہ میری قوم کو ہدایت دے، کیوں کہ وہ بے خبر ہیں۔''

غزل

افتخار جمال (لانڈھی)

پرخار جہاں پھر میں صبح بہاراں کیوں ہے
ہر سمت ہی ارزانی خون مسلماں کیوں ہے
ہیں مناظر ہائے لٹتی ہوئی عصمت کے عیاں پوچھتے
پھر بھی ہو کہ امت پریشاں کیوں ہے
خلوص جب ہو عنقاء پھر سوال کیوں یہ!
کہ آدمی اپنے ہی سائے سے گریزاں کیوں ہے
عریاں و فحش جسم کو بھلا کیونکر ہو گلہ
کہ محو تماشہ، چشم غزالاں کیوں ہے
نقش اسلاف پہ چل کے دیکھو فاروق
پوچھیں گے اغیار کو مسلم ہی شاداں کیوں ہے

اسلامی حکومتیں......مغربی مصنفین کی رائے میں

عرفان حسین......کراچی

مغربی مصنفین نے اعتراف کیا ہے۔ پروفیسر ہٹی لکھتے ہیں ''مسلمان عرب فوجوں کی طاقت کا اصل راز نہ تو ان کی اسلحہ جنگ کی برتری میں ہے اور نہ ان کی اعلیٰ درجہ کی تنظیم میں ہے بلکہ درحقیقت اس اعلیٰ کیرکٹر اور اخلاقی کردار میں ہے، جس کے پیدا کرنے میں بلاشبہ ان کے مذہب کا بہت بڑا حصہ تھا اور اس صبر و تحمل کی طاقت میں ہے جس کو ریگستانی زندگی سے بڑا اسہار املا تھا۔''

مشہور ولیزی مستشرق وخوئی (Dr-Guege) اقرار کرتا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوجوں کو جو ہدایات دی تھیں، ان میں اعتدال اور معقولیت کی جو روح کارفرما ہے، اس کے باعث ان کی بجا طور سے داد دینی پڑتی ہے۔ یہی مستشرق اپنی کتاب فتوحات شام میں لکھتا ہے کہ:

''درحقیقت شام میں لوگ عربوں کی جانب بہت مائل ہو گئے تھے اور ایسا ہونا بھی چاہیے تھا کہ کیونکہ عربوں نے مفتوحین سے جو برتاؤ کیا اگر اس کا مقابلہ وہاں کے سابق مالکوں کے بے اصول ظلم سے کیا جائے تو بڑا ہی سخت فرق نظر آتا ہے۔ شام کے جو عیسائی قیصر کالی ڈون (Chalcedon) کو نہیں مانتے تھے۔ قیصر روم کے حکم سے ان کے ناک کان کاٹے جاتے اور ان کے گھر ڈہائے جاتے تھے۔ اس کے خلاف عرب مسلمان جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ہدایتوں پر عمل کرتے تھے، وہ مقامی باشندوں کا دل موہ لینے لگے اور سب سے زیادہ اپنی بات کا پاس کرتے رہے، ان فتوحات کے پندرہ برس بعد ایک نسطوری پادری لکھتا ہے: ''یہ عرب جن کو خدا نے آج کل حکومت عطا کی ہے، ہمارے بھی مالک بن گئے ہیں۔ مگر وہ عیسائی مذہب سے بالکل برسرپیکار نہیں۔ اس کے برخلاف وہ ہمارے دین کی حفاظت کرتے ہیں۔ ہمارے پادریوں اور فریسوں کا احترام کرتے ہیں اور ہمارے گرجاؤں اور عبادت خانوں کو جاگیریں عطا کرتے ہیں۔''

مشہور پادری کارالیفس (C- Karalevski) فرانسیسی انسائیکلوپیڈیا میں شہر الطاکیہ کے حالات لکھتے ہوئے رقم طراز ہوتا ہے۔

''مسلمان عربوں کو عقوبی عیسائیوں (Jacobites) نے بھی اپنے نجات دہندوں کی حیثیت سے ہاتھ ہاتھ لیا۔ مسلمانوں کی سب سے بڑی جدت جس کا یعقوبی عیسائیوں نے دلی خوشی سے استقبال کیا، یہ تھی کہ ہر مذہب کے پیروؤں کو ایک خودمختار وحدت قرار دیا جائے اور اسی مذہب، کے روحانی سرداروں کو ایک بڑی تعداد میں دینوی عدالتی اقتدار عطا کیا جائے۔''

بے پردگی کے عذاب نے خواتین سے حیاء چھین لی

مسلم خواتین کے لیے فکر انگیز تحریر (دعوت اسلام تحقیقاتی سیل)

حضور اکرم نور مجسم ﷺ کا اظہار رنج وغم

اس حدیث کو حافظ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب ''الکبائر'' میں نقل فرمایا ہے۔ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، آنحضرت ﷺ کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ نبی کریم ﷺ رو رہے ہیں۔ اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر گریہ طاری ہے جب میں نے آپ ﷺ کی یہ حالت دیکھی تو عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علہ وسلم، میرے ماں باپ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قربان ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس چیز نے رلایا ہے؟

اور کس بناء پر آپ ﷺ اتنا رو رہے ہیں؟

آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا۔ ''میں نے شب معراج میں اپنی امت کی عورتوں کو جہنم کے اندر قسم قسم کے عذابوں میں مبتلا دیکھا ہے اور ان کو جو عذاب ہو رہا ہے وہ اتنا شدید اور ہولناک تھا کہ اس عذاب کے تصور سے مجھے رونا آ رہا ہے۔

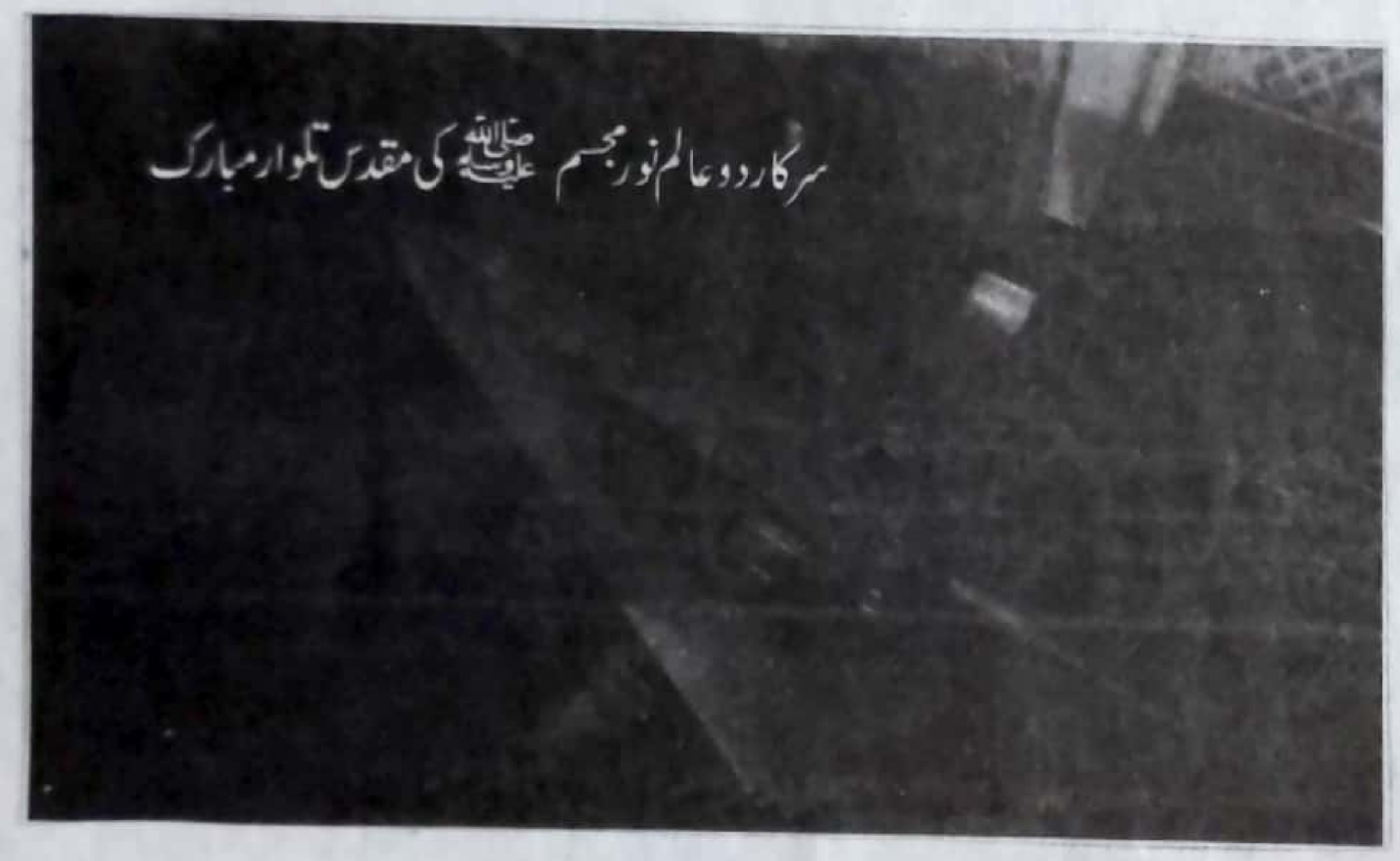
حضور اکرم ﷺ کی امت پر رحمت

ہمارے پیارے آقا ﷺ کو اپنی امت سے پیار تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر وقت اپنی امت کی ہی فکر لگی رہتی ہے کیونکہ ہماری آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ عزوجل نے تمام جہانون کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

ترجمہ:۔ اے میرے محبوب! ہم نے آپ کو تمام جہانوں پر'' کے لیے'' رحمت بنا کر بھیجا ہے!

ہمارے پیارے آقا کو اپنی امت سے اس قدر محبت کہ جب دنیا میں تشریف لائے ہیں تو اپنی امت کی مغفرت کی دعائیں مانگتے ہیں اور جب اس دنیا سے تشریف لے جاتے ہیں تو اس وقت بھی اپنی امت کی مغفرت کے لیے ہی دعائیں مانگتے ہیں۔

ہمارے پیارے آقا تو ہمیں کس قدر یاد رکھیں اور ہماری کتنی فکر کریں اور ہماری مغفرت کے لیے دعائیں مانگیں اور ہم اس شفیق آقا کے حکموں کو چھوڑ کر اپنے بے وفا ہونے کا ثبوت دیں!



اے میری پیاری پیاری اسلامی بہنوں! اس لیے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے اپنی امت کی عورتوں کو جب خطرناک عذاب میں دیکھا تو اس کی وجہ سے ہی مجھے رونا آ رہا تھا۔

چھ طریقوں سے عذاب!

حضور اقدس ﷺ نے اس کی وضاحت فرمائی کہ میں نے جہنم (دوزخ) کے اندر عورتوں کو کس کس طرح عذاب میں مبتلا دیکھا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

(۱) ''میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ اپنے بالوں کے ذریعے جہنم میں (اندر) لٹکی ہوئی ہے۔ اور اس کا دماغ ہنڈیا کی طرح پک رہا ہے۔

ایک تو خود جہنم کے اندر بذات خود کتنا ہولناک عذاب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین ثم آمین! اور پھر بالوں کے بل لٹکنا یہ انتہائی تکلیف دہ سزا ہے۔ اور پھر دماغ کا پکنا یہ تیسری سزا ہے۔

پھر فرمایا۔

(۲) میں نے دوسری عورت کو جہنم (دوزخ) میں اس طرح دیکھا کہ وہ زبان کے بل لٹکی ہوئی ہے۔

(۳) تیسری عورت کو میں نے دیکھا کہ اس کے دونوں پاؤں (پیر) سینے سے بندھے ہوئے ہیں اور اس کے دونوں ہاتھ پیشانی کے ساتھ بندھے ہوئے تھے۔''

(۴) چوتھی عورت کو میں نے اس طرح دیکھا کہ وہ چھاتیوں کے بل جہنم میں لٹکی ہوئی ہے۔

(۵) پانچویں عورت کو میں نے اس حالت میں دیکھا کہ ''اس کا چہرہ خنزیر کے چہرہ کی طرح اور اس کا باقی جسم گدھے کی طرح ہے، مگر حقیقت میں وہ عورت ہے اور

سانپ اور بچھو اس کو لپٹے ہوئے ہیں۔''

(۶) چھٹی عورت کو میں نے اس حالت میں دیکھا کہ ''وہ کتے کی شکل میں ہے اور اس کے منہ کے راستے سے جہنم کی آگ داخل ہورہی ہے۔ اور پاخانہ کے راستے سے آگ نکل رہی ہے اور عذاب دینے والے فرشتے جہنم کے گرز سے اس کو مار رہے ہیں''!

اس طرح سے چھ (۶) عورتوں کو ہونے والے عذاب کی تفصیل حضور اقدس ﷺ نے بیان فرمائی۔

پہلی عورت کے عذاب کا سبب!

''بے پردگی''

اس کے بعد حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ ''ابا جان، ان عورتوں پر یہ عذاب ان کے کون سے اعمال کی وجہ سے ہورہا تھا؟

اس کے جواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''جس عورت کو میں نے سر کے بالوں کے ذریعے جہنم میں لٹکا ہوا دیکھا اور جس کا دماغ ہنڈیا کی طرح پک رہا تھا اس کو یہ عذاب گھر سے ننگے سر جانے کی وجہ سے ہورہا تھا وہ عورت نامحرم مردوں سے اپنے سر کے بال نہیں چھپاتی تھی۔!

اے میری پیاری اسلامی بہنوں! آپ نے پڑھا اور سنا بھی ہے کہ گھر سے باہر ننگے سر گھومنے والی عورتوں کو کتنا دردناک اور ہولناک عذاب ہورہا تھا۔ اس میں ان اسلامی بہنوں کے لیے عبرت ہی عبرت ہے۔ جو اسلامی بہنیں بے پردہ گھومتی ہیں اور پھر غیر محرم مردوں سے پردہ نہیں کرتیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر ارشاد فرمایا کہ: اے آدم کی اولاد! ہم نے تمہاری طرف ایک لباس اتارا ہے جو تمہاری شرم کی چیزیں چھپائے گا اور وہ کہ تمہاری آرائش ہو۔ اور پرہیزگاری کا لباس وہ سب سے بہتر ہے۔ (پ ۸۔ ع ۱۰)

اس کے علاوہ رسول مقبول ﷺ کی بے شمار احادیث مبارکہ پردہ کے احکام پر موجود ہیں۔ جیسا کہ فرمان نبوی ہے۔

''عورت چھپانے کے لائق ہے۔ جب وہ بے پردہ نکلتی ہے تو شیطان اس کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے!''۔

جنت کی خوشبوؤں سے کون محروم!

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

''دوزخیوں میں دو گروہ ہیں۔ ان میں سے ایک ان عورتوں کا ہے جو بظاہر کپڑے پہنتی ہیں مگر حقیقت میں وہ ننگی ہیں یعنی اس قدر باریک اور ایسی لاپرواہی سے کپڑے استعمال کرتی ہیں کہ ان کا بدن چمکتا ہے اور کہیں سے کھلا ہوتا ہے اور کہیں سے چھپا ہوا۔ خود بھی دوسرے مردوں کی طرف رغبت کرتی ہیں (یعنی بناؤ سنگھار کر کے دوسرے مردوں کے دل بہلاتی ہیں، یا سر سے دوپٹہ اتار لیتی ہیں اور مٹک مٹک کر چلتی ہیں تاکہ دوسروں کو اپنی طرف مائل کریں)۔ ایسی عورتیں ہرگز ہرگز جنت میں داخل نہیں ہوں گی۔ اور جب کی خوشبو بھی نہ پائیں گی۔ (حالانکہ جنت کی خوشبو بہت دور دور سے آتی ہے! (حوالہ از مشکوٰۃ شریف)

''ستر اور پردہ''

ردالمختار، عالمگیری اور بہار شریعت جو کہ فقہ حنفی کی مستند کتب ہیں نماز کے احکام میں ''ستر عورت'' کا بیان یوں کہا کہ عورتوں کے لیے چہرہ اور دونوں ہتھیلیوں اور دونوں پاؤں کے تلوؤں کے سوا سارا بدن عورت (پردہ) ہے۔

نماز کے لیے اگرچہ عورت تنہا اندھیری کوٹھڑی میں ہو۔ سوائے ان پانچ اعضاء کے باقی تمام بدن چھپانا فرض ہے جن اعضا کا چھپانا فرض ہے ان میں سے اگر کوئی عضو چوتھائی کھل گیا ہے اور فوراً نہ چھپایا تو نماز نہ ہوئی۔ یہ تھا ستر کا نماز میں حکم!

اب پردے کا حکم یہ ہے کہ سر سے پاؤں تک پورا جسم چھپانا فرض ہے۔ جس کو نامحرم مردوں سے چھپانا گھر میں اور گھر سے باہر بھی ضروری ہے۔

عذاب قبر کا عبرت ناک واقعہ!

ایک شخص قبرستان کے پاس سے گزر رہا تھا کہ اس نے کسی قبر سے یہ آواز سنی کہ مجھے باہر نکالو، میں تو زندہ ہوں۔ جب اس نے ایک دو مرتبہ آواز سنی تو اس نے یہ سمجھا کہ یہ تو میرا وہم اور خیال ہے کوئی آواز وغیرہ نہیں آرہی، لیکن جب اس نے مسلسل یہ آواز سنی تو اس کو یقین ہونے لگا، چنانچہ قریب میں ایک بستی تھی وہ شخص اس میں آیا لوگوں کو اس آواز کے بارے میں بتا کر کہا کہ تم بھی چلو اور اس آواز کو سنو، چنانچہ کچھ لوگ اس کے ساتھ آئے اور انہوں نے بھی یہی آواز سنی۔ اور سب نے یقین کر لیا کہ واقعی یہ آواز قبر میں سے ہی آرہی ہے۔ اب یقین ہونے کے بعد لوگوں کو مسئلہ پوچھنے کی فکر ہوئی کہ پہلے علماء سے یہ مسئلہ معلوم کرو کہ قبر کھولنا جائز ہے یا نہیں؟

چنانچہ وہ لوگ محلے کی مسجد کے امام صاحب کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ اس طرح سے قبر میں سے آواز آرہی ہے اور میت یہ کہہ رہی ہے کہ مجھے قبر سے نکالو، میں زندہ ہوں، امام صاحب نے فرمایا کہ اگر تمہیں اس کے زندہ ہونے کا یقین ہوگیا ہے تو پھر قبر کو کھول لو۔ اور اس کو باہر نکال لو۔ چنانچہ یہ لوگ ہمت کر کے قبرستان گئے اور جا کر قبر کھولی۔ اب جونہی تختہ ہٹایا تو دیکھا کہ اندر ایک عورت ننگ بیٹھی ہوئی ہے اور اس کا کفن گل چکا ہے اور وہ عورت کہہ رہی ہے کہ جلدی سے میرے گھر سے میرے کپڑے لاؤ۔ میں کپڑے پہن کر باہر نکلوں گی، چنانچہ یہ لوگ فوراً دوڑ کر اس عورت کے گھر گئے اور اس کے گھر والوں کو یہ واقعہ سنایا۔

اے میری پیاری اسلامی بہنوں! آپ نے پڑھا اور سنا بھی ہے کہ گھر سے باہر ننگے سر گھومنے والی عورتوں کو کتنا دردناک اور ہولناک عذاب ہورہا تھا۔ اس میں ان اسلامی بہنوں کے لیے عبرت ہی عبرت ہے۔ جو اسلامی بہنیں بے پردہ گھومتی ہیں اور پھر غیر محرم مردوں سے پردہ نہیں کرتیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر ارشاد فرمایا کہ: اے آدم کی اولاد! ہم نے تمہاری طرف ایک لباس اتارا ہے جو تمہاری شرم کی چیزیں چھپائے گا اور وہ کہ تمہاری آرائش ہو۔ اور پرہیزگاری کا لباس وہ سب سے بہتر ہے۔

اوراس کے کپڑے چادر وغیرہ لے کر آئے اور لاکر قبر کے اندر پھینک دیئے اس عورت نے ان کپڑوں کو پہنا اور چادر اپنے اوپر ڈالی، اور پھر تیزی سے بجلی کی طرح سے اپنی قبر سے نکلی اور دوڑتی ہوئی اپنے گھر کی طرف بھاگی۔ اور اپنے گھر جا کر ایک کمرے میں جا کر چھپ کر اندر سے کنڈی لگالی اب جو لوگ قبرستان سے آئے تھے دوڑ کر اس کے گھر پہنچے۔ اور اب انہیں وہاں جا کر یہ معلوم ہوا کہ اس نے کمرے کے اندر سے کنڈی لگالی ہے ان لوگوں نے دستک دی کہ کنڈی کھولو۔ اندر سے اس عورت نے جواب دیا کہ میں کنڈی تو کھول دوں گی لیکن کمرے کے اندر وہ شخص داخل ہو کہ جس کے اندر مجھے دیکھنے کی تاب ہو کہ اس وقت میری حالت ایسی ہے کہ ہر آدمی مجھے دیکھ کر برداشت نہیں کر سکے گا۔ لہٰذا کوئی دل گردے والا شخص اندر آئے اور آ کر میری حالت دیکھے۔

کپڑے چادر وغیرہ لے کر آئے اور لاکر قبر کے اندر پھینک دیئے اس عورت نے ان کپڑوں کو پہنا اور چادر اپنے اوپر ڈالی، اور پھر تیزی سے بجلی کی طرح سے اپنی قبر سے نکلی اور دوڑتی ہوئی اپنے گھر کی طرف بھاگی۔ اور اپنے گھر جا کر ایک کمرے میں جا کر چھپ کر اندر سے کنڈی لگالی اب جو لوگ قبرستان سے آئے تھے دوڑ کر اس کے گھر پہنچے۔ اور اب انہیں وہاں جا کر یہ معلوم ہوا کہ اس نے کمرے کے اندر سے کنڈی لگالی ہے ان لوگوں نے دستک دی کہ کنڈی کھولو۔ اندر سے اس عورت نے جواب دیا کہ میں کنڈی تو کھول دوں گی لیکن کمرے کے اندر وہ شخص داخل ہو کہ جس کے اندر مجھے دیکھنے کی تاب ہو کہ اس وقت میری حالت ایسی ہے کہ ہر آدمی مجھے دیکھ کر برداشت نہیں کر سکے گا۔ لہٰذا کوئی دل گردے والا شخص اندر آئے اور آ کر میری حالت دیکھے۔

اب سب لوگ اندر جانے سے ڈر رہے تھے مگر دو چار آدمی جو مضبوط دل والے تھے انہوں نے کہا کہ تم کنڈی کھولو ۔ ہم اندر آئیں گے چنانچہ اس نے کنڈی کھول دی اور یہ اندر چلے گئے!

بے پردگی کا سخت عذاب

اندر وہ عورت اپنے آپ کو چادر میں چھپائے بیٹھی تھی جب یہ لوگ اندر پہنچے تو اس عورت نے سب سے پہلے اپنا سر کھولا! ان لوگوں نے دیکھا کہ اس کے سر پر ایک بال بھی نہیں بال بھی نہیں ہے۔ وہ بالکل خالی کھوپڑی ہے نہ اس پر بال ہیں اور نہ ہی کھال ہے۔ صرف خالی ہڈی ہڈی ہے لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تیرے بال کہاں گئے؟

اس عورت نے جواب دیا کہ جب میں زندہ تھی تو میں گھر سے ننگے سر باہر نکلا کرتی تھی۔ پھر مرنے کے بعد میں قبر میں لائی گئی تو فرشتوں نے میرا ایک ایک بال نوچا اور اس نوچنے کے بعد نتیجے میں بال کے ساتھ کھال بھی نکل گئی اب میرے سر پر نہ بال ہیں اور نہ ہی کھال ہے۔

نامحرم کے سامنے زینت ظاہر کرنے سزا

اس کے بعد اس عورت نے اپنا منہ کھولا۔ جب لوگوں نے اس کا منہ دیکھا تو وہ اتنا خوفناک ہو چکا تھا کہ سوائے دانتوں کے کچھ نظر نہ آیا۔ نہ ہی اوپر کا ہونٹ موجود تھا اور نہ ہی نیچے کا ہونٹ موجود تھا۔ بلکہ بتیس کے بتیس دانت ہی سامنے جڑے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ سوچیئے اگر کسی انسان کے صرف دانت ہی دانت نظر آئیں تو کتنا ڈر معلوم ہوتا ہے اب ان لوگوں نے اس عورت سے پوچھا کہ تیرے ہونٹ کہاں گئے؟

اس عورت نے جواب دیا، میں فیشن کے طور پر چہرہ کھول کر نامحرم لوگوں (مردوں) کے سامنے جایا کرتی تھی۔ اس کی سزا میں میرے ہونٹ کاٹ لیے گئے اس لیے اب میرے چہرے پر ہونٹ نہیں ہیں!

ناخن پالش پر عذاب

اس کے بعد اس عورت نے اپنے ہاتھ اور پیر (پاؤں) کی انگلیاں کھولیں کہ اس کے ہاتھ اور پیروں کی انگلیوں میں ایک بھی ناخن نہیں تھا تمام انگلیوں کے ناخن غائب تھے۔ اس سے پوچھا تیرے ناخن کہاں گئے؟

اس عورت نے جواب دیا ناخن پالش لگانے کی وجہ سے میرا ایک ایک ناخن کھینچ لیا گیا۔ چونکہ یہ سارے کام کرکے گھر سے باہر نکلا کرتی تھی اس لیے جیسے ہی مرنے کے بعد قبر میں پہنچی تو میرے ساتھ یہ معاملہ کیا گیا اور مجھے یہ سزا ملی کہ۔

میرے سر کے بال بھی نوچ لئے گئے۔

میرے ہونٹ بھی کاٹ دیئے گئے۔

میرے ناکن بھی کھینچ لئے گئے۔

اتنی بات کرنے کے بعد وہ بے ہوش ہوگئی اور مردہ ہو گئی۔ جیسے لاش ہوتی ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے دوبارہ اس کو قبرستان پہنچا دیا۔ اللہ تعالیٰ کو عبرت دکھانی مقصود تھی کہ دیکھو! اس عورت کا کیا انجام ہوا؟ اور اس کو کتنا ہولناک عذاب دیا گیا ہے؟

بے پردہ خواتین اس واقعہ سے عبرت لیں۔ اور ان گناہوں سے دل سے توبہ کرلیں بے پردگی سے بچنے اور بچانے کے لیے امیر اہل سنت حضرت علامہ مولانا ابوالبلال محمد الیاس قادری عطاری صاحب کا رسالہ "زخمی سانپ" کا ضرور مطالعہ کریں۔

یہ واقعہ جو بیان ہوا گلگشت میں آیا۔ ہو سکتا ہے کہ کسی کے دل میں یہ شک پیدا ہو کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے تو عرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کی شان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتا ہے کہ "ان اللہ علی کل شیء قدیر" بے شک اللہ سب کچھ کرسکتا ہے۔" (پارہ اول آیت ۲۰)

تو جب اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے تو اس کے لیے یہ کوئی مشکل بات نہیں بلکہ آپ قرآن مجید اور تاریخ اٹھا کر دیکھیں تو ایسے بے شمار واقعات قرآن مجید اور تاریخ اسلام میں ملیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت عزیر علیہ السلام کا واقعہ بیان فرمایا۔

اللہ تعالیٰ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔

فاماتہ اللہ مائۃ عام ثم بعثہ ط

تو اللہ نے اسے مردہ رکھا سو برس پھر زندہ کردیا۔

قال کم لبثت ط قال لبثت یوما او بعض یوم

فرمایا تو وہاں کتنا ٹھہرا۔ عرض کی دن بھر ٹھہرا ہوں گا۔ یا کچھ کم

جلوت مکتوب

عقائد و معمولات اہلسنت

(مکتوبات امام ربانی کی روشنی میں)

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ معاشرے کے اس عظیم طبقے کے قافلۂ سالار ہیں جس نے جہاں نو کی خبر دی، جس نے اسلام کا بول بالا کیا، جس نے دلوں کو ملایا، جس نے اسلام کے لیے سب کچھ لٹایا، جو کچھ کہا، اللہ کے لیے کہا..... جو کچھ کیا اللہ کے لیے کیا..... آیئے ایسی عظیم ہستی کے ارشادات کی روشنی میں عقائد و معمولات اہل سنت کا ایک سرسری جائزہ لیں..... ذیل میں بعض مسائل کے بارے میں مکتوبات امام ربانی سے اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں.....

محبت و صحبت اولیاء

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے آغاز میں ہی صلحاء کا ذکر فرمایا ہے پھر اپنے دوستوں کا ذکر فرمایا ہے اور ان کے بلند درجات، مقامات و کمالات کا ذکر بھی فرمایا ہے اور ذکر کا مقصد ہی یہ ہے کہ ان کو یاد رکھا جائے، ان سے محبت کی جائے، ان کی پیروی کی جائے۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ خود ایک عارف کامل تھے اور اس کا ادراک رکھتے تھے کہ اولیاء کاملین کی صحبت اللہ کی عظیم نعمت ہے، ایک مکتوب میں آپ فرماتے ہیں:

اس گروہ (اولیاء اللہ) کی صحبت جوان کیمعرفت پر مترتب ہوتی ہے، حق سبحانہ، وتعالیٰ کی بڑی نعمتوں میں سے ہے، دیکھئے کس صاحب نصیب کو اس نعمت سے مشرف فرماتے ہیں۔

دوسرے مکتوب میں فرماتے ہیں:

ان کی صحبت کی برکتیں کیا بیان کی جائیں، یہ کتنی بڑی سعادت ہے کہ حق تعالیٰ عز وجل کے دوست کسی شخص کو قبول کرلیں چہ جائیکہ اس کو محبت وقرب سے ممتاز فرمائیں۔ یہ وہ لوگ ہیں، جن کا ہم نشین کبھی بدنصیب نہیں ہوتا۔ غرضیکہ ان کی صحبت کو غنیمت جانیں اور آداب صحبت کو مدنظر رکھیں تاکہ تاثیر پیدا ہو۔

وسیلۂ انبیاء واولیاء

وسیلہ کے بغیر انسان ایک قدم آگے نہیں بڑھ سکتا..... کھانے، کمانے، چلنے، پھرنے، لکھنے، پڑھنے، سب ہی کے لیے وسیلے کی ضرورت ہے..... دور جدید تو وسیلوں کا دور ہے، ان وسیلوں سے ہم دور دراز کا سفر کر سکتے ہیں، میلوں فاصلوں سے باتیں کر سکتے ہیں اور ہجر و فراق میں وصل و ملاقات کا لطف اٹھا سکتے ہیں وسیلوں کو ترک کر دیں تو سفر زندگی یکا یک رک جائے..... اللہ نے اپنے کرم سے وسیلوں کو پیدا کیا، ہمیں شکر ادا کرنا چاہئے وہ اپنے کرم سے بغیر وسیلے ہی اپنے انعام و اکرام سے نواز سکتا ہے پھر بھی فرمایا:۔ ترجمہ (اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈ و اور اس کی راہ میں جہاد کے کر و اس امید پر کہ فلاح پاؤ) ہاں اس تک رسائی کے لیے وسیلے تلاش کرنا، نیک اعمال کا وسیلہ، نیک لوگوں کا وسیلہ کہ جب نیک عمل وسیلہ بن سکتا ہے اور عمل کرنے والا تو بدرجہ اولیٰ وسیلہ بن سکتا ہے کیوں کہ عمل اس کا تابع ہے، وہ عمل کا تابع نہیں..... وسیلہ اس لیے اختیار کرو تا کہ تم مراد کو پہنچو.....

وسیلہ کے بغیر انسان ایک قدم آگے نہیں بڑھ سکتا..... کھانے، کمانے، چلنے، پھرنے، لکھنے، پڑھنے، سب ہی کے لیے وسیلے کی ضرورت ہے..... دور جدید تو وسیلوں کا دور ہے، ان وسیلوں سے ہم دور دراز کا سفر کر سکتے ہیں، میلوں فاصلوں سے باتیں کر سکتے ہیں اور ہجر و فراق میں وصل و ملاقات کا لطف اٹھا سکتے ہیں ٹ وسیلوں کو ترک کر دیں تو سفر زندگی یکا یک رک جائے..... اللہ نے اپنے کرم سے وسیلوں کو پیدا کیا، ہمیں شکر ادا کرنا چاہئے وہ اپنے کرم سے بغیر وسیلے ہی اپنے انعام و اکرام سے نواز سکتا ہے پھر بھی فرمایا:۔ ترجمہ (اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈ و اور اس کی راہ میں جہاد کے کر و اس امید پر کہ فلاح پاؤ) ہاں اس تک رسائی کے لیے وسیلے تلاش کرنا، نیک اعمال کا وسیلہ، نیک لوگوں کا وسیلہ کہ جب نیک عمل وسیلہ بن سکتا ہے اور عمل کرنے والا تو بدرجہ اولیٰ وسیلہ بن سکتا ہے کیوں کہ عمل اس کا تابع ہے، وہ عمل کا تابع نہیں..... وسیلہ اس لیے اختیار کرو تا کہ تم مراد کو پہنچو.....

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے کئی مقامات پر وسیلہ کا ذکر فرمایا، اللہ کے محبوبوں کا وسیلہ..... ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں،

''آپ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطہ کے بغیر کسی کو مطلوب تک وصول محال ہے۔

گورنر پنجاب قلیج خان کے بیٹے قلیج اللہ کو ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔

''بہر حال اس گروہ (اہل اللہ) کی محبت کا رشتہ ہاتھ سے نہ چھوڑیں اور ان لوگوں کے ساتھ التجا و عاجزی اپنا شعار بنائیں اور منتظر رہیں کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ ان لوگوں کی محبت کے وسیلے سے اپنی محبت سے مشرف فرمائے اور پوری طرح

اپنی طرف کھینچ لے اور ان جنجالوں (غیر شرعی دینوی تعلقات) سے بالکل آزاد کردے۔''

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ فرض کا اپنا ثواب ہے مگر اگر کوئی اس نیت سے فرض ادا کرے کہ یہ صدقہ ہے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا تو مزید برکتوں سے بھی سرفراز ہو۔ آپ فرماتے ہیں:

''کوئی شخص فرائض میں کسی فرض کو ادا کرتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ متابعت کی نیت بھی کرتا ہے اور کہتا ہے اس فرض کو ہمارے نبی نے ادا کیا ہے اس لیے ہم بھی ادا کرتے ہیں تو اس صورت میں امید ہے کہ وہ ادائے فرض کے ثواب کے علاوہ متابعت کا ثواب علیحدہ پائے اور اس نبی کے ساتھ مناسبت پیدا کرنے سے مزید برکات سے بھی مستفید ہو۔''

محافلِ عُرس

عالم اسلام میں چند صدیوں سے یہ رواج ہوگیا ہے کہ بزرگان دین کے ایام وصال پر ان کی یاد میں محفل منعقد کی جاتی ہے۔ جس میں قرآن کریم پڑھا جاتا ہے کلمہ طیبہ اور درود پاک کا ورد ہوتا ہے، نعت و منقبت بھی پڑھی جاتی ہے اور اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک بھی ہوتا ہے۔ ایسی محافل کو عرس کا نام دیا جاتا ہے...... اللہ کے محبوبوں کی یاد میں محفلیں سجانے کا تو قرآن کریم میں بھی حکم ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا وذکرھم بایام اللہ خود اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہیں...... پھر جو کچھ عرس میں ہوتا ہے قرآن و حدیث میں اس کی تائید تو ہے ممانعت نہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے پیرو مرشد خواجہ محمد باقی باللہ علیہ الرحمہ کا دہلی میں عرس ہوتا تھا اور آپ اس میں شریک ہوتے تھے۔ چنانچہ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے عرس کے زمانے میں دہلی پہنچ کر یہ خیال تھا کہ آپ کی عالی خدمت میں بھی حاضر ہوں کہ اس اثناء میں روانگی کی خبر پھیل گئی، مجبور توقف کر کے چند نامربوط کلموں سے آپ کو تکلیف دے رہا ہوں۔''

چادر پوشی

۱۰۲۹ھ سے ۱۰۳۳ھ تک حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ جہاں گیر بادشاہ کی خواہش پر اس کے ہمرکاب رہے، اسی زمانے میں آپ نے اجمیر شریف میں خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضری دی، مزار مبارک پر مراقب تھے کہ اس دوران مزار مبارک کی چادر بدلی گئی، جب مراقبے سے فارغ ہوئے تو یہ چادر خادموں نے آپ کی خدمت میں پیش کر دی، آپ نے سرد آہ کھینچی اور فرمایا:

'لباسے ازیں نزدیک بہ حضرت خواجہ نہ بود لاجرم آں راہما لطف مودند۔ برائے تکفین نگاہ داشتہ باش۔''

ترجمہ: اس لباس سے قریب حضرت خواجہ کے قریب کوئی لباس نہ تھا، لامحالہ وہی عطا فرمادیا، ہماری تکفین کے لیے یہ محفوظ رکھا جائے۔

ایصالِ ثواب

مرنے کے بعد انسان کی اپنی کمائی کا سلسلہ بند ہو جاتا ہے، ہاں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق دوسروں کی نیک کمائی سے مرنے والوں کو ضرور فائدہ پہنچتا ہے اسی لیے بزرگوں نے ایصال ثواب کا طریقہ اپنایا ہے، اس کو روکنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی مجبور و معذور انسان کی مدد سے روکے اور یہ سراسر ظلم ہے۔ خواص اور اخص الخواص کی بات الگ ہے عام مرنے والے مسلمان اپنے عزیزوں کی اعمال خیر کے انتظار میں رہتے ہیں...... حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میت قبر میں اس ڈوبنے والے کی طرح ہے جو مدد کے لیے پکار رہا ہے۔ وہ مردہ اپنے والد، والدہ بھائی یا دوست کی طرف سے ہر وقت دعا کا منتظر رہتا ہے، جب قبر میں کسی کی دعا پہنچ جاتی ہے تو وہ اس کے نزدیک دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔''

بدعات

جہاں تک ان بدعات کا تعلق ہے جو سنت میں کمی بیشی کر کے ایجاد نہیں کی گئیں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ ان کی تائید فرماتے ہوئے یہ حدیث پیش کرتے ہیں:

''جس نے کسی اچھی سنت کو جاری کیا تو اس کے لیے اس کے جاری کرنے کا اجر ہے اور جس نے اس پر عمل کیا اس کا اجر بھی اس کے لیے ہے۔''

اس حدیث پاک کی تشریح کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

''اس طرح ہر وہ نیک کام جو کسی امتی سے وجود میں آتا ہے، اس عمل کا جس قدر اجر عامل کو ملے گا اسی قدر اجر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی ملتا ہے بغیر اس کے کہ عامل کے اجر میں کسی قسم کی کمی واقع ہو۔''

ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:

''جب ان بزرگوں کے حرکان و سکنات (حق تعالیٰ) کے اذن پر موقوف ہیں تو بے شک دوسروں کے نفل بھی ان کے لیے فرض ہوں گے مثلاً ایک فعل شریعت کے حکم سے ایک شخص کی نسبت نفل ہے اور وہی فعل دوسرا شخص کے لیے الہامی حکم سے فرض ہے۔ پس دوسرے لوگ کبھی نوافل ادا کرتے ہیں اور کبھی امور کے مرتکب ہوتے ہیں مگر یہ بزرگوار جس کام کو مولیٰ جل سلطانہ کے امر و اذن سے کرتے ہیں وہ سب فرض ہی ہوتے ہیں۔ دوسرے کے مستحب و مباح ان کے لیے فرائض کا درجہ رکھتے ہیں۔ اس تحقیق سے ان بزرگوں کی بلندی شان معلوم کرنا چاہئے۔''

عالم اسلام میں چند صدیوں سے یہ رواج ہوگیا ہے کہ بزرگان دین کے ایام وصال پر ان کی یاد میں محفل منعقد کی جاتی ہے۔ جس میں قرآن کریم پڑھا جاتا ہے کلمہ طیبہ اور درود پاک کا ورد ہوتا ہے، نعت و منقبت بھی پڑھی جاتی ہے اور اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک بھی ہوتا ہے۔ ایسی محافل کو عرس کا نام دیا جاتا ہے...... اللہ کے محبوبوں کی یاد میں محفلیں سجانے کا تو قرآن کریم میں بھی حکم ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا وذکرھم بایام اللہ خود اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہیں...... پھر جو کچھ عرس میں ہوتا ہے قرآن و حدیث میں اس کی تائید تو ہے ممانعت نہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے پیرو مرشد خواجہ محمد باقی باللہ علیہ الرحمہ کا دہلی میں عرس ہوتا تھا اور آپ اس میں شریک ہوتے تھے۔

ڈاکوئوں کے سردار کی زندگی بدل گئی

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

تحریر: علامہ ارشد القادری مدظلہ العالی

عبداللہ عراق کا مشہور ڈاکو، ہلاکت خیز، غارت گر اور ستم پیشہ قاتل، آج ایک خوف ناک مہم سے پلٹ کر اپنے گھر آیا تھا۔ کافی سے زیادہ رات گزر چکی تھی ساتھیوں نے رخصت ہوتے وقت دریافت کیا؟ سردار! دوسری مہم کی تیاری کب تک ہوگی؟

آج جانے کیا بات تھی کہ اس سول پر عبداللہ کے چہرے سے خوشی کا کوئی نشان نہیں ظاہر ہوا، اس نے نہایت بے دلی سے جواب دیا ابھی کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ تیاریوں کی اطلاع تمہیں وقت سے پہلے دی جائے گی۔ ساتھیوں کو رخصت کر کے جب وہ اپنے بستر پر لیٹا تو ایک نہ معلوم کسک سے اس کا دل بوجھل تھا ہزار کوشش کے باوجود اسے نیند نہیں آرہی تھی۔ چند ہی لمحوں کے بعد اسے ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی اس کے دل کے دروازے پر دستک دے رہا ہو۔ وہ حیران کے عالم میں گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔ غفلتوں کی نیند بہت گہری تھی اس لیے منہ پھیر کر لیٹ گیا۔ لیکن اس مرتبہ دل کا بند دروازہ نیم باز ہو چکا اور ہاتف غیب کی سرگوشیوں کے لیے گنجائش نکل آئی تھی۔

اچانک دل کے روزن سے کوئی بہت دھیمی آواز میں کہہ رہا تھا۔ ظالم! ذرا پیچھے پلٹ کر دیکھ! تیرے نامہ زندگی کا ایک ایک ورق سیاہ ہو چکا ہے۔ مظلوموں کی آہ، بے گناہوں کے خون اور معاصی کے بوجھ سے تیری مغرور گردن اب ٹوٹنا ہی چاہتی ہے۔ مرنے کے بعد جب تو ایک باغی مجرم کی طرح خدائے قہار کے سامنے کھڑا کیا جائے گا تو دہشت وجلال سے تیرا کلیجہ پھٹ جائے گا انجام کی رسوائی اور جہنم کے ہولناک عذاب سے بچنا چاہتا ہے تو اب بھی وقت ہے۔ اٹھ! اور اپنے خاکی جسم سے شیطان کا یہ پیراہن اتار کر پھینک دے۔ مغفرت وکرم کا دروازہ ابھی کھلا ہوا ہے


جرمنی کے شہر بون کے نواحی جنگلات میں درختوں میں قطار در قطار پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا [illegible] نظر آرہا ہے

جیسے بھی ممکن ہو اپنے روٹھے ہوئے مولیٰ کو راضی کر لے۔

ہاتف غیب کی یہ خاموش صدا نہایت تیز نشتر کی طرح عبداللہ کے جگر کے پار ہوگئی اور اسے تڑپتے ہوئے بسمل کی گھائل کر گئی۔

اب دل کی اندرونی حس بیدار ہو چکی تھی اور عمر بھر کی کثافتوں کا غبار آنکھوں کی راہ سیلاب کی طرح بہہ رہا تھا۔

اسی عالم اضطراب میں عبداللہ اپنے بستر سے اٹھا اور رات کی تاریکی میں اپنے سب سے زیادہ قابل اعتماد ساتھی جعفر کے گھر گیا۔ عبداللہ کی بے وقت آمد سے جعفر گھبرا اٹھا اس نے جلدی سے پوچھا کیا کسی فوری مہم کی تیاری ہے؟...... عبداللہ نے آبدیدہ ہو کر جواب دیا۔

"ہاں! آج زندگی کی سب سے بڑی مہم ہے میرے دوست؟" اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

یہ اچانک تمہیں کیا ہو گیا ہے سردار! ہچکیاں بھرتے ہوئے عبداللہ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے" جعفر اس وقت میں ہولناک تباہی کے دہانے پر کھڑا ہوں اپنی سیہ کار زندگی اور بھیانک انجام کے قصور سے میرا دل بیٹھا جا رہا ہے۔ خدارا بتاؤ کہ ایک باغی مجرم کی طرح عمر کا جو حصہ میں نے گزارا ہے کیا اب کسی طرح اس کی تلافی ہو سکتی ہے؟ کیا اس رحمت خاص کا کہیں سراغ لگ سکتا ہے۔ جس کے تئیں نامہ عمل کی سیاہی دھونے کے لیے دیدہ شرمسار کا فقط ایک قطرہ کافی ہے۔

جعفر! میں اندھیرے میں بھٹک رہا ہوں مجھے چراغ دکھاؤ۔ میں اپنے رب کی طرف پلٹنا چاہتا ہوں میری رہ نمائی کرو میں گھائل ہو گیا ہوں میرے زخموں کی ٹیس کے لیے کوئی مرہم بتاؤ......

اتنا کہتے کہتے عبداللہ کی آواز حلق میں پھنس گئی اور وہ چپ ہو گیا ایک غمگسار چارہ گر کی زبان میں جعفر نے جواب دیا۔ دل کا یہ رقت انگیز انقلاب اور سوز و کرب کی یہ نئی منزلیں تمہیں مبارک ہو سردار! افسوس! کہ تمہاری طرح میں بھی اس کوچے سے ناآشنا ہوں۔ البتہ اتنی بات ضرور جانتا ہوں کہ خدا کی تلاش میں نکلنے والے سب سے پہلے کسی مرشد کامل کی تلاش میں نکلتے ہیں! اس کو پالینے کے بعد خدایابی کی منزل بہت قریب ہو جاتی ہے کہتے ہیں خدا تک بازیابی کے لیے یہی ایک راہ اب تک کھلی ہوئی ہے باقی تمام راستے بند ہیں خدا کی طرف قدم بڑھانا چاہتے ہو تو تمہارے لیے ابھی اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں ہے کہ کسی مرشد کامل کا دامن

تلاش کرو۔

میں نے سنا ہے کہ مرشد کامل ہی اس راہ کے نشیب و فراز سے واقف ہوتا ہے مرشد کامل کے بغیر یہ راہ آج تک کسی نے بھی طے نہیں کی ہے عبداللہ!

جعفر کی اس بات پر عبداللہ کی آنکھیں چمک اٹھیں اس کا سوکھا ہوا چہرہ اس طرح کھل گیا۔ جیسے یاس کی تاریکیوں میں اسے امید کی کوئی کرن نظر آگئی ہو۔ ایک غم نصیب شکرگزار کی زبان میں اس نے جعفر کی ہمدردیوں کے جواب میں کہا۔

میرے دیرینہ ہمدم! تمہاری غم گسار رہنمائی کا شکریہ! تم نے میرے جلتے ہوئے زخموں پر جیسے تسکین کا مرہم رکھ دیا ہے اب اگرچہ میں مایوس نہیں ہوں لیکن میرے دوست! کسی مرشد کامل کی تلاش کا صحیح شعور بھی تو مشکل امر ہے اس مشکل کو بھی اب تم ہی آسان کر دو تم ہی کسی مرشد کامل کا نشان بتاؤ میں اس کی گلی میں سر کے بل جاؤں گا۔ عبداللہ کے اس سوال پر جعفر ایک شریک غم کی طرح پھوٹ پڑا میرے محسن! تم میرا شکریہ ادا کر کے مجھے شرمندہ نہ کرو۔ بارورکور! میرے خون جگر سے اگر تمہارے دل کی آگ بجھ سکتی ہے تو میں اس کے لیے بھی اپنے کو تیار پاتا ہوں۔ مگر مشکل یہ ہے کہ یہ آگ پانی سے نہیں تجلیات کی خنکی سے بجھتی ہے۔

سردار تم اس بات سے ناواقف نہیں ہو کہ میرا اور تمہارا ماحول دونوں کا ایک ہی رہا ہے تمہاری ہی طرح میں بھی ان تمام چشموں سے گریزاں رہا ہوں جہاں خیال وعمل کی طہارت حاصل ہوتی ہے اس لیے تمہاری طرح مجھے بھی کسی مرشد کامل کا کوئی تجربہ نہیں ہے ویسے میرا اپنا خیال ہے کہ مرشد کامل کی تلاش بھی خدا کی تلاش کا نقطۂ آغاز ہے اس لیے اگر تم خدا کا نام لے کر اس مہم پر جو نکل پڑو تو مجھے یقین ہے کہ خدا تمہاری ضرور مدد کرے گا یہ راہ طے نہیں کی جاتی ہے سردار! کرائی جاتی ہے۔ جگر میں ٹیس اپنی بھی تھی لیکن زخموں کی جلن کم ہوگئی تھی یا اس کی تاریکیوں میں آنے والا عبداللہ اب اکیلا نہیں تھا اس کے ہاتھوں میں امید کا چراغ بھی تھا۔

میرے دیرینہ ہمدم! تمہاری غم گسار رہنمائی کا شکریہ! تم نے میرے جلتے ہوئے زخموں پر جیسے تسکین کا مرہم رکھ دیا ہے اب اگرچہ میں مایوس نہیں ہوں لیکن میرے دوست! کسی مرشد کامل کی تلاش کا صحیح شعور بھی تو مشکل امر ہے اس مشکل کو بھی اب تم ہی آسان کر دو تم ہی کسی مرشد کامل کا نشان بتاؤ میں اس کی گلی میں سر کے بل جاؤں گا۔ عبداللہ کے اس سوال پر جعفر ایک شریک غم کی طرح پھوٹ پڑا میرے محسن! تم میرا شکریہ ادا کر کے مجھے شرمندہ نہ کرو۔ بارورکور! میرے خون جگر سے اگر تمہارے دل کی آگ بجھ سکتی ہے تو میں اس کے لیے بھی اپنے کو تیار پاتا ہوں۔ مگر مشکل یہ ہے کہ یہ آگ پانی سے نہیں تجلیات کی خنکی سے بجھتی ہے۔

جعفر کی بات سن کر اضطراب شوق کے خود فراموش عالم میں عبداللہ اٹھا اور سیدھا اپنے گھر لوٹ آیا۔ ستاروں کی چاندنی میں اچانک ایک قافلہ نور زمین کی طرف اترا ہوا نظر آیا شاید کسی فیروز بخت کی دعا آج شرف قبول سے سرفراز ہونے والی تھی۔

عبداللہ اپنی کوٹھری کے ایک تاریک گوشے میں چھپ کر رو رہا تھا۔ کبھی کبھی ہچکیوں کے درمیان رقت و کرب میں ڈوبی ہوئی یہ آواز سنائی دیتی تھی۔

اے مغفرت و کرم کے والی! ایک شرمسار مجرم کو اپنی رحمت کے وسیع دامن میں پناہ دے دے، اے تیرہ بختوں کی امید گاہ اپنی سیاہ کار زندگی سے تائب ہو کر آج میں تیری طرف پلٹ رہا ہوں تو اپنی اونچی بارگاہ سے ایک فریادی کی پکار سن لے، اے دل کے ٹوٹے ہوئے آبگینوں کو جوڑنے والے ہر طرف سے ٹوٹ کر اب تیری راہ میں قدم اٹھا رہا ہوں۔ بھیج دے کسی مرشد کامل کو۔ تیری دہلیز تک مجھے پہنچا دے! بے نیاز مولیٰ! میں تیری بارگاہ عظمت کے سامنے پھوٹ پھوٹ کر روؤں گا۔ مچل مچل کر تڑپوں گا اور زار زار فریاد کروں گا۔ یہاں تک کہ تو مجھ سے راضی ہو جائے۔

رات پچھلے پہر میں داخل ہو چکی تھی۔ جلدی جلدی اس نے دعا تمام کی چاروں طرف ایک حسرت بھری نگاہ ڈالی اور اللہ کا نام لے کر گھر سے نکل پڑا۔ حق کی تلاش میں اس کے سفر کا نقطۂ آغاز تھا گلیوں اور پرپیچ راستوں سے ہوتا ہوا وہ ایک چوراہے پر جا کھڑا ہوا۔ نامعلوم طور پر دل کے یقین نے نشان دہی کی کہ جہاں وہ کھڑا ہے وہی مرشد کامل کی ملاقات کی جگہ ہے انتظار میں کھڑے کھڑے کافی عرصہ بیت گیا۔ ستاروں کی آنکھیں ڈوبنے لگیں۔ امید و بیم کی کش مکش کا یہی عالم تھا کہ چند ہی لمحے کے بعد اسے کچھ فاصلے پر حرکت کرتا ہوا ایک سایہ نظر آیا بے ساختہ دل نے آواز دی۔

''مرشد کامل آ رہا ہے'' پابوسی کے لیے شوق کی نگاہ جھکی۔ عقیدت نے قدم بڑھائے امیدوں نے خیر مقدم کیا اور قریب پہنچ کر اس نے عالم بے خودی میں پکارا۔''

مُرشد کامل! میں تمہارا کب سے انتظار کر رہا ہوں آؤ میرے قریب آؤ! میرے کشور دل پر فرماں رواہ کرو۔ مجھے مرید کر لو مجھے بے دام خرید لو۔ میں تمہارے ہاتھ پر اپنی متاع ہستی بیچ رہا ہوں مجھے اپنے کاکل و رُخ کا غلام بنا لو میں اپنے نصیب دشمن آزادی کو تمہارے قدموں پر نثار کرتا ہوں۔

آنے والے نے حیرانی کے عالم میں جواب دیا۔ میرے بھائی! میں تمہاری زبان نہیں سمجھ رہا ہوں تم جس کا انتظار کر رہے ہو وہ میں نہیں ہوں۔ میں اندھیری راتوں کا سیاح ہوں۔ مجھے اجازت دو تمہاری امیدوں کا مرکز کوئی اور ہوگا۔

عبداللہ نے دامن تھامتے ہوئے کہا کہ میں کس کا انتظار کر رہا ہوں اور میری امیدوں کا مرکز کون ہے یہ جاننا تمہارا کام نہیں میرا کام ہے۔

خدا کے ایک بچھڑے ہوئے بندے کو خدا سے قریب کر دینا تمہاری ہستی کا سب سے بڑا اہم فریضہ ہے مرشد! دیر مت کرو مجھے جلد مرید کر لو تا کہ ایک لمحہ ضائع کیے بغیر تمہاری رہنمائی میں میرے سفر کا دوسرا دور شروع ہو جائے۔''

آنے والے نے ذرا سنجیدہ ہو کر جواب دیا میرے بھائی! میں کہہ رہا ہوں کہ تم نے مجھے غلط سمجھا ہے میں اس راہ کا آدمی نہیں ہوں میں کیا کہوں اور میرا پیشہ کیا ہے اگر تمہیں معلوم ہو جائے تو تم میرے منہ پر تھوک دو گے اس لیے بہتر ہے کہ تم میرے راستے سے ہٹ جاؤ جس مہم پر آج میں اپنے گھر سے نکلا ہوں اب اس کا وقت ختم ہو رہا ہے میرے

ساتھی میرا انتظار کر رہے ہوں گے۔''

ہزار انکار کے باوجود عبداللہ اپنی ضد پر قائم تھا اور کسی طرح بھی اس دامن سے الگ ہونے کے لیے تیار نہیں تھا۔

اب وہ بھی تنگ آ چکا تھا اور ایک اجنبی دیوانے سے پیچھا چھڑانے کا کوئی حیلہ تلاش کر رہا تھا کہ اچانک اس نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا...... تو! نہیں مانتے تو میں نے تمہیں مرید کر لیا۔ اب آج سے تم ہمارے ہاتھ بک گئے۔ جس پر خطر راہ میں تم نے قدم رکھا ہے اسے سلامتی کے ساتھ طے کرنے کے لیے ضروری ہے کہ تم اپنے مرشد کی غیر مشروط اطاعت کرو میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم یہاں کھڑے رہو، جب تک میں واپس نہ آؤ یہیں کھڑے رہنا یقین رکھو واپسی کے بعد میں تمہیں وہ راستے طے کرادوں گا جو بارگاہ ایزدی کی چوکھٹ تک پہنچاتا ہے اچھا اب اجازت دو۔''

یہ کہتا ہوا وہ جس طرف سے آیا تھا اسی طرف واپس لوٹ گیا۔ جب تک وہ نظر آتا رہا۔ عبداللہ کی حسرت بھری نگاہیں اس کے قدم چومتی رہیں۔ صبح ہوگئی اور عبداللہ انتظار میں کھڑا رہا۔ دن چڑھے تک شہر کے ایک مشہور شخص کا گھنٹوں ایک جگہ کھڑے رہنا معمولی بات نہیں تھی۔ ہر طرف سے آدمیوں کا تانتا بندھ گیا۔ لوگوں نے ہزار سمجھایا کہ وہ اپنے گھر واپس چلے لیکن سب کے لیے اس کے پاس ایک ہی جواب تھا۔

میری ہستی کا فرمانروا، میرا مرشد کامل، مجھے حکم دے گیا ہے کہ جب تک پلٹ کر نہ آؤں تم یہیں کھڑے رہنا اب میں اس کی واپسی تک یہاں سے کہیں نہیں ٹل سکتا۔ وہ وعدہ کر گیا ہے کہ مجھے بارگاہ یزدانی کی چوکھٹ تک پہنچادے گا۔

لوگوں نے اصرار کرتے ہوئے کہا، رات بھی ختم ہوگئی اب دن کا آخری حصہ گزر رہا ہے اسے واپس آنا ہوتا تو اب تک آ گیا ہوتا اب اس کا انتظار بے سود ہے اس نے تم سے جھوٹا وعدہ کیا ہے عبداللہ نے یقین کے تیور میں شرابور ہو کر جواب دیا، اپنی زبان کو آلودۂ گناہ مت کرو مرشد کامل کبھی جھوٹ نہیں بولتا وہ ضرور واپس آئے گا۔ دم رخصت اس نے کسی وقت کا تعین نہیں کیا تھا۔ اس لیے اس کی واپسی کی میعاد صبح محشر تک ہے۔ تم لوگ میرے راستے سے ہٹ جاؤ میں عمر کے آخری لمحے تک اس کا انتظار کروں گا۔ دنیا کی ہر چیز حرکت میں تھی وقت کا قافلہ بھی رواں دواں تھا کتنی شام آئیں اور گزر گئیں کتنے سورج نکلے اور ڈوب گئے لیکن عبداللہ اپنی جگہ پر کھڑا تھا کھڑا رہا۔ اب وہ علاقہ کا قابل نفرت جرائم پیشہ نہیں تھا۔ عقیدت کیش نگاہوں کا تماشا بن چکا تھا۔ ہزاروں شیدائی ہر وقت اسے اپنی جھرمٹ میں لیے رہتے تھے۔ مرشد کامل کا انتظار اب تنہا اسی کو نہیں تھا۔ دیوانوں کی ایک بہت بڑی جماعت اس کے شریک حال ہوگئی تھی۔

اچانک اس نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا...... تو! نہیں مانتے تو میں نے تمہیں مرید کر لیا۔ اب آج سے تم ہمارے ہاتھ بک گئے جس پر خطر راہ میں تم نے قدم رکھا ہے اسے سلامتی کے ساتھ طے کرنے کے لیے ضروری ہے کہ تم اپنے مرشد کی غیر مشروط اطاعت کرو میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم یہاں کھڑے رہو، جب تک میں واپس نہ آؤ یہیں کھڑے رہنا یقین رکھو واپسی کے بعد میں تمہیں وہ راستے طے کرادوں گا جو بارگاہ ایزدی کی چوکھٹ تک پہنچاتا ہے اچھا اب اجازت دو۔''

چاندنی رات تھی پچھلا پہر تھا ساری آبادی پر خموشی طاری تھی تماشائی بھی غنودگی کے عالم میں تھے لیکن عبداللہ بدستور کھڑا تھا۔ اس کی آنکھیں انتظار میں کھلی ہوئی تھیں۔

اچانک اسے کسی آنے والے کی آہٹ محسوس ہوئی۔ پلٹ کر دیکھا تو سامنے ایک سفید پوش بزرگ لمبی عبا پہنے ہاتھ میں عصا لیے کھڑے تھے، نگاہوں کا جلال، پیشانی کی طلعت، اور چہرے سے برستا ہوا نور نشان دہی کر رہا تھا کہ انسانی پیکر میں کوئی آسمان کا فرشتہ اتر آیا ہے عظمت خداداد کی دھمک سے عبداللہ کی آنکھیں جھک گئیں دل ایک نامعلوم ہیبت سے مرعوب ہوگیا۔ نووارد بزرگ نے پر شکوہ لہجے میں دریافت کیا یہاں کیوں کھڑے ہو؟ آنکھیں نیچی کیے ہوئے عبداللہ نے جواب دیا! مرشد کامل کے انتظار میں! نووارد بزرگ نے پھر سوال کیا۔ ''کون مرشد کامل'' عبداللہ نے ہمت سے کام لیتے ہوئے کہا وہی مرشد کامل جس کے ہاتھ پر میں مرید ہو چکا ہوں اس نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ تم یہیں میرا انتظار کرو میں واپس ہونے کی بعد تمہیں بارگاہ یزدانی کی چوکھٹ تک پہنچادوں گا۔

نووارد بزرگ نے فہمائش کے انداز میں ارشاد فرمایا۔ میرے عزیز! وہ مرشد کامل نہیں ہے اندھیری راتوں کا سیاح ہے۔ بارگاہ یزدانی کا راستہ اسے خود نہیں معلوم۔ وہ تمہاری رہنمائی کیا کرے گا۔ اب وہ پلٹ کر نہیں آئے گا بلاوجہ اس کے انتظار میں اپنی جان مت ہلاک کرو۔ عبداللہ نے اصرار کرتے ہوئے جواب دیا۔ میرے دل کا یہ یقین کسی طرح متزلزل نہیں ہوسکتا کہ وہ ضرور واپس آئے گا اور اسے بارگاہ یزدانی کا راستہ قطعاً معلوم ہے۔ مرشد کامل کبھی جھوٹ نہیں بول سکتا۔

نووارد بزرگ نے تنبیہہ کے لہجے میں فرمایا۔ ایک غلط بات پر اصرار مت کرو! تم سخت قسم کی فریب میں مبتلا ہو۔ اپنی نادانی سے ایک چور کو تم نے مرشد کامل سمجھ لیا ہے سوتے ہوئے انسانوں کی آنکھوں سے کاجل چرانے والا بھی اگر مرشد کامل ہوسکتا ہے تو شامت کی ماری ہوئی دنیا کو اب مرشد کامل کی کوئی احتیاج نہیں ہے۔ افسوس تمہاری ناسمجھی پر!

اب عبداللہ کا پیمانہ ضبط لبریز ہو چکا تھا مرشد کامل کے خلاف نشتر برداشت نہ ہوسکا تو پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا، ہچکیوں پر قابو پانے کے بعد اس نے درد و کرب کی آگ میں سلگتے ہوئے کہا کہ مجھے سخت افسوس ہے کہ ایک طرف تو آپ کا سراپا دلوں پر ملکوتی اثر ڈال رہا ہے اور دوسری طرف آپ مرشد کامل کی خدمت کر رہے ہیں اتنا مقدس ہو کر آپ کا یہ انداز سمجھ میں نہیں آ رہا ہے گستاخی نہ ہو تو کیا میں آپ کا نام نامی اسم گرامی معلوم کرنے کا اعزاز حاصل کر سکتا ہوں۔

نووارد بزرگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

'میرا نام معلوم کر کے اگر تمہیں کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے تو سن لو کہ مجھے ''خضر'' کہتے ہیں بھٹکے ہوئے مسافروں کو راہ

راست پر لانا میرے منصب کا اہم ترین فریضہ ہے اسی رشتے میں نے تمہاری فہمائش کی ہے۔ نام سنتے ہی عبداللہ نے جھک کر قدموں کا بوسہ لیا عبا کا دامن آنکھوں سے لگایا اور فرط ادب سے کانپتے ہوئے کہا آج میں اپنی خوش نصیبی پر جس قدر بھی ناز کروں کم ہے آج بھی بغیر کسی زحمت التجا کے ان حیرت نصیب جلووں سے میری نگاہیں سیراب ہو رہی ہیں اس کے ساتھ ہی یہ عرض کرنے کی بھی اجازت دی جائے کہ جس مرشد کامل کو چور کہا جا رہا ہے اس سے مرید ہونے کی بعد ہی مجھے یہ شرف حاصل ہو رہا ہے اس چور کی نسبت کا یہ اعزاز کیا میرے لیے قابل فخر نہیں ہے زہے نصیب! کہ آپ کی تشریف ارزانی سے مرشد کامل پر میرا یقین اور پختہ ہوگیا؟

اب عبداللہ کا پیمانہ ضبط لبریز ہو چکا تھا مرشد کامل کے خلاف نشتر برداشت نہ ہو سکا تو پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا، ہچکیوں پر قابو پانے کے بعد اس نے درد و کرب کی آگ میں سلگتے ہوئے کہا کہ مجھے سخت افسوس ہے کہ ایک طرف تو آپ کا سراپا دلوں پر ملکوتی اثر ڈال رہا ہے اور دوسری طرف آپ مرشد کامل کی خدمت کر رہے ہیں اتنا مقدس ہو کر آپ کا یہ انداز سمجھ میں نہیں آ رہا ہے گستاخی نہ ہو تو کیا میں آپ کا نام نامی اسم گرامی معلوم کرنے کا اعزاز حاصل کر سکتا ہوں۔

حضرت خضر نے کریمانہ انداز میں ارشاد فرمایا ''پھر تم نے اسی غلطی کا اعادہ کیا میں مرشد کامل کو چور نہیں بنا رہا تم نے اک چور کو مرشد کامل بنا لیا ہے۔ البتہ اب مشیت کا کچھ ایسا انداز معلوم ہو رہا ہے کہ تمہاری ضد پر ''چور ہی کو مرشد کامل بنا دیا جائے طلب صادق کا یہ جنون اور جذب عشق کا یہ ولولہ شیطان کی دست برد سے محفوظ رہ گیا تو یہ بشارت سن لو کہ اسی جگہ مرشد کامل سے تمہاری ملاقات ہوگی اور اس کے چند لمحوں کے بعد تم بارگاہ یزدانی کی چوکھٹ پر خلعت عرفان سے سرفراز کیے جاؤ گے! انتظار کرو! اس ساعت جاں فروز کا جب تمہارے دل کی سرزمین پر تجلیات الٰہی کا عرش بچھایا جائے گا خدائے قادر تمہارے حوصلہ جنوں انگیز کی حفاظت فرمائے یہ کہتے ہوئے حضرت خضر واپس پلٹے اور دو قدم چل کر نگاہوں سے غائب ہوگئے تھوڑی ہی دیر کے بعد سپیدۂ سحر نمودار ہوا اور عبداللہ کے نصیبے کی رات کی تاریکی چھٹنے لگی آج عرصہ دراز کے بعد عبداللہ کو ذرا سی نیند آئی تھی۔ آنکھ لگتے ہی اس نے دیکھا کہ کارکنان قضا و قدر عرش الٰہی کے سائے میں کھڑے ہیں ناگہاں حجاب عظمت سے ایک آواز آئی اور فرشتے ہیبت جلال سے سجدہ ریز ہوگئے۔

اندھیری راتوں کا سیاح، یا عبداللہ کا مرشد کامل جس کا نام یحییٰ تھا۔ آج بے حد مسرور تھا بغداد عروس البلاد کے متعلق بہت ساری روایتیں اس نے سنی تھیں۔ بہت دنوں سے اسے اشتیاق تھا کہ ایک بار چل کر اس دولت مند شہر میں قسمت آزمائی کی جائے۔ آج چند حوصلہ مند ساتھیوں کی مدد سے بغداد کی مہم کا پروگرام طے پا گیا تھا۔

مشورے کے مطابق صبح سویرے بغداد کے لیے روانگی تھی اس لیے رات ہی کو تمام ساتھی ایک جگہ جمع ہوگئے اور پو پھٹتے ہی اندھیری رات کے سیاحوں کا یہ دستہ بغداد کی طرف روانہ ہوگیا۔

جیسے جیسے بغداد قریب آتا جا رہا تھا نا معلوم طور پر یحییٰ کے دل کی دھڑکن تیز ہوتی جا رہی تھی اپنی اس بے چینی کا اس نے ساتھیوں سے کئی بار ذکر کیا لیکن انہوں نے اس کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں دی۔

کئی دن شب و روز چلنے کے بعد یہ معلوم کر کے سب کو خوشی ہوئی کہ اب بغداد ایک منزل کی مسافت پر رہ گیا تھا۔ شام ہو چکی تھی ایک وادی کے نشیب سی گزرتے ہوئے جیسے وہ بلندی پر چڑھے سامنے بغداد کا حسین شہر جھلک رہا تھا۔ منزل مقصود پر نظر پڑتے ہی روح مسکرائی اور دل جھوم اٹھا تھوڑی ہی دیر کے بعد یہ دستہ بغداد کے شہر میں داخل ہو چکا تھا ایک وسیع شاہراہ سے گزرتے ہوئے ایک عالی شان عمارت نظر آئی دروازے پر سواریوں کا ہجوم گھوڑوں کی قطار اور اونٹوں کی بھیڑ دیکھ کر یحییٰ (عبداللہ کا مرشد کامل) چلتے چلتے رک گیا اس کا اندازہ غلط نہیں تھا کہ یہ شہر کے کسی بڑے رئیس کا گھر ہے پاس ہی کھڑے ہوئے ایک راہ گیر سے دریافت کیا۔

کیا یہ شہر کے بڑے رئیس کا گھر ہے؟ اس نے جواب دیا صرف شہر ہی کے نہیں بلکہ روئے زمین کے سب سے بڑے رئیس کا گھر ہے آج تک اس کے خزانے کی کوئی تھاہ نہیں پا سکا اس کے قدموں کے نیچے سونے اور جواہرات کے کان بچھے رہتے ہیں ہفت اقلیم کی بادشاہ اس کے گھر کی ایک معمولی کنیز ہے، ہواؤں، دریاؤں، صحراؤں، پہاڑوں، ہر جگہ اس کی شوکت اقتدار کا پرچم گڑا ہوا ہے راہ گیر کی یہ بات سن کر اس کا دماغ ایک نامعلوم ہیبت سے مرعوب ہوگیا فرط حیرت سے آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں بڑی مشکل سے یہ الفاظ ادا ہو سکے اس رئیس کا نام کیا ہے؟

''ایک نام ہو تو کوئی بتائے بے شمار نام ہیں اس کے''

دست گیر کونین، شیخ الثقلین، خواجۂ کائنات، سلطان القطاب، مخدوم الوریٰ غوث الاعظم، امام اعظم، جیلان محبوب سبحانی یہ اور اس طرح کے ناموں کا ایک زریں سلسلہ اس کی ذات سے منسوب ہے۔ راہ گیر نے جلدی میں جواب دیا اور ایک لمحہ رکے بغیر آگے بڑھ گیا۔ یحییٰ نے فاتحانہ انداز میں اپنے ساتھیوں سے کہا معلوم ہوتا ہے آج قسمت کا ستارہ عروج پر ہے، اتنے بڑے دولت مند کے گھر کا غبار ہی ہاتھ آ گیا تو عمر بھر کے لیے کافی ہے آدھی رات تک غور و فکر کے بعد ساری تیاریاں مکمل ہوگئیں یحییٰ نے نہایت ہوشیاری کے ساتھ سب کے فرائض تقسیم کر دیے آج جانے کیا بات تھی کہ غوث الوریٰ کی خانقاہ کا عقبی دروازہ کھلا ہوا تھا۔ رات کافی ڈھل چکی تھی سارا بغداد نیند کی خموشی میں شرابور تھا کہیں کہیں سے رات کے پاسبانوں کی آواز کان میں آ رہی تھی۔

یحییٰ دبے پاؤں خانقاہ کی عقبی دیوار کی طرف بڑھا دروازہ کھلا ہوا دیکھ کر اس کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں دل کی تیز دھڑکنوں کے ساتھ ہمت کر کے اندر داخل ہوا اندھیرے میں دیر تک ادھر ادھر ٹٹولتا رہا لیکن کوئی چیز ہاتھ نہیں آئی سخت

حیران تھا کہ اتنے بڑے رئیس کا گھر اور بالکل خالی ناکامی کی حسرت کے ساتھ واپس ہوتے ہوئے سوچا کہ کیوں نہ اس گھر کا غبار ہی لیتے چلیں ممکن ہے اس میں سونے اور جواہرات کی راکھ چھپی ہو۔

چاروں طرف سے گرد و غبار جمع کر کے ایک چھوٹی سی گٹھری بنائی اور لے کر جونہی دروازے سے باہر قدم نکالا کہ اچانک آنکھوں تلے اندھیرا چھا گیا دو چار پلک جھپکانے کے بعد اسے محسوس ہوا کہ آنکھوں کی روشنی زائل ہو چکی ہے گھبرا کر بیٹھ گیا دل ڈوب رہا تھا آگے بڑھنے کی ہمت جواب دے چکی تھی اتنے میں قریب ہی سے پاسبانوں کی آواز کان میں آئی، گھبرا کر پھر گھر کے اندر پلٹا اور ایک کونے کے اندر چھپ کر بیٹھ گیا کونین کا دستگیر اور ثقلین کا غوث تہجد کی نماز سے فارغ ہو چکا تھا۔ عارض تاباں سے نور کی کرن پھوٹ رہی تھی پیشانی کی موجوں میں کرن لہرا رہا تھا آنکھوں سے تجلیات کے چشمے ابل رہی اور دل کی شمع فروزاں تعلیم ولایت کے نگارخانوں کو چمکا رہی تھی۔

سامنے رجال الغیب ہاتھ باندھے کھڑے تھے ایک نقیب نے آگے بڑھ کر عرض کیا۔

عالم پناہ! فلاں شہر کے ابدال کا انتقال ہو گیا ہے زبان حق ترجمان سے مغفرت و رحمت کی دعا دیتے ہوئے سرکار غوث الوریٰ آگے بڑھ گئے۔ اچانک کسی کے قدموں آہٹ پا کر یحییٰ کانپ اٹھا بھاگنے کا ارادہ ہی کر رہا تھا کہ کچھ سوچ کر وہیں بیٹھ گیا۔

آج میرے گھر کون مہمان ہے کشور دل کو فتح کر لینے والی ایک آواز کان میں آئی امید و بیم کی کشمکش میں کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد ایک اقبالی مجرم کی طرح بمشکل تمام یہ الفاظ اس کے منہ سے نکلے۔

سرکار؟ میں ہوں ایک شامت نصیب! اندھیری راتوں کا سیاح دولت خداداد کا شہرہ سن کر یہاں آیا تھا لیکن مصیب کے ہاتھوں گرفتار ہو کر رہ گیا اب زندگی کا سب سے بڑا ماتم یہ ہے کہ یہاں آ کر اپنی آنکھوں کی بینائی کھو بیٹھا ہوں آہ! روئے زمین کے سب سے بڑے رئیس کے گھر کتنی امیدیں لے کر آیا تھا اب کون جانے قسمت کا کیا انجام ہوگا اتنا کہتے کہتے اس کی آواز حلق میں پھنس گئی اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

روؤ مت! کرم کا آبگینہ بڑا نازک ہوتا ہے ذرا سی ٹھیس سے گھائل ہو جاتا ہے۔ لو! میرے دامن میں اپنی بھیگی پلکوں کا آنسو جذب کر لو یہ مایوس امیدوں کی پناہ گاہ ہے یہاں مجرم کو سزا نہیں دی جاتی، دل تطہیر کی جاتی ہے اپنی ناکامی کا افسوس دل سے نکال دو۔ میری چوکھٹ کا امیدوار آج تک خالی ہاتھ واپس نہیں لوٹا ہے صبر سے کام لو آنکھوں کی روشنی نفع کے ساتھ واپس ہوگی یہ فرماتے ہوئے سرکار غوث الوریٰ اس کے بالکل قریب آ گئے۔ دوسرے ہی لمحے کرم کی نگاہ کارساز اٹھی اور اس کی بے نور آنکھوں کی راہ سے دل تک پہنچ گئی بس اب کیا تھا آن کی آن میں عرفان کے سارے لطائف کھل گئے اور اب پلک جھپکی تو عالم ناسوت کی آخری سرحد پر کھڑا تھا اب ہر طرف تجلیات کا چہرہ اس کی نگاہوں کے سامنے فروزاں تھا۔ اب وہ اندھیری راتوں کا سیاح نہیں۔ ولایت کی اقلیم کا تاجدار بن چکا تھا۔ غوث الوریٰ کی سرکار سے حکم صادر ہوا۔

ابھی ابھی اطلاع آئی ہے کہ فلاں شہر کے ابدال کا انتقال ہو گیا ہے آج سے اس جگہ پر تمہیں بحال کیا جاتا ہے فوراً وہاں پہنچ کر اپنے منصب کے فرائض سنبھالو۔ ایک اتھاہ جذبہ عقیدت کے ساتھ جھک کر اس نے سرکار کی پائے گاہ کو بوسہ دیا اور الٹے پاؤں واپس لوٹا۔ دروازے تک پہنچ کر قدم باہر نکالنا ہی چاہتا تھا کہ رجال الغیب کے مجمع سے آواز آئی۔ آخر ایک دیوانے کی ضد نے چور کر "مرشد کامل" بنا دیا۔ پھر اسی شاہراہ سے وہ گزر رہا تھا۔ جس پر چل کر وہ عرفان حقیقت کے بحر زخار تک پہنچا تھا لیکن اب قدموں کے نیچے فرش زمین نہیں کائنات کا دل بچھا جا رہا تھا۔ جس راہ سے گزرتا آنکھوں کے پیمانے سے قادری میکدے کی شراب ٹپکتی گئی دن چڑھتے چڑھتے اس نے کئی روز کی مسافت طے کر لی تھی اب وہ لایت کی قلم رو میں داخل ہو چکا تھا چند ہی قدم کے بعد شہر کی عمارتیں نظر آنے لگیں۔ آبادی کے چوراہے پر ہزاروں آدمیوں کا میلہ لگا ہوا تھا ایک اجنبی راہ گیر سمجھ کر لوگوں نے اس کی رہنمائی کرتے ہوئے کہا۔

''اژدھام کے باعث ادھر سے آمدورفت کا راستہ بند ہے آپ کسی اور طرف سے جائیے لوگوں نے حیرت آمیز لہجے میں جواب دیا۔ کئی ہفتے ہو گئے اس واقعہ کو! سارا علاقہ ہل گیا ہے اور آپ کو خبر نہیں ہے۔ بڑی تعجب کی بات ہے۔''

یحییٰ نے کہا میں اس علاقے کا باشندہ نہیں ہوں مجھے اصل واقعہ سے آگاہ کیا جائے۔ لوگوں نے کہا کہ ہمارے شہر کا ایک اچھا خاصا آدمی کئی ہفتہ سے دیوانہ ہو گیا ہے۔ اسی چوراہے پر دن رات کھڑا رہتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ "میں مرشد کامل" کے انتظار میں یہاں کھڑا ہوں۔ وہ مجھ سے وعدہ کر گیا ہے کہ تم یہیں میرا انتظار کرو۔ میں واپس ہونے کے بعد بارگاہ یزدانی کی چوکھٹ تک تمہیں پہنچا دوں گا۔ ہزار اسے سمجھایا ہے کہ اب وہ نہیں آئے گا اس کا انتظار بے سود ہے لیکن وہ اپنی ضد پر اڑا ہوا ہے۔ سب کو یہی جواب دیتا ہے کہ مرشد کامل جھوٹ نہیں بول سکتا ہے وہ کبھی نہ کبھی ضرور آئے گا۔ دلوں کا میلان اس کی طرف اتنا بڑھ گیا ہے کہ اب وہ اکیلا نہیں رہتا ہے اس کے اردگرد ہر وقت پروانوں کا ایک جمگھٹ لگا رہتا ہے لوگوں کی باتیں سن کر دفعتاً اس کا حافظہ تازہ ہو گیا اور اچانک اس رات کا سارا واقعہ نگاہوں کے سامنے پھر گیا اب غور سے دیکھا تو وہی چوراہا تھا جہاں ایک دیوانے سے اس کی ملاقات ہوئی تھی۔ اور اس نے ہاتھ پکڑ کر اسے مرید کیا تھا اور اپنی واپسی تک وہیں انتظار کرنے کا حکم دیا تھا۔ یہ سارا واقعہ یاد آتے ہی وہ بے خود ہو گیا۔ جذبات تاب ضبط سے باہر ہو گئے وارفتگی شوق میں دامن پھاڑتا شور مچاتا مجمع کی طرف دوڑا اور ہجوم کو چیرتا پھاڑتا عبدالہ کے قریب پہنچ کر آواز دی! میں آ گیا! میرے مرید! میں اپنا وعدہ پورا کرنے آ گیا۔ جانی پہچانی آواز سن کر عبداللہ چونک پڑا جونہی چہرے پر نظر پڑی بے ساختہ چیخ پڑا۔

مرشد کامل آ گیا! مرشد کامل آ گیا! میں کہہ رہا تھا مرشد کامل جھوٹ نہیں بولتا وہ ضرور آئے گا۔ یہ کہتا ہوا بے خودی میں تڑپا اور مرشد کامل کے سینے سے لپٹ گیا۔ ایک بہت دنوں کی پیاسی روح چشمۂ عرفاں سے سیراب ہو رہی تھی اور تجلیات کا ایک نیا عالم نگاہوں کے سامنے چمک رہا تھا۔ سینے سے لپٹے ہوئے ابھی چند ہی لمحے گزرے تھے کہ مرشد کامل نے آواز دی۔

عبداللہ! آنکھیں کھولو! تم بارگاہ یزدانی کی چوکھٹ تک پہنچ گئے۔ آنکھ کھولتے ہی عبدالہ سجدے میں گر پڑا ہاتف غیب نے آواز دی "آخر ایک بندۂ گنہگار نے عشق کی آہ و زاری اور فریاد کی سوز و تپش سے اپنے روٹھے ہوئے مولیٰ کو راضی کر ہی لیا۔

شعاع مہر خود بیتاب ہے جذب محبت سے
حقیقت ورنہ سب معلوم ہے پرواز شبنم کی!

مشرقی و مغرب کی زندگی کا فرق

ڈالڈے اور دیسی گھی کی طرح ہے

امریکن ایئر لائنز کا بوئنگ طیارہ مجھے اٹھائے مست ہواؤں میں اڑا جا رہا تھا۔ اور میں دل میں ارمانوں کا ایک سمندر لیے جیسے کئی برس کی قید کے بعد رہا ہوا تھا۔ چوبیس گھنٹوں کا سفر صدیوں پر محیط لگ رہا تھا۔ پچھلے پندرہ برس ایک ہی دائرے میں انجن کی طرح آگے پیچھے حرکت کرتے گزر گئے۔

اور آج...... گویا زندگی کے سارے کس بل کھل گئے ہوں۔

میں نے گہری سانس لے کر ادھر ادھر دیکھا۔ مخصوص مغربی لباس پہنے ایئر ہوسٹس لبوں پر مصنوعی مسکراہٹ سجائے کافی سرو کر رہی تھی۔

کرواہٹ میرے حلق میں اندر تک اتر گئی۔ مشرق اور مغرب کی زندگی میں کتنا فرق ہے۔ ڈالڈے اور خالص دیسی گھی کی طرح۔

مجھے وہ روشن اور وہ اس صبح یاد آ گئی جب پہلی دفعہ میں نیو یارک جانے والے طیارے میں سوار ہوا تھا۔ گرہ میں کتنی خالص محبتوں کا مان بندھا تھا۔

اماں کے آنسو تھمنے کا نام نہ لیتے تھے۔

بیوی کی متورم اور سرخ آنکھیں کئی دنوں کی بے خوابی کا پتہ دیتی تھیں اور خاموش لب ''نہ جاؤ'' کا ورد کر رہے تھے۔

تینوں بچے میری ٹانگوں سے چپٹے دل کو پیچھے کھینچ رہے تھے۔ مگر چار سال کی بے روزگاری اور دربدری نے قدم آگے بڑھانے پر مجبور کر دیا...... اور میں دل پر صبر کیا بھاری سل رکھے ایئر پورٹ کے اندر داخل ہو گیا تھا۔

اور آج...... ہاں! ''آج'' ''کل'' سے کتنا مختلف ہے۔ اجالے اور دھندلکے کی طرح کتنا طویل بن باس کاٹنا پڑا تھا مجھے۔ پرایا دیس...... جہاں موسموں کی طرح انسانوں کے جذبات واحساسات بھی برف کے گالوں جیسے یخ ٹھنڈے اور پتھریلے تھے۔ مجھے اچانک ہی نیلی آنکھوں والی وہ اداس سی نوجوان لڑکی یاد آ گئی جو سکستھ ریونیو کموڑ پر یونیورسٹی پارک کے ایک سنگی بینچ پر نیم دراز مجھے اکثر نظر آتی تھی۔ اس میں پتہ نہیں کیا خاص بات تھی کہ ہمیشہ ہی میری نگاہیں اس پر ٹھہر جایا کرتی تھیں۔ تنہا اور ویران...... دنیا ومافیا سے بے نیاز...... تازہ سگریٹ اس کے پنکھڑی جیسے گلابی ہونٹوں میں یوں دبا ہوا تھا جیسے زندگی کے پنجوں میں موت دبی ہو۔ سنو! تم اس قدر چین اسموکنگ کیوں کرتی ہو؟ مجھے اس پر ترس آ رہا تھا۔

اس نے چونک کر پلکیں اٹھائیں اور پر اداس مسکراہٹ کے ساتھ بولی تھی ''تو پھر میں کیا کروں؟''

اس کے بعد اس کا ''کیا کروں'' میں سینکڑوں شکوے اور مایوسیاں مچل رہی تھیں۔ میں لاجواب سا ہو کر رہ گیا۔ غالباً اس سے اسموکنگ کی وجہ دریافت کرنے والا میں پہلا اور آخری فرد تھا۔ میں بری طرح اداس ہو گیا۔

اور پھر ایک بے رحم صبح کو جب میں وہاں سے گزرا تو اسے دیکھ کر ٹھٹھک گیا تھا۔ پولیس کے تین سپاہی اس کے اکڑے ہوئے مردہ وجود کو بینچ سے اٹھا کر گاڑی میں ڈال رہے تھے۔ میرا دل کٹنے لگا۔ کیا زندگی واقعی اتنی بے معنی چیز ہے...... کہ اسے ایک بینچ پر بیٹھ کر اسموکنگ کرتے ہوئے ختم کر دیا جائے۔

بعد میں پتہ چلا کہ وہ ریاست کنساس کے ایک امیر ترین شخص کی اکلوتی بیٹی تھی جو تعلیم کے سلسلے میں یہاں مقیم تھی۔

میرے دل میں پدرانہ شفقت عود آئی۔ ننھی منی زینت اور سائرہ بھلا کتنی بڑی ہو چکی ہوں گی...... میں نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کو ٹٹولا...... وقت گویا ٹھہر سا گیا ہو۔ ابھی تو پورے تیرہ گھنٹے اور 35 منٹ کی پرواز باقی تھی۔ میں بے خیالی میں اپنے ہاتھ پھیلا کر دیکھنے لگا۔ گاڑی کی اسٹیرنگ پر ہاتھ رکھے رکھے بڑی بڑی گرہیں ابھر آئی تھیں۔ کئی سال پہلے میں نے ڈرائیونگ چھوڑ کر پارٹنر شپ پر ''پزا ہاؤس'' بنا لیا تھا اور اب ایک مڈل کلاس ہوٹل کا بلا شرکت غیرے مالک تھا۔ مگر ہاتھوں کے نشان ابھی تک تازہ تھے۔ بعض نقش کس طرح ثبت ہو کر رہ جاتے ہیں۔ جیسے عمر کی ننھی سی انگلی کا لمس ابھی تک میرے مضبوط ہاتھ محسوس کر سکتے تھے۔ جب ہم دونوں باپ بیٹا ہاتھوں میں ہاتھ دیئے مسجد جایا کرتے تھے۔ عمر کا معصوم سا چہرہ میری نگاہوں میں گردش کرنے لگا اور اس کے ساتھ ہی مجھے ایڈن ہال کا وہ طالب علم یاد آ گیا جس نے اپر کلاس اسکول کی وسیع گراؤنڈ میں کیمرہ نصب کیا تھا اور پھر سینکڑوں طالب علموں کی آنکھوں کے ساتھ ساتھ کیمرے کی آنکھ نے بھی اس کی خود کشی کا منظر محفوظ کر لیا۔ کتنا سکون واطمینان تھا اس کے چہرے پر جب اس نے اپنی کنپٹی پر موزر رکھ کر چلایا تھا۔

شہر کی بارسوخ شخصیت کالا ڈلا سپوت اس کی پاکٹ سے کاغذ کا جو پرزہ برآمد ہوا اس پر درج چند ٹوٹے پھوٹے الفاظ اپنے معاشرے کو پتہ نہیں کیا پیغام دے رہے تھے۔

"Life is an aimless burde.... and nothing else."

ان دنوں مجھے عمر کتنا یاد کرتا تھا۔ دل کا بوجھ ہلکا کرنے کے لیے میں اکثر ساحل پہ چلا جاتا تھا۔ مگر یہاں بھی زندگی سے مایوس نسلیں...... نیم گرم ریت پر نیم مدہوش پڑی نظر آتی تھیں۔ شراب کے نشے میں دھت...... ہپی ٹائپ لڑکوں اور لڑکیوں کے بکھرے وجود ریت پر پڑے ہوئے پتنگے محسوس کرتے تھے جو اڑنے کے لیے آندھی آنے کا انتظار کر رہے ہوں۔ مشینی زندگی میں انسانیت پس کر رہ گئی تھی۔ مجھے روحوں کے ملبے پر مادہ پرستی کا تاج محل شاندار ہونے کے باوجود بہت حقیر لگنے لگا تھا۔

میں خیالوں ہی خیالوں میں پتہ نہیں کہاں پہنچ گیا تھا۔ تلخ سوچوں سے پیچھا چھڑانے کے لیے میں نے سر جھٹک کر مسافروں کو دیکھا۔ اکثر نیم دراز اونگھ رہے تھے یا پھر میری طرح یادوں کے دریچوں سے باہر جھانک رہے تھے۔ میں آنے والے خوشگوار لمحوں کے تصور میں کھو گیا......

مجھے اماں بے طرح یاد آنے لگیں...... ''بیٹا! روزی تو اللہ کے ہاتھ میں ہے تو کیوں اتنی خواری مول لے رہا ہے۔'' اماں کا بے چین جملہ کانوں میں گونجنے لگا۔

''اماں''!!!...... میں نے ہولے سے آنکھیں بند کر کے پکارا۔ کتنی مٹھاس ہے اس ایک لفظ میں۔ شیرینی ہی شیرینی۔ ''اماں'' میں نے زیر لب دوہرایا۔ ان گزرے ماہ و سال میں میری زبان اس ایک لفظ کے لیے ترس گئی تھی۔ باقی سب سے تو فون پہ بات ہو ہی جاتی تھی۔ مگر اماں پتہ نہیں کہاں کھو گئی تھیں۔

مجھے ایک دم ہوٹل کے ساتھ والے فلیٹ کی بڑھیا یاد آ گئی۔ شلجم کی طرح پھیکی سفید اور بھربھری۔ وہ روزانہ دن کے کسی پہر ہوٹل میں لازماً آیا کرتی تھی۔ تیز کافی کی ہلکی ہلکی چسکیاں لیتے ہوئے وہ گھنٹوں اوٹ پٹانگ باتیں کرتی تھی۔ پتہ نہیں اپنے آپ سے کرتی تھی یا اپنے ساتھ کھڑے کتے سے جھکے ہوئے کانوں والا یہ بھورا کتا ہمہ وقت اس کے ساتھ چپکا رہتا تھا۔ شاید عرصہ سے وہ دونوں اکیلے رہ رہے تھے۔ ایک بوڑھی عورت اور ایک کتا۔

''تم کسی اولڈ ہاؤس میں کیوں نہیں چلی جاتیں؟'' ایک شام ہوٹل کی ویٹرس اس سے پوچھ رہی تھی۔ ''اولڈ ہاؤس''؟ مرنے کا انتظار تو کہیں بھی ہو سکتا ہے''...... اس کا لہجہ بہت ٹوٹا ہوا تھا۔